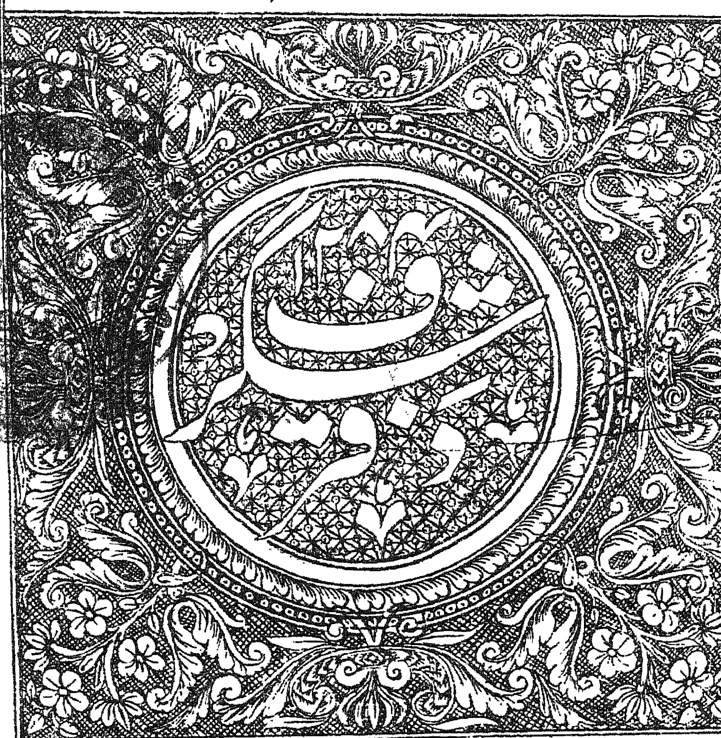
ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان بلاغت بنیان از تصنیف ہمپایہ قدسی کلیم جناب میر محمد اصغر علی خان صاحب تخلص نسیم دہلوی



باہتمام سحبان امیدوار مغفرت ایزد سبحان محمد عبد الواحد خلف محمد عبد الاحد خان صاحب مرحوم بن محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی دہلی
محمد مصطفیٰ خان ۱۳۰۲ بطبع رسید



نسیم انفاس افلاکیان ایسے چمن آرائی گلِ توحید سے نکہت فروش ہے کہ جسنے تختۂ خاک کو
لالہ رخانِ سبزہ رنگ سے دامانِ گلچین بنایا شمیم سنبلِ آہِ خاکیان ایسے بہار پیرا کے
ریاحین تحمید سے نافہ در آغوش ہے کہ جسنے گلِ خورشید کو طرۂ دستارِ افلاک فرمایا
چمنستانِ سخن آبیاری نعت اوس سرچشمۂ ہدایت سے شاداب ہے کہ جسکے زلال البشارت
جنّاتٍ تجری من تحتہا الانہار نے تشنگانِ وادی ارادت کو سیراب کیا گلستان
معانی آب جوی منقبت اوس رنگ طرازِ نبوت سے سرسبز ہے کہ جسکے نخل تمنا کو باغبان
قدرت نے آبشار انّا اعطیناک الکوثر سے آب دیا صدر نشین مسند قاب قوسین
او ادنی سرورِ عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمر نورس شاخ قلم گلفشانی درود
آلِ اطہار ہے کہ جنکے فیضِ قدم سے حدیقۂ خزان رسیدۂ عالم نے مرتبہ صحن فردوس کا پایا برگ و بار
گلبن زبان ستایش صحابۂ کبار ہے کہ جنکے حسن تدبیر نے خیابانِ ہدایت کو خار ضلالت سے
پاک فرمایا آوارۂ کوی ناکامی نام آور عالم گمنامی خارچین گلشن طبع سلیم شیخ امیر اللہ
تسلیم ارباب سخن کی خدمت مین التماس آرا ہے چہرۂ شاہد مضمون تو سے نقاب کشا
ہوا یعنی سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین شاعر رنگین بیان نکتہ ور رشک سحبان ہمپایۂ قدسی کلیم

جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم ابن نواب آقا علیخان تاجر شاگرد جناب حکیم
محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان خطۂ پاک دہلی سے لکھنؤ میں تشریف فرما
ہوئے غلغلۂ شیوا بیانی آوازۂ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صغار وکبار وامرا سے روزگار
فیضیاب تلمذ حضرت والا ہوئے ہر طرف شاعری کی دھوم ہوئی معاملہ بندی کی حقیقت
معلوم ہوتی فصاحت نے کسکی زبان پر زہر کھایا بلاغت نے زمین شعر کو آسمان بنایا واقعی
چستی بندش میں کچھ کلام نہیں بے زوائد کا کہیں نام نہیں با این ہمہ خدام والا کو کبھی ترتیب
دیوان کا خیال نہ آیا بسبب وارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کے کچھ فراہم نہ فرمایا ہر پارۂ جگر
صورت دل پریشان ہوگیا صفحۂ عالم سے مثل خیال باطل بے نشان ہوگیا کئی مثنویان
موزون فرمائیں کوئی ناتمام رہی کسیکا پتا نہیں ایک جلد الف لیلہ کی باقی رہی نظر ثانی
کی نوبت نہ آئی چھپ گئی آخر کو سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں چہاردہم ماہ رمضان المبارک کو
دار فانی سے برخاستہ خاطر ہوئے حریم حرم عالم جاودانی میں لبیک گویان حاضر ہوئے
ہر ایک کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون آیا شعر وسخن کو خاک بسر داغ بر دل پایا
اکثر شاگردوں دوستوں نے تاریخیں وفات کی موزون فرمائیں ذیل تحریر فرمائیں بسمت
اندراج پائیں الحال امیر اعظم رئیس معظم افسر ملک معانی فرمانفرمای کشور سخندانی جناب نواب
محمد تقی خان بہادر دام اقبالہ ابن نواب صادق علیخان بن نواب اصغر علیخان
ابن نواب محمد علیخان بہادر سالار جنگ برد اللہ مضجعہم نے کچھ کلام پرچہ پرچہ
جابجا سے فراہم کیا بکمال شوق وسعی نہایت ایک دیوان ترتیب پایا کہ استاد
مغفور کا بعد وفات کچھ یادگار رہے بے نشان ہوکر بھی چندی نشان برقرار رہے
مطبع مصطفائی میں چھپنے کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالی
ایسے رئیس باہمت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائی کونین میں
ترقی جاہ و دولت سے سرفراز وممتاز رکھے آمین یا رب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب عمیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام همدانی مصحفی

میر [illegible] بود کشور دهلی وطنش	صاحب علم و زباندان و خردمند و فهیم
رفت از دار فنا جانب فردوس برین	باد در رتبه قرب خداوند علیم
سال تاریخ وفاتش تعلیم کرد رقم	شد بگلزار ارم از چمن دهر نسیم ۱۲۸۲

از منشی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان اختر

نسیم دهلوی اصغر علیخان شاعر نامی	چو از دنیا روان شد جانب جنت بصد عزت
بتاریخ وفاتش گفت شمس این مصرع موزون	نسیم دهلوی جان نسیم گلشن جنت ۱۲۸۲

از نتائج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص تنویر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

نسیم دهلوی عندلیب گلشن فکر	بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری
چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع	پریده بلبل روحش شد از حیات بری
چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دهر	ز بلبلان سخن شد خروش نوحه گری
سر بکار زده تاریخ گفتم ای تنویر	نسیم شد بهواداری ارم سفری ۱۲۸۲

از نتائج طبع نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دهلوی

چو اصغر علیخان استاد کامل	سوی خلد رفتند زین دار فانی
دم فکر افسر پی سال رحلت	نوشتم ز ملک سخن شد معانی ۱۲۸۲

از نتائج طبع علی محمد خان صاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفریاب خان صاحب

چو اصغر علیخان سوی خلد شد	خزان دیده شد باغ شعر و سخن
ولی بهر سال وفات نسیم	بگو وای استاد ملک سخن ۱۲۸۲

طبعزاد فدا علی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

رفت [illegible] نسیم در جنت	بعد استاد نکته دان شاعر
عیش بنوشت سال و معجم	مرد ای وای خوش بیان شاعر ۱۲۸۲

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب ذکاءالدولہ بہادر

چو نسیم دہلوی یکتاے عصر — زین جہان رخت سفر بربست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد نازو نیا رفت واے ۱۲۸۲

از نتائج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف مجبو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی اے آہ
ہاتف تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود انا للہ ۱۲۸۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جنان ہوئے روان — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل یہی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری ۱۲۸۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

مثل نکہت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے وای
لکھی تاریخ اے شگفتہ — استاد شفیق و مہربان ہای ۱۲۸۲

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

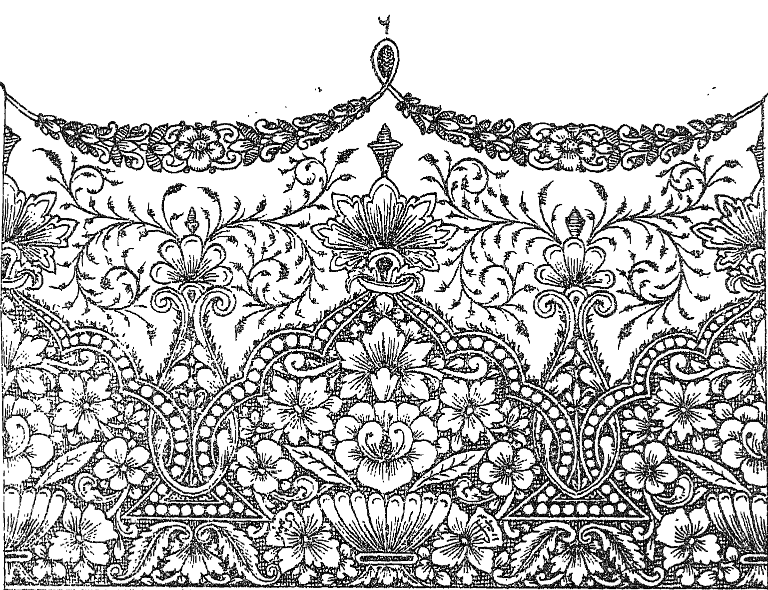
چون ز حکم خدای پاک نسیم — یافت ناگہ بباغ جنت جاے
از سر درد اے چمن بنویس — واے بی اوستاد گشتم واے ۱۲۸۲

از نتیجہ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل — زین جہان الم فزا رفتہ
سال رحلت ملال محزون گفت — وای استاد من کجا رفتہ ۱۲۸۲

از میرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

آج دنیا سے نسیم دہلوی — لے گئے تشریف ایدل ہای ہای
یہ لکھی گوہر نے تاریخ وفات — شاعر بے مثل و کامل ہای ہای ۱۲۸۲



قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

ہر سخن مین ہی مرا شاہد مضمون نہان
دائرہ مثل گریبان ہی تو کاغذ دامان

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج
دہن حرف سی پیوند ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوق سے
ریزش کلک سے نقطون نے چنی کیا افشان

ہر کشش مین ہی ہلال خم ابرو پیدا
ختم و آغاز کی نوکین ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تاب مضامین سے جو نقطے تھے سیاہ
شعلۂ فکر سے ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل
صاحب خانہ ہی پابند مزاج مہمان

کیون نہو غرق ندامت سخن ہر مہمل
جوشش فکر سے معنی کی اٹھی ہین طوفان

فہم حساد نہین رمز سے میری آگاہ
دہن خم کو حاصل ہی کہان لطف بیان

اتحاد رگل و شبن سے لکھتا ہی قلم
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

صدر نے صورتِ اوجِ فلکی دکھلائے — حشو مثلِ کمرِ شاہدِ مطلب ہے نہان
چشمۂ مہر تجلی سے ہوا ہین عروض — ابتدا نیرِ اعظم کی طرح ہے تابان
ضرب نے قسمتِ مقصد سے وہ رتبہ پایا — کہ گہر ریز ہوے اہلِ سخن کے دامان
منقبض وافی و مالوف و صحیح و مجزو — سب ہین بندشِ تخییل معقد کے نشان
سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب — نکتہ ور دل مین سمجھ لینگے اشارات نہان
منقسم ضرب تجھی ہے برائے ترکیب — حرف سے لفظ بنی لفظ سے معنی ہون عیان
صورتِ شعر مین بتیس طرح کے ہین رنگ — علمِ استاد سے آگاہ نہین ہر نادان
چند اعداد افاعیل کو کہتی ہین عروض — انکے پڑھ لینے سے شاعر نہین ہوتا انسان
جہلا نے جو پڑھی کوئی کتاب اس فن کے — بنگئے بے خلشِ فکر وہ استاد زبان
کہتے پھرتے ہین یہ کیا بحر ہے اور دائرہ کیا — دیکھو ہمنے بھی طبیعت سے نکالے اوزان
دیکھ سیفی کے رسالے کو بنے خود سیفی — ہین تو بے قاعدہ لیکن وہ ہوے قاعدہ دان
لفظ تجنیق نہ تخنیق سمجھتے ہین کچھ — خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران
صفتِ قافیہ مین ذکر اگر آجائے — پوچھین اقسام روی کے تو نہ ثابت ہو نشان
ہو جو ترکیبِ اضافی کی ضرورت واقع — صورتِ آئینہ رہ جائین سراپا حیران
پوچھے گر کوئی تو ارشاد ہو یہ از رہِ طعن — فارسی کو نہین اردو کی ہین ہم قاعدہ دان
کسی استاد کا دیوان اگر کوئی پڑھی — ایک ہی بیت کی معنی جو ادا ہون یکسان
کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو — جل گئی روح تک انکی وہ کہی شعر بیان
صدقی اوپر جو نہین علمِ سخن سے آگاہ — خوش بہت ہوتے ہین کہیے اگر استاد زبان
اے خدا کیا ہوئے استاد سخن فہم افسوس — کیسے کیسے ہی نا اہل سے دیکھے انسان
وہ عروضی نہین جو فعل و فعولن جانے — پوچھے مجھسے تو بتاؤن تجھی کچھ اسکی نشان
پہلے تخییل کہ آغاز ہے اسپر موقوف — جسکو علامۂ طوسی نے کیا زیب بیان

اوسکے اقسام ہین تو حضرت عرفی نے لکھا
شعر بھی تین ہین مضمونی و حالی کیفیت
پھر ہی میزان معانی کہ تلے ہر مضمون
جب ملی نفسے فراغت تو پڑے جھگڑا اور
دیکھ ہی مفرد و اصلی سے مرکب کیا کیا
فائدہ کیا تجھے اس ہرزہ خیالی سے تقسیم
عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز
حرف ملفوظ شہادت کے لیے کافی ہین
غور الف ہی مین جو کی پنجتن پاک ملے
بدل اگر کچہ در شہوار اگر رکھتا ہی
قصد صادق ہین نکو دیر کہ فرصت معلوم

شک نہین اسمین کسیطرح سمجھ رکھ اے جان
انکے اجماع سے ابیات مین آئی نقصان
بیت مطلب مین ہر اک مفرد ہی اسکے بان
پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان
تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی مین کہان
بر تعلق صفت شعلہ رہے لال زبان
جو خلاف اسکو سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان
دیکھ کس سے دکھین ہوتا ہی عقیدتکا بیان
ایک سے دو ہوے اور دو سے ہوی پانچ عیان
قدردان ہیرے سے پہلا ہی ہو ہین امان
حوصلہ دل سے نکلی ہے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکھتی ہی جو تخئیل مجسم سے زبان
نو عروسی کو مزے جیسی بندش مین دیکھ
فکر دوشیزہ سے مضمون نے سمیٹا دامن
لوٹ رکھتا نہین امان نظر کے مانند
اے قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو بھی
اے سخن وقت ادب ہی نہ نکلنا گستاخ
رحم اے چرخ ستم پیشہ نہ ہی یون تکلیف
زلف جانان کیطرح روز پریشانی ہی
کمر یار نہین ہون جو کیا ہی معدوم

نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان
لفظ بھی میری مضامین کیطرح ہین نازان
صورت خامۂ قدرت ہی مری پاک زبان
بر تعلق صفت روح بریدہ ہی بیان
جائے تسلیم ہی گردن کو جھکا جلد یہان
اے دہن چشمۂ خورشید مین ہونی بان
تا کجا صورت آئینہ رہون مین حیران
سر چڑھا کر سے مجھے پامال نکرو نادان
نہ دہن ہون کہ نظر سے مجھے کہتا ہی نہان

دوست ہنجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
آفتاب شرف افزای جلال و تمکین
ہر دہن مہر دعا یون ہی کشادہ شب و روز
شوق پا بوس مین ہر دل ہی ہوا تنک بیتاب
شہرت لطف فزون رفعت وہ ہوس کو بخشی
ابر رحمت کیطرح ریزش پیہم ہر وقت
حوصلہ جیب ہی کیا وہم سے بخشش افزون
وہ سخی ابن سخی ہی کہ صلہ جب بخشا
ریزش سیم سے اختر کی چمک پیدا کی
کوئی شاکی نہین اس دور مین لیکن عسرت
رنگ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
کون ہنگام سخا اوسکی تہیدست رہا
خبر جود نہ اس ہاتھ کی اوس ہاتھ کو ہو
لب و رخسار حسینون کے ہوے بے رونق
بارش سیم سے کی وقت سخا دہوپ سفید
آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہ جود اوسکے
کون ایسا ہی جسے حق نمک سے ہی فراغ
جا بجا جوش کرم سے یہ زر اندوزی ہی
اثر فیض یہ ہی طفل کے منہ مین جا کر
اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
ابتو دیوانے بھی کھاتی ہین گہر کی چوٹین

دیدہ پیش نظر ہی مری مدح سلطان
جا بجا عالم نشہ گردون چشم و شفق نشان
جسطرح دیدۂ عاشق بامید جانان
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان
قدسیون کو ہی یہ حسرت نہ ہوئی ہم انسان
نیک و بد پہ ہی شب و روز برابر احسان
قفل ہو جاتے ہین اظہار طلب مین دندان
شعرا کی در غلطان سی ہی پر درج دہان
ہمسر چرخ نظر مین ہی زمین کا دامان
کہ ہوی جود سے اوسکے کمر معشوقان
رنج افلاس ہی تنگی سے حسینو نکا دہان
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان
جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی پنہان
بوسہ زر ہین مین مصروف یہانتک انسان
چاند کا ہوتا ہی خورشید کو چہرہ پہ گمان
سر پہ اپنی اوسی زر کیلیے ہوا ہی نازان
جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان
ریشہ ہر دم شانہ ہوی منقش افشان
صورت سیم حبا قطرۂ شیر پستان
منہ چہپانے لگا افسانۂ حسن خوبان
رکہتی ہی در عوض سنگ کف طفلان

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا
کام آتا نہین افسون نگاہِ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل
صورت طعنۂ معشوق ہی دولت ارزان

سیر چشمی کا یہ عالم ہی بپا ہین بخشش و جود
ہر گھڑی ہی آنکہ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کے لیے نام اوسکا
باعث قوت دل ہو جب آسائش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہِ گرم پڑے
آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیر دستی سے ہزارون صف اعدا الٹین
آنی پاے نہ دہن تک کبھی فریاد امان

وہ فراق ابدی ہو جو تہ تیغ آ لے
حشر مین بھی نہ ملے روح کو جسم نشان

جسم سے پای فراغت تو رہی اومین قید
روح کو حلقۂ جوہر ہو کنار زندان

چین آ جای جبین پر تو رہے تا دم مرگ
بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان

بارش تیر عدو کے لیے زیست بخشے
چشم پر زخم کی ہو جای مژہ ہر پیکان

صورت برق تہ ثابت ہو کبھی سرعت تیغ
کیا کہی آہی تہی کدہر سے یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن مین وہ دین خالق نی
حسن کے رعب سے خورشید منور لرزان

جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل
لکھنؤ پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان

ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش
لکہ کچہ اشعار دعا روکے لیے خامی کی زبان

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار
ای خدا تا کہ رہے ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ
بطفیل نبی و حضرت شاہ مردان

سایۂ پنجتن پاک سے راحت ہو نصیب
نہ رہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان

اقربا خویش جگر بند احبا باہم
صورت غنچہ و گل سب ہین شادان خندان

ایضاً

بہر ترتیب سخن دو حرف بھی ممکن کہان
لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان

جسکے سی بال کو بے نقطہ لکھتا ہی قلم
شرم عریانی سی لفظون مین معانی ہین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سے چھپتا نہین | ضعف کاتب سے قلم کی نوک ہے چشم عیان
تن سی روح مین آنکھ سی ہیں مند بین کنارہ کش تن | تو قصر خالی دیکھکر ہین جسم خانہ تو نکلی مکان
مفلسے سی فرقت محبوب بے رونق ہوے | وقت رخصت اشک سے خالی ہی چشم عاشقان
وقت شب اوراق گلشن ہاتھ پھیلائی ہی | اشتہا سے ہوگئی شبنم غذا سے آسمان
جبر گردون لے کشید دولت اصلی جو کی | شعلۂ خورشید تابان مین نہین باقی دھوان
قالب مضمون ہین ہین آگی ہوتی ہین تخمیر | بھوک کی ناطاقتی سے ہل نہین سکتی زبان
مجلسون مین کوئی دامن تر نظر آتا نہین | ابر ممسک ہی سحاب دیدہ ہر نوحہ خوان
بے خزان بھی خشک ہی ہر برگ شاخ نخل گل | شرح کی قابل نہین احسان بخل آسمان
تابش حسن بتان مین گرمیان باقی نہین | شعر ہی سوز محبت دل نہین تپتا دھوان
فکر شاعر سے جو بدلی صورت دور زمان | ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان
بس لئے تسلیم خسرو ملک سخن خامے کو رب | اور صورت پر دکھائے حسن مضمون جوان
ربط ہے صفت اقسام میدنش ورنہ تخیل صاف | تاقیسین تھا ہی مثل ہر وقت امتحان
وزن میزان معانی مین ہے مصرع ہمچال | وقف ہی حسن سخن مانند جو قدردان
صدر مطلع رکن جیسے ہی ابتدا ضرب عروض | قیمہ مین میزان لفظی مین اگر ڈھونڈھو نشان
قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول | ذہن مین آتا نہین جو لی سے حرف رایگان
کیا کوئی سمجھے گا یہ رمز سخن کچھ اور ہے | ہان وہی سمجھے تو سمجھے مین ہون جسکا مدح خوان
حاسد و نافہم و جاہل سے نہین امید داد | ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان
لا در شہوار مضمون بدل کر جلد ای خیال | تاکہ ہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان
لکھ وہ مطلع روشنی بخشے جو مثل آفتاب | جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کسقدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان | خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

گهور لی هی زلف مضمون شگفتگی بار
پوچهتے هی کون دیکهے گا مرا حسن نهان

فکر کهتی هی خیال پاک دامن کی قسم
مس کرے مجهکو تصور یه مجال اسکی کهان

شوق کهتا هی معاذ الله مین وه چیز هون
پا هی هر مغرور مین پهنچاون بترن سے ترا

خاطر نازک یه کهتی هی توقف چاهیے
وقت نظم مدح هو جائیگا سب کا امتحان

مرحبا ای جوش صادق هو کوئی دم آشنا
حبذا ای شوق تو بهر خدا هو مهربان

مژده ای دل فیض استاد ازل هی جوش پر
همت ای طبع معلی هی زمان امتحان

باش ای خامه که حسن مدعا هی جلوه گر
صفحه قرطاس هی آئینه روی بتان

شوخیان دکهلا رهی هی فکر رنگین کی بهار
کثرت گلهای مضمون سے هی سینه بوستان

نوجوانان چمن استاده هین چالاک و چست
نغمه زا هین نالهای عندلیب خوش بیان

ابر هی اٹهکهیلیون پر برق هی بیتاب حال
چهچهے هین طائران خوش نوا کی هر زبان

هی کهین لطف تبسم هین کسی جا قهقهے
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پا سبا

هی زبان زاهد صد ساله صرف الحمد
دیکهکر رندونکی باهم کیفیت هی هین مستیان

بسکه هی پیش نظر هر دم لطیف دلفریب
کیا عجب بیساخته منه سے اگر نکلے فغان

خاطر نازک وفور شوق سے بیتاب هی
کهتی هی کچه تو هی که یه لطف صحبت کهان

حسرت تونے آج تو خالی کوئی دم هو گیا
کهول دی بند نقاب مدعی و بیان

نطق کو رخصت عطا هو مدح ظل الله کی
لے تمنا لفظ بنکر بوسه کام زبان

بهیک کشتیکے لب اظهار مطلب کے منگ
لین وه کهائی جوش مضمون طرش ابر بیان

اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین
یادگار خسروان و امجد علی شاه جهان

دل بڑهی سعی سے استقبال کو وه لیے امید
جس طرف خسار تابان کی نظر آئین فشان

گر طواف آستان مین هو توقف ایکدم
نکهت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان

بیضه فولاد سے نکلے صدای عندلیب
گلشن عارض کو هو اعجاز کا گر امتحان

رعب شوکت سے گلستانین بھی باغین بند ہین — غنچہ سربستہ کہ سکتا نہین از نہان
قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا — چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان
گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکھون — محو کردون ہمین جو دارا کی ساری داستان
جسم اعدا گر خلش دیکھی سنان تیر کی — ہر جراحت آفرین کہنیکو سطی کھولی دہان
راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو — ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان
ہر وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ — پوچھتا ہی چرخ ہفتم سے مزاج قدسیان
اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول — روز اک صورت بدلتا ہے خیال آسمان
صدقی اس ہمت کے حال یکسان ہی زمان — ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان
استقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے — پھیکی ہی وہ جنسے الماس کی آب آسمان
قطرہ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے — صبحدم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
روسیاہی گلفتونکی پاک قلم جاتی رہی — دھو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان
حکم سے ہر سینہ صد چاک ہوتا ہے رفو — زخم بھر دیتی ہین شانون کے بھی گیسوے بتان
قصد شرح خلق والا ہے جو منظور مزاج — بوسہ گاہ خامہ ہین میرے سخن کی شوخیان
لطف پابوس استقدر حاصل ہوا ہے عمر کو — جسم سے روح ہین بھی کر سکتی نہین نقل مکان
جھکتے جھکتے آرزو مین سر بدامن ہو گئین — بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان
قدرت حق نے نہین پیدا کیا اوسکا شریک — جسطرح سے آہ عاشق ہے خدنگ بے کمان
مین بھی ہون امیدوار اس شاہ والا مرتبت — جوش ہمت گر اجازت دے تو کچھ ہو بیان
خواہش پابوس ہے ایسی کہ مثل روزگار — گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان
کیون نہ صدقی ہون ہجوم آرزو کی ہر گھڑی — سامنے آنکھون کے ہے تصویر سلطان جہان
دیدہ ہے چشم تصور سے جمال پاک کی — بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان
تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے — ہر گھڑی کہتی ہے چل ہر وقت سمجھاتی ہے تان

میں گدای بینوا ہون شاہ خاقان میں   چشم ظاہر سی جو دیکھون ایسی قسمت ہی کہان

دل میں رکھتا ہون جو تسلیم جبہ کی آرزو   حرف بنجاتا ہی تنہا ہوکے ہر لفظ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھے   تنگ ہی سامان فرصت ای شہنشاہ جہان

ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا   تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب   یا الٰہی ہیتون جبتک ہی سقف آسمان

دوست شادان مدعی برہم رہین مانند زلف   نقش بند کاف و نون حامی ہی ہر ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون میں نظر آئی خلل   مختصر جیب بد تنگ ہی دامان ازل

فکر دوشیزہ سے ہون شاعر پاکیزہ مزاج   وہ زمین چاہیے مجھکو جو ہو مستعمل

جز خدا اسکو مرا طول سخن ہے معلوم   قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اول

گرمی عارض مضمون سے عرق ریز ہے طبع   آتش شوق کے شعلونسے ہی سینہ منقل

قصد کے ہوتی ہین دربردہ جو کچھ کچھ ایما   ضبط اور نطق مین ہوتی ہی ہم دو بدل

آرزو کہتی ہے کیا آپ ہی زاہد خشک   کہ پڑی ہی جودت خاطر مین ہزارون ہی خلل

طعنے دیتے ہے تمنا کہ مبارک باشد   اتنے واعظ سی بادہ ہین جبین مین کچھ بل

حوصلے کہتے ہین اس بے ادبی سے گذرو   کہدو ناصح سے کہ جا بزم محبت سی نکل

لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا   طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل

اتنے مین آکے مضامین قصائد نے کہا   صورت وعدۂ دیرینہ گئے آج بدل

ناگہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا   کھول دی نشتر مضمون نے سخن کی اکحل

لے اوڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال   آگئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل

جلوۂ نیر افکار فلک پر پوہنچا   رات بھر چشم کواکب سی رہی دو بدل

کسقدر نالۂ موزون کے ہوئے استقبال — ہر طرف خیل ملک آ کے ہوئے دست و بغل

مدتون ہر تصدق سے نہ پائی فرصت — ساکنانِ فلکی بھول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تھا آشفتہ مزاج — مختصر کی گئی تمہید کلام اول

ٹھیر او خامہ کہ اب ہی دم تکلیف سخن — فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آ پہنچی — جوشِ مستی ہین ٹپکتی ہین امنڈ کر بادل

ناز کرتی ہوئی آتی ہین ہوا مین ٹھنڈی — کھل رہے ہین دل مشتاق کے سینون کے کنول

عکس سبزہ کا جو ہی چرخ کے آئینے مین — سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سے — آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کر چکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر — کہتے ہین سبز قدم نحس کو ہنگام مثل

ہچکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر — خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل

ق

اصل پر اپنی کسیکو بھی نہین استقلال — آ گیا عالم اسباب کے ہر شے مین خلل

بنگ ہو جاتی ہے ساغر مین انڈلتی ہی شراب — سبز ہو جاتی ہے مینا کیطرح سے بوتل

کثرت بے ادبی دیکھ کے بھکا زاہد — آ گیا جوش پہ سودا ہی دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوئے حوصلۂ دل فراخ — خود پرستی پہ ہے آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بھڑکے ہے آگ — دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہے کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ — کہ نذیرا کہین ہوتے ہے نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچے — شغل و اسوخت کسی جا کہین افسانۂ ہزل

کہدی اتنا کوئی بلبل سے کہ ہان بسم اللہ — ہم قصیدہ کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسی طرح خلل — دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل

شرف الدولہ ہے نواب فلک قدر الیاس — کہ نہین حیز امکان مین کوئی آج مثل

تھی جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے
فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل

وہ شکر ریزی لب ہے وہ سخن شیرین میں
ہو گیا قصہ کسی پہلے سخن تلخ عسل

خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد
کہیے اوسکو سبق حضرت استاد ازل

ادب آموز فلاطون ہیں مضامین خیال
ہر کنائی میں ارسطو کو ہی تعلیم عمل

ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہو کے
کیون نہو قوت ادراک منجم میں خلل

گر کہ آمیزش تجویز سے پائین ترتیب
حشر تک دفتر اقلیم رہین مستقبل

رستہ ہے کج ہو جو آداب حضوری پائے
چین جبینوں سے نکل جائے سر زلف سے بل

خواب راحت کو ترسے دامن شمشیر مین ہین
اعادی کے لیے آغوش اجل ہے مقتل

ضرب تیغ جو ناگاہ صدا دی بیٹھے
قبر دشمن سے کہے آ مرے آرام بغل

طول زخم تن اعدا نہ ندامت بخشی
دیدۂ سوزن جراح میں پیدا ہو سبل

روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے فرد
دو کشاکش میں رہی صورت اوتاد رہل

مختصر ہے دم ہمت جو ارادہ ہو جائے
طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل

کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے
ریزش ہفت خزائن ہے نظر مین خجل

شاہد ہمت بخشش ہین ابھی تک موجود
سینۂ چرخ پہ ہیں شمس و قمر کے ہیکل

بخشش چند نفس میں ہوں انبار بلند
جز زر و سیم نظر آئے نہ اطراف جبل

نگہ فیض رسان کچھ جو اشارہ کر دے
سبز ہو جائیں فصلی کے ہزاروں جنگل

تیز یان لا کے کرے توسن مضمون لیکن
طے نہو وسعت میدان کرم کا اول

رخصت اے جوش کہ ہے اور طرف روح خیال
بچہ گیا فکر معلی کا فلک پر دنگل

جی میں آیا کہ نئے طرح کا مطلع پڑھیے
جسمین ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

کیا ملے روی جہانتاب کے شاعر کو مثل
ایک خورشید سو وہ پیش نظر ہے مستقل

شہرہ بالا یہ کرے و بدبہ شہرت حسن — چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اول

نظر آجائیں اگر مصحف رخ کے جلوے — نذر ہے مختصر و سر میں اصداد طل

طرۂ فرق سے مشک ختنے شرمندہ — جلوۂ نور جبیں قدرت صناع ازل

وہ اثر حق نے دیا صفحۂ پیشانی میں — درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل

دی بجا اسنے کبھی نسبت کبھی سوچا میں ہلال — راست کوئی بھی بنا پائی خم ابرو کے مثل

نظر آئے صف مژگان تو صفیں ہیں برہم — قصۂ نیشتر چند سے ہے لیکن مجمل

آنکھ اسباب تحیر ہے اوسے کیا کہیے — قدرت حق کا تماشا ہی نہ جادو نہ عمل

شمع بینی میں ہی ایسا اثر یکتا ہے — کہ دوئی لا نسکے جسمیں نگاہ احول

دیکھ لے عارض تابان کے اگر کچھ جلوے — آئنہ سمجھے اوسے آئینہ زیر بغل

فاقہ کش ہے دہن گور بہت مدت سے — لب جان بخش کی کسطرح ثنا کی ہو اجل

ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز — ایک کوزے میں ہے گنجایش دریائی عسل

نام کیا صاف لکھوں ترک ادب کا ہی لحاظ — کچھ اشارہ میں بتا دیتا ہوں میں طرز بدل

ہے ا امر کا اور ب ہی بنائی دولت — رہ لے رسم محبت ہی بہت خوب عمل

لطف ایجاب جا ہے ا ثانی میں — ھ برائے ہنر آموز ہی اسباب دول

ی میں یاری ہی تو ہی م میں مکتب کا عروج — ہاتھ آئے جفری کے لیے ترکیب جمل

لکھتی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف — تا سحر دائرہ شب میں رہا دور زحل

کن سے لے تا دم برخیز ہوا جمع شب — تب کہیں قالب ہموار نے پائی ہیکل

وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جائے — سر کا بوسہ لے فلک پاؤنکا بوسہ دے جبل

دیکھے ہیئت کو جو اوسکے تو گھٹے اسد چرخ — بیضۂ چرخ بنے آبلۂ پائے زحل

دہیان اونکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ — صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل

لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال — بیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزو مند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے
نظر آتا نہین وہ مثل اشارات ازل

اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہان طائر شوق
ایک پرواز مین ہو مسفر قوت شغل

تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال
اول و آخر کو نہین ہی اک بعد اقل

بس بادہ نہ بڑہ او شاعر مغرور نسیم
تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل

پڑھ کچھ اشعار دعا ہے دم انجام کلام
تندرستی کا ہی مشتاق خیال مختل

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر کے جلوے
ای خدا تا کہ رہین آپکے دن ست و بغل

عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ
شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل

دوستون کے لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز
دشمنون کے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر
شرم کہتی ہے بچے گی مری عصمت کیونکر

آرزو دینے لگی پاس ادب کو ٹلنے
آپکے حضرت تقوی کا مبارک رہے گھر

جوش انفاس سے کرتا ہی خلش کے زمین
شوق آمادہ فریاد ہی کھولے ہوے سر

لگنے ہی دل مشتاق کی یون سو ہا کہ
جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر

غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہے
سیم و زر لینے لگے بوسہ دست رکھکر

کشش حسن نے ہر چیز کو کھینچا ایسا
کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچھ ڈر

ہوس دید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس
بےگلو اب نظر آتا ہی گریبان سحر

غنچین کھو رہی ہین حرف بے ادبی
حوصلو کی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر

مستیان لعب سخن سے ہین نیا نہین پیدا
بات کرنے مین سمجھتے نہین مطلب اکثر

بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے
رند واعظ سے یہ کہتی ہین اوٹھا لا ساغر

بارش گریہ مستانہ صدا دیتی ہے
ایک لغزش مین وہ عالم کی بہگو دون دفتر

کروٹین حجلہ خاطر مین بدلتی ہین خیال
بیقراری کے اشارے کہین اوٹھا و بستر

منہ لعاب دہن ابر سے دہو لی ہی زمین
تا ہسلی کی کسی جا نہ کبھی پاے نظر

رشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین
بہ گئے پہوٹ کے جیسے آبلۂ دیدۂ تر

ہی وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ
دخت رز پردۂ خم سے نکل آئے باہر

پارسا ہی سفری ہے طرف عالم قدس
تو بہ رندان قدح نوش سے کرتی ہی حذر

چھیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند
رکہتی ہے فکر رسا سوی ثنا قصد سفر

چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی
فلک کے گوشے مضامین مین پہنا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکھ سکے ہی یہ کہان تاب نظر
نور پروردۂ عارض ہین تجلی شمس و قمر

ہی جناب شرف الدولہ فریدی جاہ
جان و دل میرے فدا کیون نہ ہین شام و سحر

وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش
دامن و جیب ہین ہر فرد کے لبریز گہر

صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ
گٹھریان شرم کی غنچون نے کسین جیب گہر

واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی
دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر

رفعت قصر کے جلوے کو نہ پوچھے ہرگز
پھر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر

ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک
محو تمثال رہے آینۂ اسکندر

گرمی حلم سے ٹھنڈی ہون جلانیوالے
اوڑھ لین دامن خاکی کے ردا مین اخگر

حد اوصاف بیان ہو نسکین گو ہر دم
فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکھون پیکر

خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل
کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر

فہم وہ مرضی صانع کے سمجھ لی باتین
مطلب اوس کے تاہی جو منظور خدائے اکبر

مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے
رشک سے قلب ہو سیماب کے صورت مضطر

ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا
روح آجائے لبون پر پئے تعظیم نظر

آرزومند تصدق کو یہ ہو بیتابی
دل لعل سے نکل آئی کبھی سینے سے جگر

دیکھ آتا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار — دل یہ کہتا ہی تصور سے ٹھہر جا دم بھر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچھ لکھین — ابر رحمت سے دہلین جرم و گنہ کے دفتر

نام آجاے زبان پہ تو یہ بخشے تاثیر — دیکھین صورت اصلے کو عروج اختر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل — مدعا سر کو جھکا دے پے تسلیم آکر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی پہ سایل کو — مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی پناہ — پیشتر قصد سے دشمن کے نہو تن بسپر

دیکھ کر چشم غضب ناف عدو مین چھپ جانے — کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا ہین تصور سے زیاد — اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکھیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم — مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہے مدح سرا انکا رواج — اے خدا تا کہ رہے قدر فن علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خوان ممدوح رہے — نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برشتگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن — فروغ عارض گل سے ہے فتیلہ روشن

بہت دنو نہین قدم رنجگی بہار کی کی — کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانۂ گلخن

حجاب دید سے ہوتے ہین منعقد غنچے — دکھا رہی ہے مزے نوعروسی گلشن

گہرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام — جبین شاخ پہ گل کے کنول ہو روشن

نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین — ہوا ہی سرو کا ہر سمت گرم ہی لوسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب — زمین باغ کا رنگین ہی جابجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدہ کو — نصیب ہی سر بلبل کو آستان چمن

ہوائے خندۂ پیہم جو گدگداتے ہی — ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سی کرلیا مشتاق — امید وار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلطے ہے قبول خاطر خلق
خراب پھرتا ہی واعظ لیے کتاب کہن

ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا
بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن

اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بے ادبی
کہ لے رہے ہین مری اشک لیے سے دامن

لٹا رہا ہون برابر ترا شۂ دل زار
بھری ہوئی ہی لبالب کنار ہر دشمن

نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
چمن مین نالۂ بلبل ہی ولیکن شور شیون

اجل کشاکش امید مین پریشان ہی
کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن

مزاجدان نہین ملتا ہی کیون خاموش
کسے دکھائیے ای ہمنفس کمالت فن

وہ آفتاب ہون جسکو کبھی زوال نہو
اوٹھا کے ہاتھ دعائین کیا کرین دشمن

بس اب تتمۂ خاطر ہے جانب اوصاف
خیال نوکو ہوئی احتیاج مشق کہن

زبان پاک او اگر ہی ہے شرط بیان
فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن

وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن

جو دیکھے شوخی خاطر تو ہو حجاب ایسا
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن

کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
کہ وقت وصف کرون مین اوسی شریک سخن

نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکھین
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن

وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجھ سی پس جاے
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹھین احسن

فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
سخی دہر و علو ہمت و شجاع زمن

زبان جود اگر آکے حوصلے دیکھین
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگی دامن

وفور فیض سے بدخواہ بھی نہو محروم
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن

مٹائی تیغ نگاہ غضب جو ہستی خصم
سنائین روح کے آرام کو فسانۂ تن

لہو کو چاٹ کے ڈوبے تن عدو مین جو تیغ
دکھائے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن

ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین مرے
کہ آفرین کے لیے تنگ ہی شگاف دہن

سنا ہی غل جو سوار سمند کی آمد آمد کا
ترکے ہوئے ہین نگاہونکی ہر طرف توسن

جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے
عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین وطن

لکھون خطاب کے دو تین شعر اسجا پہ
دکھاؤن اور طرح سے کلام کا جوبن

خدا کیواسطے اب اجتناب سے باز آ
کہ پہر رہی ہے کئی دنسے آرزو بدظن

ادب شعار ہون گستاخ ہو سکون کیونکر
ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن

رہے نہین پرورش اضطراب مین کب تک
نگاہ لطف کو ہی اسطرف بہی حضرت من

امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو
کہ پہر نہ پائیگا ایسا کبھی وحید زمن

بنایا صاحب ہمت جہانمین کوئی
کہ مجہسے پوچھتا وہ یاد ہی تجہے کیا فن

بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش
سوا فغان کے نہ نکلا کبھی زبانسے سخن

کہا یہ علم وہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو
اب اختیار کرو جاکے گوشۂ مدفن

ملے گا کوئے سخن فہم تو بلالینگے
نہین تو خیر جو کچھ مرضی خداے زمن

نسیم شوکت خاطر دکھا کے چلے کیا کیا
سلام شوق لکھو و زبان مین قفل دہن

ایضاً

کہان ہو ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
کبھی ہے شام مصیبت کبھی ہی صبح بہار

کشاکش نفس چند ہے پیام اجل
ہوا ہی بے ادبی سے تہیۂ بیکار

خیال جام عبث اشتیاق سے بیجا
دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

لبان دیدہ مسک ہی تنگ فرصت عیش
لحد کشادہ دہن ہی بشوق بوس و کنار

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے
جو ہوسکے سو ابھی ہو اوٹہا نہ کر زنہار

چھلک رہی ہین خم ہی بہاک رہے ہین مزاج
ٹپک رہی ہی صراحی بنوش کے ہے پکار

نوائے مطرب خوش لہجہ ہی مؤثر دل
ہجوم نغمے سے ہے مختصر آزار

ہوا ہی سرد سے بزم چمن ہوئی ہی گرم
شگفتہ گل ہین لبان دہن دم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچون کے
برنگ مشعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہے لبریز
سرور دید سے کیفی سے ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزہ خود روسی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یون نہ دماغ برہنہ پائی ہے
طواف آبلہ کرتا ہے نشتر سر خار

اسیر بادہ مین توبہ شکن ہین یون مصروف
کہ جسطرح لب پرہیز رغبت بیمار

حذر حذر کی صدادی رہی ہین صاحب جوش
گھڑی گھڑی سے ہے زیادہ ترقی دیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کے چمکتے ہین بجلیان ہربار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کے حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکھئے خیر حمید اشعار

بحال دیکہیے مین اک قدردان ہوا ہی نصیب
بجا ہی گوہر مضمون اگر ہون اوسپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان
قمر خدم **شرف الدولہ** فخر عز و وقار

اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچہ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائید گی زمین کو ہے
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی جو ور
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم سے ہے ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سے بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدہ بیدار

کبھی نہ دیکہ سکے انتہائے بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

بنائے طول سخا سن وہ اختصار کہی
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹھے یہ درد حسد جوش نہ ال سے اوسکے
کہ استخوان عدو ہون جواب سوفار

گرے ستارہ جو پاپوش سے زبان خرام
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین پہ ہی یہ فیض
کہ ترتی ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جسمین محبت ہی اوس سہی قبلہ گی | بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار

نگاہ طرۂ مشکین فرق کو سمجھے | خطوط کاتب قدرت ہین جو سر بہ نثار

خمیر مردمک چشم سے بنے ہین وہ بال | تصور اونکی سے ہوتی ہے صیقل ابصار

جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل | خیال وصف سی جسکے چمک گئے اشعار

بھوین ہین تیغ ہلالی پکڑ کشیدہ مزاج | ہزار مرتبہ جسپہ عدو کی جان نثار

مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے | کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ سکے ہر ہشیار

عجیب قصہ عجیب ہی فسانہ چشم | کہ جسکے سننے سے سو جاوے صاحب آزار

ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد | بقاے عمر خضر پاوے طالب دیدار

صفای چہرہ سی پھسلا ہی کوئی قطرۂ نور | کشیدہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار

فروغ عارض تابان سی ہی یہ پرتو نور | کہ محو جلوۂ ذاتی ہے سایۂ دیوار

دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا | قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوار

لبونکا دہیان جو آیا تو سمجھا مین گلبرگ | مگر وہ بے اثر اعجاز نہین عیسی وار

دہن وہ درج گہر ہای حق شناسی ہے | زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار

شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو | دکھاے سبزۂ خط لطف مرہم زنگار

ٹہر ٹہر کے ذرا چل نہ دوڑا و خامہ | کہ اور طرح کی لکھنے ہین کچھ ہمین اشعار

سوال کرتا ہے دل کچھ ضمیر حاضر سے | مزاج فکر معلی ہوا ہے شوخی بار

تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتھ مین لے لے | قدم پہ سر کو رکھے چل چرخ بے تکرار

شکم مین نطفۂ اعدا دو حصہ ہو جاتے | سنے جو حاملہ کچھ ذکر خنجر خونخوار

کہیچ آتے روح بدن سے برای قربانی | پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ فرار

پڑے جو آنکہ دم قہر دشمن پر | ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار

دیے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو | کہ مرغ روح نہ اوڑکر لو پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا ہین خم ہے باقی
کجو نکو راست بنا دے بلندی دیوار

نسیم فکر رسا سے نکز یاد سوال
جو مل گیا سو ملا اب نچا ہیے تکرار

جہان مین تا کہ ہے یہ بقای شمس و قمر
جہانمین تا کہ ہے رفت و خیز لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر یارب
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و زار

ایضاً

دیکھ تو رفعت افسون بتان طرار
رشتہ قوس کی پہنی ہی فلک نے زنار

زلف منہ دیکھتی ہے آئینۂ عارض مین
رنگ کچھ لاے گا یہ اثر لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹھا پاس ادب ہو گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل ہشیار

کوئی شے جوشش سودا سی نہین ہی خالی
کہولتا ہے رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا برکاب
التفا گوشہ طلب ہی کہ نہ دیکھون یہ بہار

شیخ اندرز فراموش ہی واعظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہر بر سر بستہ جو غنچہ نہ ہوتی تہین لوٹین
لٹ رہا ہی زر گل وقف ہے سارا گلزار

پائی جاروبکشی سے جو صبا نے فرصت
جیسے مرغ چمن کرنے لگے نذر بہار

قطرۂ مے کے چمکنے لگے ہر سو تارے
گود بہرنے کو ہوے جام و صراحی تیار

بسکہ ہے برہنگی غفلت میخواری سے
چادر لرزش حی کرتی ہے پردہ ہر بار

بیحجابی مین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف
سرنگون شرم سے ہین صحن چمن مین اشجار

برہمی کی مجھے دیتی ہے اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سے ہم آغوش ہون
تا کجا حسرت تاخیر پڑہون چند اشعار

لے کے ہوش مین آ ای قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلے کی دکہا کچھ آثار

مین وہ یکتای زمانہ ہون کہ ہمسر میرا
صورت حلم الٰہی ہے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوۂ آغاز ہے اور آخر کار

دوست ہیں عارف و یکتا و سخن فہم کمال
جسکا ایک لفظ نہین صورت معنی بیکار

ماہر علم و ہنر واقف ہے اسرار سخن
شرف الدولہ جہان کرم و عز و وقار

ادب اوج مراتب ہے زمین پر ہر دم
گرد پھرتا ہے فلک صورت پای پرکار

مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ
نذر کو لاوے زر گل چمنستان بہار

ہے تو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اسکی
حشر تک صاعقہ نکلی عوض جوش نگار

نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر
چرخ صدقے کرے خورشید کو پیش نثار

لب جان بخش کی جنبش سے اجل ہے مایوس
نہ کھلے حشر تلک ملک عدم کا بازار

تنگ ہے وسعت میدان تصور ہمدم
کیا لکھوں میں صفت تیزی تگ اسپ رہوار

اس جہان میں صفت روح فرشتہ دم میں
جا کے پھر آتا ہے صحرای ازل سے سو بار

رفعت قصر معلی ہے خدا کی قدرت
انتہا جسکی ہے تخئیل ملک سی بیزار

دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے
گھر کرے دیدۂ دشمن میں بسد اخواب مزار

اوسکا ہمسخن تو میں ہون مگر اتنا ہے فرق
وہ شہ فہم ہے میں خسرو ملک اشعار

مختصر عالم اسباب ہو اوسکے آگے
کیجیے فیض مطول کا کہانتک اظہار

حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا
خشم وہ خشم کہ ہو جسکو کسی سے انکار

تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان
ای نسیم اب نفس غنچہ میں تکلیف ہے بار

پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر
چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار

ای خدا جلوہ فزا زیر فلک تیغ چمک
روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کر اتنا

شش جہت میں ہے ممدوح کو ہر دم حاصل
عشرت و نام و نشان طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت سخن کا کرتے ہین ہم آج امتحان
ایک ساعت ای فلک بیجا خدا را مہربان

ملک صاحب کے بدولت صفہان ہے لکھنو
ہمسری فیض سخن سے عزت ہندوستان

جی مین لہراتی ہین میدان تمنا کی گردشین
آبرو رکھنا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہر گوہر مضمون کی لڑیان گوندھکر
کیجیے آراستہ بازار معنی مین کان

وہ متاع قیمتی مشتری کر لے پسند
پوچھے گر قیمت کہون احسان بحال خستگان

طعنے دیتی ہے مجھے میری پریشان خاطری
ڈھونڈھنے نکلا ہون اطراف جہان مین قدردان

ہی ہے توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ مین ہولون زبان

ابر تر دکھلا رہا ہے بجلیون کی ہنسکیین
دل یہ کہتا ہے کہ لکھ اشعار وصف قدردان

پڑھ ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے اڑ جائے کیفیت مثل گوشۂ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سے تر ہوتا ہے دامان بیان

کرتے ہین اٹکھیلیان مضمون خیال پاک سے
گدگداتی ہین مجھے الفاظ و معنی ہر زبان

تاکجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہے
روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہدے کہ ہان

اے فلک شمس و قمر پہ ناز کیا کرتا ہے تو
دیکھ میرا دل کہ اسمین کسکا جلوہ ہی نہان

حامی دین محمد عاشق نام خلیل
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

بسکہ ہے راحت رسان خلق فرط خوف سے
ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو اگر دست کرم
مور کو تخت سلیمانی پہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہے
جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان

آرزو کی طرح یون ہر دل مین کھٹی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکھی جو ہر جانب عروج
آئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع پیری ہے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑھ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس ہے ہر صبح ورد قدسیان

دیکھکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلے
روشنی دی شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سبکو ہو گیا
شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان

قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دلشاد ہو
خون دشمن کی حنا بندی سے خیل دوستان

فہم افلاطون سینہ شعلۂ ادراک ہے
کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا بیان

ناز معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین
خلق والا کی زبان خلق پر ہی داستان

کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال
کون ہی جو خوان بخشش سے نہین ہی میہمان

یہ نہین ممکن لب سائل کو جنبش ہو سکے
قصد سے پہلے صدا آتی ہے لو آو یہان

لطف وہ پیدا کیا حسن سخا وجود نے
ہو گیا خالی مرے سے گوشۂ چشم بتان

حرص سائل وہ امن گردون اگر پیدا کرے
سیر ہو جائے زبان سے جب وہ فرماوے کہان

آرزو ہی مردہ جی اوٹھتی ہی فیض نام سے
کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان

ٹھوکرین کھاتی ہین گوہر سائلونکی راہ مین
نصب ہوتے ہین جواہر جاے سنگ آستان

خامۂ قدرت نے لکہا لوح پر روز ازل
عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب عز و شان

شادیون اہل غرض آتے ہین اوسکی نام سے
جسطرح ہر قالب بیحس مین آجاتی ہی جان

دست زر افشانکی جسجانب توجہ ہو درہے
بہول جائے خلق تکلیف جفاے آسمان

جوش الفت دیر سے سمجہا رہا ہی اے نسیم
ہون قصیدے مین غزل کی کچہ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان
آتی ہی سوتی مین ہر دم نگاہ قدسیان

گر دکہادے جلوۂ رخسار کو ہٹکر نقاب
داغ سمجھے مہر کو سینے پر اپنے آسمان

وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی
تیرہ بختون کے لیے ہی صبح صادق کا نشان

تہی جو کچہ آئینۂ دلہای مشتاقان مین بال
سو مژہ بنکر ہوے ہین زیر ابرو وہ عیان

جلوہ خط حلقۂ اورنگ تابان پر ہی یون
جسطرح ہالہ رہے انوار مہ کا پاسبان

اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنے لگی
ق
چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہ رہی ہی حسن ہی بالغ تو سمجھیے کسطرح
تا قدم ہی شعلۂ رشتن گذر ممکش کہسان

کچھ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایک دم
دیکھ تو تو حال ای خستہ دلونکی قدردان

ابتو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن تھی
کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بے مہربان

مفلس ایسے ہین تمہاری بھی نظر پڑتی نہین
جانتے ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان

آرزو گرم تقاضا ہے کہانتک انتظار
جی مین آتا ہی کہون لیکن اوسے ہے پاسبان

صدقے جاؤن جوش غفلت مین نہایت چین تھا
دیکھ لو پہر اوس نظر سے بہول جاؤن جو جہان

چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پہر کیا ہوا
کہ رہا ہون بیرسی مین اپنی دل کی داستان

مین تو آیا ہی نہین کسکو کہا چل دیجیے
کل کے کہنے کا ہوا اک روز پہلے امتحان

نام نامی سنکے رکہتا ہون ہوس پابوس کے
ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان

کچھ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بہی دیجیے
رات دن جکڑے ہین ہون مانند دور آسمان

بس بہت کچھ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو تسنیم
لاکھ مضامین حاجت دلمین رکہتا ہی نہان

فضل حق سے مسند دولت رہی پر قدم
تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان

خضر کی صورت لقائی عمر ہو ہر دم نصیب
حشر تک یارب رہی نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہے ہر دم
کہ فراموش ہین جو یاد تھی گردون کو ستم

آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز
کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسانکی قسم

وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم
ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہون مین کم

بس ہی ایسی زمانے سے ہوی ہے معدوم
کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم

لفظ دشنام حسینون کے دہنمین ہی قید
لے رہے ہین لب عشاق بہ بوسے بہم

کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک
سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژده دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو — کہا حکا دست جنون چاک گریبان کی قسم

ہو چکی چشم عقیمہ نہین ممکن آنسو — اوٹھ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم

وقت تحریر جو کی جبن و رمل نے تکرار — صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم

کوئی دم ای دل بیتاب ٹھہر جا تو بھی — کہ مضامین ثنا خیر سنا ہین تجھے ہم

مطلع

مجمع خلق و حیا زینت قوم آدم — ای جناب ظفر الدولہ حسین اعظم

صدقے اس طرۂ فرقی کی دل جان بشر — کر دیا سلسلۂ کن فیکون کو برہم

جلوۂ نور جبین نے وہ عطا کی حیرت — ہر طرف شور یہی ہی نہین تابو مین ہم

شوق کہتا ہی کہ لون بوسہ ابرو کیونکر — الحذر ریہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دو دم

چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ — تیر مژگان کی یہ ہیبت ہی کہ جگر دیکھین ہم

الحمد کہ ہین شرم سے نیچی آنکھین — ورنہ ہوا ایک اشارے مین صفای عالم

نظر آئی کشش حسن جو بینے سمجھا — چھٹ گیا ہاتھ سے استاد ازل کے یہ قلم

ماہ و خورشید سے بہتر ہین کہین خسارے — ہی زوال اونکو یتا بندہ شب و روز ہم

سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک — خضر و عیسی نظر آتے ہین کنار زمزم

ہی اسیطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور — گردن و سینہ سے تا آینۂ حد قدم

زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد — کر دیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم

شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکھتا ہون — کیا نہ پوچھے گا خداوند ازل حال ستم

کہہ رہا ہے دل خستہ کہ الٰہی فریاد — جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم

داد خواہی کے لیے بس ہی ہمین تیر دامن — اشک خاموش کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم

نکل آتے ہین دم سرد جو آہون کے ساتھ — گرمی نالہ کی کھاتی ہین لب خشک قسم

کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی — کہ لین اب ہم بھی غنیمت ہی فرصت کچھ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو — علم مین حلم مین احسان مین کرم مین قدم
کامل علم سخن شاعر یکتای زمان — روح صدق ہو جو اوصاف مضامین سخن فہم
خلق ہوتی نہ اگر طبع معلے تیری — دفتر راز معانی نظر آتا ہر سم
جلوہ دیتا نہ اگر نور مضامین خیال — میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم
گرنہ افسانہ افکار سناتے اسکو — چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم
خلق ایسا کہ جہان رہین محبت ہوکر — مخمصی چاہیے نہ تا عمر قدم کوئی دم
آدمی کیا کہ ملک بھی کہیں سبحان اللہ — بیٹھیں گر خدمت عالی مین وہ ہو کر باہم
وہ حیا غنچہ سربستہ بھی شرما جائے — وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم
کثرت زر نی دکھائی ہے نئی یہ تاثیر — داغ ہو جاتا ہے ہر دامن مفلس مین درم
اثر فیض ہے ہر شی مین یہ استغنا ہے — کہ نہیں زخم جگر کو بھی ہوا سے مرہم
مژدہ بیخبری لطف نے ایسا بخشا — روح رفتہ نہیں حالات بدلنے محرم
کسقدر غلغلہ جو وسے نے رفعت پائی — حوصلہ کرتا ہے قربانی روح حاتم
نام آجاتے زبان پر جو علی اصغر کا — کیون نہ آسان ہو انسانکے لیے کار اہم
ہیبت ایسی کہ دلیرون کی جگہ ہون مضطر — نام سنکر تہ و بالا ہو مزار رستم
رفعت حوصلہ کا حال اگر کچھ لکھیے — پونہچے شاعر کے تصور کا فلک ہے ہر جم
حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل — خون شمشیر سے ٹپکے صفت ابر کرم
چار عنصر مین رہی خصم کی یون گردش خوف — جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم
چاک دل دی خبر خواب لحد دشمن کو — خندہ زخم سے پیدا ہو صدای ماتم
شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے — پی لے دشمن عرق شرم سمجھکر زمزم
خوف تیر اور تن دہر سے کھو دی ہر جوف — دہن افعی گیسو مین نہ باقی رہی سم
تیغ اس دست بلورین کی جو دشمن کھائے — خون ٹپکے دہن زخم سے ہو کر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال
کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین
یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ
آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین
ہر دم و لحظہ ترقی پہ رہین ناز و نعم

ای خدا بے خلش غیر میسر ہو اسے
دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہو اوقات
خوار ہون حاسد و بدخواہ و احباب خرم

ایضاً

یہ رفعت کلام کسی کے لیے کہان
ہر زادۂ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہے تعلق سے فکر پاک
مضمون نہین دہن ہے نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب
میرے سخن کے فیض سے ممنون ہی جہان

مثل عروس حسن مضامین کہ ہی حجاب
کیا دخل چھو سکے کسی نا فہم کا گمان

بس او خیال اور طرف سیر چاہیے
موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکھہ جلد ایک مطلع آغاز مدعا
جس سے اوٹھائے لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان
مدت کے بعد آج طبیعت ہی مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریزش نمین ہین
کہتی ہے مجھسے فکر مرے بار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچھ گوہر سخن
ایسا ملے گا پھر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکو خلق
کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان

پہونچی جدہر نگاہ عنایت ہوا نہال
دامن مین زر زبان پہ عار اغنیمن جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہے ہر طرف
مسند وہی ہوس صفت خواب یا سبا

ایسا ہی کون جسمین یہ اوصاف ہون بہم
حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوشِ سحابِ فیض سے ٹھنڈی ہوئی جو دل
بدلے ہوا سی وہ من الفاظ مدح خوان

ہر سر بلند پست ہی ہمت کو دیکھکر
حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہین دھوان

دیکھا ہی جو خلیق تو ہر دل کی آرزو
اٹکھیلیون مین ہی صفتِ نبض بوستان

شرما رہے ہین عارضِ خوبانِ دُرنگار
تابان ہین اسطرح گہر گوش بندگان

کیا دخل مثل عمر گذشتہ پھر آسکے
وہ آرزو جو پھر قدمبوس ہو وہان

ابتک تو انتہاے عنایت نہین ملے
مدت سی ہین خیال و گمان اسپ بے عنان

ہر جسم و جان پہ سایۂ دامان التفات
رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان

کہتے ہی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف
رکھتی نہین بشکل سخن گو لب و دہان

پایا نہ یہ جمال کسے مین دم مثال
ڈھونڈا کیے خیال و تصور کہان کہان

حیرت لیتے رنگ جلوۂ عارض سے ہین خموش
غنچہ نکی لب گلو نکی دہن برگ کی زبان

نطق زبان کو بسکہ درشتی سے عار ہی
رکھتا نہین ہے جسم سخن وہم استخوان

اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس
بڑہتا ہی روز کچھ نکچھ اندازۂ گمان

حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق
جسکو نصیب دوری خدمت ہی یکزمان

جو بار یاب بزم نہین ہی تو اوسکے پاس
کیسے ہین کچھ نہین مگر اوقات رائگان

تہے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے
اولٹا لکھا گیا ورق بخت دشمنان

اوصاف سے ملے وہ مجھے شوکت خیال
آغوش فکر مین نظر آتا ہی آسمان

طی ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح
عاجز بشکل توبہ و اعظ ہوا گمان

یارب بر آئین دلمین مرادین ہون حسب قدر
تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب [illegible] الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکھ نام اقدس اے قلم
نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

ہی وہ سخی این سخی عالم مین ہی جرچا ہی
سرچشمۂ ہمت ہی وہ سر دفتر رحمت ہی وہ
حال عنایت کیا لکھون تشبیہ کس شئے سی دون
ہی ہر کی کثرت ہر کہین آباد ہی ویرانی مین
دریائی بخشش ہے روان ہر وقت ہی گوہر فشان
جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ دہر کا
قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر
اللہ رے خلق و وفا اللہ رے جود و سخا
خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیض نظر
قربان ہی رخ پر قلب پر فدا انکہا ہی تر
دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سی مانگا مل گیا
لفظ ثنا تر ہو گئے آباد دفتر ہو گئے
بخشش ہی وہ دسترس سنتی نہین اواز بس
ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ سا
کیا شان مین اوسکی ہی تعریف کیونکہ ہو سکے
جو کوئی اوس در پہ گیا بر آیا دل کا مدعا
فیض لب جان بخش سے حصہ کسیکو گر ملے
گر دیکہ لے لطف و وفا بارش سیکھے سخا
ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکھیے افسانہ در
غل الحذر کا ہو بپا آجائے غصہ گر ذرا

بحر رجز کے دو رشن اشعار ہوتے ہین رقم
دنیا مین خلیل آدمی ہے اوسکا ممنون کرم
سرمایہ دولت ہی وہ با عزت و جاہ و حشم
دے حوصلی سی وہ فزون ہر چند بانگی کو ہی کم
دنیا مین مثل اوسکا نہین کہتا ہون مضمون کی قسم
آتا نہین بس تا زبان اللہ ری جوشش ہم
ہو در پہ اوسکی جبہ سا جاتی رہین دو والم
بخشے بیانات سیم و زر سب ہوئے گردون کے ستم
اللہ رے لطف و عطا ہر لحظہ ہی بخشش کرم
گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستۂ باغ ارم
خامہ بنی سلک گہر گر وصف دندان ہون رقم
جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہے بیش و کم
سب نقطے جو ہر ہو گئے نیلم بنے اشک قلم
رکھتا ہی جینے کی ہوس مرا ہی ملک عدم
لالہ بھی وہ کہلانی لگا گلشن مین تصویر ارم
اکسیر سمجھے خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم
اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم
دہر کا نہ مزیکا رہے دیکھا کرے حسن قدم
ہر فرد ہو محو دعا جبتک ہی سینے مین دم
حاتم کا عالم سے ابھی جاتا ہی سارا بھرم
ہو ہر عدو کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دودم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خونریز بیان — دی کلک شاعر گلفشان ہو نگین ہو تحریر قلم
بس ای نسیم ہمہ نحیف ہے شوق مین اہی کہ ہر — شکر خدا کہ جلد تر دکھلا دے انجام رقم
مقصد ہو جو کچھ آپکا بر آتے از فضل خدا — خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین جمع و بہم
حامی رہا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمین — تازہ رہی سارا چمن مسند دہو ہر بیخ و ستم
جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان — جبتک ہے بنیاد جہان حاصل رہے عمر و درم

قصیدہ در مدح وصی علیخان بہادر

ذرا تو چین دے او دل تجہی خدا کی قسم — کہ اور فکر مین ہے آج خاطر برہم
خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے — برس رہی ہے طبیعت لبشکل ابر کرم
کہان عروس سخن ہے کوئی بلا لائے — کہ ہے ضرورت اشعار کچہ کہین گے ہم
مزاج کو سر مشاطگی معنے ہے — کہلین گے زلف کی مانند عقدہاے اہم
نسیم او ٹہا و قلم وقت امتحان آیا — جمال شاہد تجویز مین دو حسن رقم
خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو — ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم
جہکا و سر پے تسلیم عرض حال کرو — کہ ای امیر فلک مرتبہ جہان کرم
کمال مضطرب الحال تہا خوشا قسمت — نصیب مجکو ہوئی آج بوسہای قدم
بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہے — گلاب و مشک سے دہوتے ہین ہم زبان قلم
الٰہی اپنا کرم رکہ وصی علیخان پہ — وہی سپہر کرامت کا نیر اعظم
زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم — وہ اپنے وقت کا ہی آج دوسرا حاتم
نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکھے — در خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم
ہوا ہی بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر — نہ دیکھی چشم تصور بہی صورت ماتم
محب پنجتن پاک ہی دل و جان سے — فدای نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑے جو عدا پہ ‌ ‌ ‌ ہر ایک زخم مین پیدا ہون سو دہان باہم

وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سے اقرار ‌ ‌ ‌ بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم

فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام ‌ ‌ ‌ بجا ہے کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم

وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر چاہے ‌ ‌ ‌ ہر ایک ذرہ مین پیدا ہو نورکا عالم

خلاف اوسکا جو چاہے تو ہو خلاف ایسا ‌ ‌ ‌ سٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم

نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح ‌ ‌ ‌ کہ جس طرح سے قضا و قدر نہین توام

وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم دعا ‌ ‌ ‌ عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم

نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل ‌ ‌ ‌ ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم

صفای قلب سے کشف ضمیر حاصل ہے ‌ ‌ ‌ نہین ہے آئینۂ دل پہ زنگ ناز و نعم

کچھ انکو راست بنائی خیال شوق اوسکا ‌ ‌ ‌ سٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم

کہان نصیب جبہ لی بوسہ رکاب اوسکا ‌ ‌ ‌ ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم

لکھون مین وصف اگر کچھ جمال روشن کا ‌ ‌ ‌ رہے زبان پہ سے پر فسانۂ آدم

جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین ‌ ‌ ‌ بھوین نہین یہ دشمن کہچی ہی تیغ دو دم

مژہ مین لوگ وہ ہی سمجھے ہر حسین نشتر ‌ ‌ ‌ دم نظارہ صفین کی صفین ہین برہم

نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق ‌ ‌ ‌ کہ جسکے رشک سے نرگس ہے سرنگون ہر دم

نہین ہی بینی شفاف شمع نوری ہے ‌ ‌ ‌ بجا ہی گر الف اللہ کا اوسے کہین ہم

لبو نہین ہی اثر قم دم سوال و جواب ‌ ‌ ‌ کہ زندہ کرتے ہین دلہای مردہ کو ہر دم

دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ ‌ ‌ ‌ کہ جسمین ہی کلمہ حق کا بزر بان ہر دم

غرض نمونۂ قدرت ہی سر سے تا ناخن ‌ ‌ ‌ کہان مجال قلم ہی جو وصف سبحانی قم

اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون ‌ ‌ ‌ مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم

کریم وقت ہی تو ای امیر الاجاہ ‌ ‌ ‌ ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤں فلک کے تمام جور و ستم

ثنا میں تیری کروں اور رہوں ذلیل و خراب
یہ شرط لطف نہیں اے رئیس اہل کرم

اب اور کون ہے ایسا کہ جس سے حال کہوں
سناؤں کسکو میں اپنا فسانۂ ماتم

غریب بیکس و ناچار و مضطرب ہوں میں
تمہیں عیش ہو تم ہیں اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہے مجھے
زیادہ اس سے نہیں چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند حسن لیں ہم

الٰہی تا کہ رہیں مہر و ماہ گردوں پر
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کھلی ہیں غنچے مزین ہے چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہے اندنوں میں ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوئی ہیں فوج اعظا ہجوم سودا امنگ پر ہے
پھٹی ہیں چاک پیرہن کہ ہے گریبان انیس داماں

فسانۂ غم نے بعد مدت اثر دکھایا ہے غفلتوں کا
ہوئی ہیں مصروف چارہ سازی طبیبان خاطر پریشان

کھلی جو سنبل کے لیف پرچم مزاج از خود ہے ہوئے ہیں ہم
طواف میں ہے نگاہ پیہم نثار ہوتے ہیں تحفۂ جان

سبو و ساغر چھلک رہے ہیں بہک رہے ہیں زبان و تن میں
سرور مے سے ہے لغزش پا پڑی ہیں افتاد کی کہ دامان

لباس سے تن کو مخلصی ہے مٹا ہے دیوانگی نے جھگڑا ہی
ہوئی تعلق سے پاک دامن نہیں ہے تہمت گریبان

صدا یہ آتا ہے کوس گردوں کہ آئی صبح عید سنیے
جگا رہا ہے خیال تازہ کو خواب غفلت سے غزلخوان

نسیم خستہ جگر بھی پیہم سنا رہا ہے نوید مضمون
نہیں بھروسا ہے زندگی کا رہیں گے یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش برین ہے روشن
بلند یوں ہے فکر عالی جہاں میں ہوں آفتاب تابان

فراہم مشتاق گفتگو ہے خیال مصروف جستجو ہے
پڑھوں وہ مطلع کہ جسکی عظمت میں سر جھکا دے اک سخندان

مطلع

سپہر جاہ و جلال و شوکت فروغ خورشید جود و احسان
وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان

ترقی پذیر ہی جوش ہمت ترا کف بخشش ہے دشمن
جہان میں ایسا ہی کون باقی نہیں ہے جو خوان کرم پہ مہمان

بہت سے ہر یار ہیں ہم نظر سے گذرا تمام عالم
بنایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکھتے امیر دوران

نہال بے برگ تھا جہان میں کیا ہی ابر کرم نے سیر
بشکل شمشاد سایہ گستر ہر ایک شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق بے مثیل سے سمٹ کے رہ رہ گئے ہیں غنچے
حیا سے ہر گل کا سر جھکا ہے بدل گئی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئیں کبھی ہی محروم ایک اونہیں
رہے ترا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعا ہی طول حیات ہیں گر لیجیو نکو تکلیف مدعا ہو
دہان سائل ہیں کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکھے آیات مصحف رخ تو رایت کفر سرنگون ہو
رہے نہ بنیاد لات عزی ہر ایک کافر ہی مسلمان

نہیں ہے ثانی ہیں کوئی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہیں ہے
نہان ہیں ہیں قمر المبین آنر و نین جیسی مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لے جو مژدۂ مرگ ناگہانی
تن عدو پر حباب تیں ہیں بصورت غنچہای خندان

دعا میں تاثیر قسم نکیون ہو قبول خالق ہر اک سخن ہے
حیات قربان نذر پر لیت ہے اجل ہے کو سو کشیدہ دامان

نکلتیں لاکھون کرامتیں ہیں بیان نہیں ہیں عجیب سیتیں ہیں
ہزارون اسیر شہادتیں ہیں کرے گا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلے تو داثر وہ کلام بخشے
ملے حباب کو عمر و دولت عدو کو پہنچی قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجکو روا ہی حاجات دینوی کا
شفا ہی امراض کو عجب ہی نام تیرا جابی درمان

جو مانگی جسنے تو ای مکرم مطیع فرمان ہے سارا عالم
ہوا و جن و طیور سمجھیں تجھے سلیمان لیس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلشون پر جو روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار

امید وار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا مجھے اکبار

آغوش میں مراد ہو لب پر ہون قہقہے
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار

بڑھتا رہون بصورت وصف مدیح میں
گھٹنے میں مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دیکھا کرین حسین جہان جوش شوق مین
پیدا ہو مجھہ مین صورت دلہای اعذار

لپٹون بشکل غنچہ ساقی سبو سے رو ر
چھولوٹن بسان دامن جانان ہزار بار

گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار

الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کے دون خبر جو زبان سے ہون آشکار

خاطر مین آکے قصد ہون منہ مین جا کے بات
پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

ای خامہ بس تہیۂ تمہید تا کجا
لکہ جلد کوئی مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب معلے کی ہے پکار
بانوے شہ حضور محل صاحب وقار

ہمت وہ دی خدا نے کہ شاعر کی بھی زبان
قاصر ہے جسکی وصف مین با عجز و انکسار

ازبسکہ ہے سخا و مروت مزاج مین
مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار

خورشید حسن نور خدا روی پاک ہی
باتون پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار

آنکھو نہین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط
ممکن نہین خلاف شریعت ہو کوئی کار

جو جسکی آرزو ہے وہی ہے زبان پہ
پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار

عصمت وہ ہی کہ خامۂ نقاش کائنات
مس کر سکا نہ کھینچ کے تصویر آبدار

شبنم کے بدلے برسین گہر آسمان سے
خواہش دعا کی ہو جو بدرگاہ کردگار

ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ دلمین جوش
حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار

خورسند فاطمہؓ ہین علیؑ خوش رسول شاد
راضی حسن حسین سمجھتے ہین دوستدار

مدنظر ہے آلہ ہر سب کے پرورش
محفوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار

مین بھی ہون جبہ سا بامید نگاہ لطف
ای بانو عفیفہ و خاتون باوقار

پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون
روتے ہی بیکسی مری قسمت پہ بار بار

ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور
فضل خدا سے آج موافق ہی روزگار

صد شکر بہر خسروِ مین ہوا اب جناب سے
جو کچھ کہا تھا دیکھ لیا بعد انتظار

واجب ہی پرورش کہ بہت بیقرار ہون
افلاس کی خراش سے دل ہی شگافدار

بخشے ہین بر ہی نے ہزارون طرح کی پیچ
شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار

مثلِ مزاج یار ہے مصروف اہتمام
کیا کیا گمان بد ہین بحالِ نحیف و زار

ہنستا ہون مثلِ خندۂ زخمِ جگر اگر
سیتا ہے بخیہ گرد دہن و لب ہزار بار

اظہار مدعا سے پشیمان ہوئے ہین
کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے سامان اعتبار

ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کی طرح
گر مفت ہی بکون تو نہین کوئی خواستگار

اب کون جز حضور ہی ایسا جہان مین
جسکو ہو رحم جانب دلہاے بیقرار

بس ای نسیم روک زبان و قلم کو تو
دے نذر دیکھ قدرت خلاق روزگار

وقت دعا ہی عرض تمنا مین دیر کیون
قسمت دکھا رہی ہے دم لطف کردگار

یارب ہین باغ دہر مین جبتک وہ زینت گلستان
دورِ خزان کبھی ہے کبھی موسم بہار

دشمن برنگ برگِ خزانی ہو زرد رو
احباب چھپون مین رہین صورت انار

رباعی

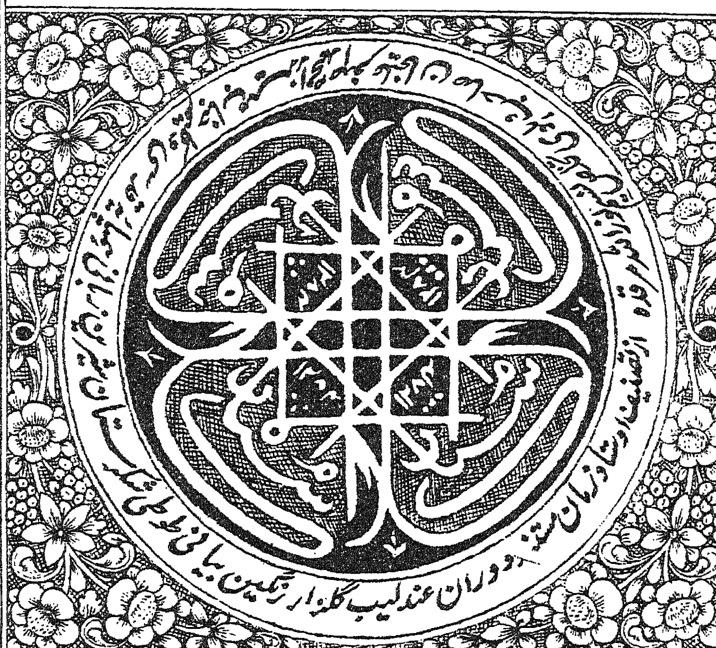
تن آتشِ غم سے بے جلائے نہ رہون
سینے کو کباب بے بنائے نہ رہون
وہ لذت عشق مین نے چکھی ہی نسیم
سو دل ہون تو یار ہی لگائے نہ رہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے
خاطر پہ ہر ایک کے غبار آتا ہے
یہ وعدۂ یار کچھ عجب شی ہے نسیم
گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی توامان دیوان بلاغت بنیان مسمی به دفتر شگرف معروف به



باهتمام محیط ابن سیدار مغفرت آیت و منان محمد عبد الوهاب خلف محمد عبد الاحد صاحب مرحوم بن محمد مصطفی خان صاحب مغفور

مطبع مصطفائی طبع گردید
در ۱۲۸۲ مصطفا محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واہ کیا رتبہ ہی فکرِ طبعِ حق آگاہ کا
خوب ہی آزادہ رہنا مردِ حق آگاہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقون کی آہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹائی سے بھی کامل کا کمال
چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
گر نہوتا او نہین شامل عکس نورانی ترا
سب مین اور سب سے الگ ہی پاکدامانی تری
جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا مین تو
کیا ملی وہ زخم ازل سے جسکو تو بخشے فراق
کیا غرض عشاق کو اعمال خوب و زشت سے
تیرے صدقے امتحان کر چکے تو او پردہ نشین
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
دل کسی صورت تو بہلے کیون تم آزردہ ہوے

سایہ ہی بالای مطلع چترِ بسم اللہ کا
کھینچیے قشقہ جبین پر پدِ بسم اللہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا
دو الف معنی سے کب خالی ہی لفظ اللہ کا
مین نہین چھپتا ہان حسن ای پیاری کمال چاہ کا
جلوہ خوش آتا کسی تصویر مہر و ماہ کا
بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
یہ فقط دھوکا سا ہی نامِ گدا و شاہ کا
خامہ کر سکتا نہین بخیہ شگاف آہ کا
ہم نہین رکھتے بھروسا توشۂ ہمراہ کا
حوصلہ دیکھ اپنے مشتاق اجازت خواہ کا
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا
شور بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۱۵	ہین تو اوسکے روی روشن کا ہون دیوانہ تسنیم تنگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۲

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
ہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجکو
صدقے ترے اوشافع روح و تن عاشق
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش
دو زخ کو بجھا دون عرق شرم سے اپنی
مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو
جز بیخودی شوق نہ گریہ ہی نہ فریاد
کیا فکر عذاب لحد ہی مردہ دلون کو
خاموش زبان شرم سے آنکھین سوے زانو
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ
عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکھ کی گزر جا
قربان اوٹھا عارض پر نور سے پردہ
مدت سی ہی یہ دہن تیری کوچے مین بنے قبر
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ

غل نالہ زنجیر مین ہی صل سے علی کا
جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دو سرا کا
وہ غیظ مین اب وقت ہی وعدے کے وفا کا
اب ہاتھ نہ جسمان اوٹھانے تینگے دعا کا
ایما ہو جو تیری نگہ لطف عطا کا
احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا
لی دوست چھٹا جسے تعلق ہی فنا کا
ہی اور ہی جھگڑا ترے مفتون لقا کا
مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
ہر زخم جگر لفظ بنا صل سے علی کا
بوسہ ہی بلے کوئی عذار کف پا کا
مر جاون نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۲۱	اعمال تسنیم اپنے برے ہین کہ بھلے ہین لیکن ہی بھروسا ہمین محبوب خدا کا	۳

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا
خود فراموشی اثر ہی اوس پری کی یاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
دل دکھانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا	دیکھتا ہی دورسی قابو نہین صیاد کا
قبر پر آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ	پہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا
واہ کیا رعب جنون ہی اپنی صدقے جائیے	ہاتھ کیسا کانپتا ہے جسم بھی فصّاد کا
پاون جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سی روح	بیکسی نے رودیا منہ دیکھکر شداد کا
ایک کیا دو چار بوسون سے تو خوش کر لیں مجھے	سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
یاد آئین جھڑیان اور وہ گرانی طوق کی	کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین کہلا دیجیے	وہ وہین چومی مرا ہین بوسہ لون فرہاد کا
اوسکے کانون تک گئی ممنون احسان ہم ہوے	آج اپنی جی مین ہی منہ چومیے فریاد کا
جب چبھا تیر نظر آیا مرے دل کیطرف	پھر رہا ہی نشان بھی خانۂ آباد کا
کہتے کہتے رہ گئی ہنگام استفسار حشر	کچھ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا
روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان	دیکھیے ایجاد کب تک اُس ستم ایجاد کا
مجکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہی فکر	جسطرح پہلو بدلتا ہی ترے بیداد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال	رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
دیکھ لیتا ہی جو اوسنے آنکھ سے دیکھا نہین	شوق تیرا نور دل ہی کور مادرزاد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائی آکی تیرے ہاتھ مین	حسن کی گرمی سے کشتہ ہوگیا فولاد کا
محبت دنیا الفت زر دلسے مہر کم نہین	اسپر اپنے زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نچھوڑا اپنی گھر	آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۴	حق خدمت چاہتا ہی چلکے رہیے اے نسیم مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا	۲۲

منظور رہے ناپنا گھر کا	پیمانہ بنائیے نظر کا
تھا شام سے دغدغہ سحر کا	دھڑکا ہی لگا رہا گجر کا

سینے مین سے کچھ آئی آواز / پھوٹا کوئی آبلہ جگر کا

آنسو پونچھین گے کب تک احباب / ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا

دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جائے / کچھ ذکر کرو ادہر ادہر کا

کیون زلف دراز کھولتے ہو / کیا خوف تمہین نہین کمر کا

کچھ بے ادبی ہوئے مقرر / سینہ بہ بہا گیا گہر کا

تنہا نہین گوشۂ قفس ہے / جھگڑا ہے ساتھ بال و پر کا

محتاج کفن نہین ہے بلبل / پردہ کافی ہے بال و پر کا

رہتے نہین ایکدم کسی جا / بتلائین نشان خاک گھر کا

کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی / پایا نہ غبار تیرے در کا

ہوا آپ کے کان تک رسائی / اللہ یہ مرتبہ گہر کا

اے دل کنج مزار دیکھا / پہلا یہ مقام ہے سفر کا

یاقوت کہان مرے دہن مین / ٹکڑا ہوگا کوئی جگر کا

رخصت رخصت جو کہہ رہے ہو / اے جان خیال ہے کدہر کا

جبتک ہے کچھ حیات باقی / رستا دیکھین گے نامہ بر کا

آنکھون مین خیال او رہی ہے / جلوہ کیا دیکھیے قمر کا

آرام کہان نصیب ہمکو / کھٹکا درپیش ہے سفر کا

پہونچے مرے ہاتھ تک تو فصاد / منہ لال کرون گا نیشتر کا

دوڑے یے لینے قدم اجل کے / وہ ہوگا ہوا یار کی خبر کا

ٹھہرو لاشہ اوٹھے تو جانا / جھگڑا ہے اور دوپہر کا

۶	کیون آئے نسیم نیند ہمکو سر رکہ کے زمین پہ یار سر کا	۵

صد چاک ہی مانند کتان چاک جگر کا
دامن کے یہ قدرت ہی کہ اس جوش کو روکے
شرم آتی ہی اک پردہ نشین کا ہو نہین رخ بھی
رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے
ہم عاشق مشتاق سمجھی تجکو کہین گے

آنکھون مین تصور ہی جو اک غنچہ قمر کا
اُمڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا
منہ دیکھیے کا جراح مرے زخم جگر کا
ملجاوے گلے سے کہ زمانہ ہی سفر کا
بوسہ ہمین دا ہی گل تر اس لب تر کا

۶ — مجکو سبب مرگ ہے نظارۂ ابرو
کشتہ ہون نسیم اوسکی اسی تیغ دو سر کا — ۱۱

تم تک مجھے لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتے ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہے برسون عدو ہی ہی ہوا کہون
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آ کہ نہ آ ایجان
اب دل مین ہم اپنے ڈر تو شوق سے کہا سکین

اب جاؤن کہان رستا معلوم نہین گھر کا
لو اور نہی سوجھی منہ دیکہ کے خنجر کا
کیا تجسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
سنتے وہ اسے کب تک طومار ہی دفتر کا
گھبراے نہ کیون بلبل منہ دیکہ گل تر کا
لیکن نہ ملا بوسہ ایجان لب تر کا
دشمن تو اہی تک ہی پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین کچہ کہتا محتاج ہے تیرے در کا
ارمان بہت کچہ ہین توڑا انہین یان پر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

۷ — اوسنے جو پڑہا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
تلوون کو ملا پیرون سر پر سے کبوتر کا — ۱۵

تنگ کرتا ہی ہر دل جانا یہ سو سو بار کا
اک دم فرصت نہین کمیا ازدحام خلق ہی

رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کو بھی آنکھون سے وقا
کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لب سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہے دامن ابر بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو بوسون سے لب سوفار کا

جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے
آبلون کے منہ مین آجانا زبان خار کا

ایک نقطہ دیکے خامے نے پتا بتلا دیا
آج ثابت ہوگیا ہونا دہان یار کا

روی روشن کی حرارت سے پگھلا جاتا ہی دل
آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا

رہ گیا ہی کچھ جو کانٹون نہین اولجھ کر جا بجا
تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

ان کو طعنون کی گذر ہین بات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا

کسطرح آگے بڑھون مانع ہی کچھ پاس ادب
آنہ جائے زیر پا سایہ تمہاری دیوار کا

آسمان پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی
عکس جا پہونچا تمہارے دامن گلنار کا

شغل افغان کے لیے بلبل کو بیکی اعتکاف
باغبان گوشہ بتا دے دامن گلزار کا

جو اسی سنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہوگیا بیمار کا

۸ — چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین اے نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا — ۱۱

بندگی شب آنکھ دہیان آیا جو روی یار کا
ہوگیا پردہ ہمارے دیدہ بیدار کا

واہی قسمت ایکصورت پر نہین جب دیکھیے
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ایجان ایجان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار رت
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوی دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبھی خالی نہین
سایہ پا ڈھونڈھتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطف تلون دوستی ہر شی مین ہے
بڑھ کے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی ترے دیوار کا

اور ابھی چند ہی ٹھہرا ہی صدمہ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا

کسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا

اِس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہربار کا

۹

دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

۱۷

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا
بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا

آرام کی ہوس دلِ بیتاب میں کہان
کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہی یار کا

بوسے فریب سے جو لب یار کے لئے
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا

رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور
بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا

گر جانتے جگا ہی گی بر خیز حشر کی
احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا

یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو
کھٹکا نجائیگا مژۂ آبدار کا

اے چرخ بس تہیۂ تکلیف اب نکر
احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا

وصلت کی رات تو نسیم شب غم نہ بھولنا
اے دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
پھرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کبھی کے سوار آتی نہین
بل لے لیا مزاج نے کچھ زلفِ یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایکبار کا

تیرے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلا ہی تو آؤن مین ہر طرح
ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہاے یہان جان غیر ہے
اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہوتی ہین نصیب
پھر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا

ہو جاہی ہمسے پرسش اعمال بھی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہی روز شمار کا

۱۰ | ۱۶

وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم
منہ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

سنگ تربت لال ہے میرے تن مجروح کا
پھول کھلتا تا نہین گر کر چراغ گور کا

حشر کی گنتی ہے دن منہ تک رہی ہے صور کا
حاملہ ہے قبر لاشہ لیکے مجھ رنجور کا

گھل گیا تھا جسم اسقدر ہجر تیرے رنجور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ وہان مور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو
سیر افسانہ بھی ہے شاید سراپا حور کا

وجہ کچھ دن ہوتے ہین اسکو آہ مری
جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا

صاعقے دو چار جا لپٹے جو سیر کے آہ کے
روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی
دل مین روشن ہے مرے شعلہ چراغ طور کا

ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہے قانع کے لیے
بند ہوکر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا

جم گیا ہے خون کا قطرہ نظر کیا آئی خاک
آبلہ رکھتا ہے دیدہ جوہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو
پاس ہے وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بھی ہے
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہے گھر زنبور کا

کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہے تردد مور کا

مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہے محتسب
آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا

ہائے کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنے آتے ہین لوگ
تھر لایا یاد آنا قامت مستور کا

حال دل چھیڑا تو بولے اور کچھ فرمائیے
ذکر خوش آتا ہے کسکو قصہ مشہور کا

۱۱ | ۱۲

کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ہے نسیم
اپنا ہر نالہ ہے پروردہ کنار صور کا

بسکہ ہون محو تصور شاہد مستور کا
دل مین عالم ہے مرے فانوس شمع طور کا

مختصر تھا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہے بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک
مرگئے لیکن ہوای شوق ہی چمکی ہوئی
کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
کھینچ لائی اونکو تاثیر دعا آغوش مین
ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
تلخ طینت کے لیے شیرین زبانی ہی ضرور
سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کردیا
گھبرانے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے
ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین

شور پنہان ہون سو وہ بھی خندہائی دور کا
ڈھونڈتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ دور کا
ہم لبستا تک ہی نہین کہتے دہان گور کا
شکر ہو لے عیش سے حق ہو گیا مزدور کا
سر کچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا
دیکھتے ہین شہد سے لبریز سینہ زنبور کا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا
دل ہے مرے سینے مین چھتا ہوگیا زنبور کا
صور مین پوشیدہ ہی نالہ وہان صور کا

۱۶ — مصرع نلسخ پسند طبع والا ہی تسلیم
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا — ۱۷

ہر گھڑی کرتی ہی غل محرومی تقدیر کا
خون بلایا جب ہوا دایہ سے سائل شیر کا
درد کی لذت نہین باقی وہان زخم مین
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے
بہید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین
شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے
رات دن ابتو گزرتی ہی بڑے آرام سے
بعد مردن کیا سبک ساری مجھے حاصل ہوی
جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکہ مین آتی ہی نیند
مرگیا مین ذبح سے پہلے وہ رحمت و ہیبت دیکھتا

اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا
نوک پستان نے مزا بخشا سنان تیر کا
لے لیا کسنے مزا ظالم زبان تیر کا
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا
چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا
تم پر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا
بوجہ بالا سے لحد ہی جادر تنویر کا
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ ہی معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین
خط مہمل ہوگیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل با وفا تھا مین کہ جس سون ہو چکے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہے کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہی موی سفید
رات اک رنگ خضابی ہی سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامی مین ہے
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے
آ کے جم جاتا تھا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

۱۳

دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم
حلقۂ گیسو ہی پہچان دام تھا تزویر کا

۱۳

کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤن میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا

راستی ممکن نہین کج طینتونکو واسطے
خم نہین جاتا کسی سے ابروی شمشیر کا

ہی پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

وہ ہی قسمت حسن کے دولت کو لوٹین تیرہ رو
طرہ ہای شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود ہے
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکہ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین
آفتاب ایک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

بول اوٹھا گوسالۂ زر ایک ہی افسون مین واہ
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہین ہوین سینے سے آہ سرد کے
دلکو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا
صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اوڑنے لگین
آتش افشان ہوگیا لوہا سنان تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہی شاید تمہارے شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہی دہن تصویر کا

۱۴

زیب کی حاجت حسینونکو نہین ہی نسیم
پیرہن بخیہ ہی خورشید کی تنویر کا

۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کے دل اوسکا اسقدر دھڑکا
ٹھہر کچھ دن ہین مست اندازیونکا وقت آئیگا
ہمیشہ خاک و خون مین مجکو بیتابی بٹھایا کی
خیال عارض روشن مین صبح و شام یکسان ہے
یہی ہر وقت بے رونقی بہی کام آتی ہے
نہ کیون پنہان کہون اس مین اسکو کم نگاہ ہو
گذرتا ہی سلامت وقت انجام مطلب سے
لیے ہین گل کے بوسے آج کس جرأت سے بلبل نے
چھپایا پردۂ فانوس بنکر جسم عریان نے
بجز ایما کلام عشق مطلب سے معرا ہے

صدا بجلی کی وہی نالے کی جب سینے سے مرے کڑکا
نہال نو دمیدہ ہون جو سوکھا یا مری جڑ کا
بشکل مرغ بسمل کو نسے پہلو نہین پھڑکا
یہان آٹھون پہر پیش نظر ہی نور کا تڑکا
نہال خشک کو کھٹکا نہین ہوتا ہی بت جھڑ کا
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا
نہین بستا کھٹکتا آنکھ مین ہے قالب کے جھڑ کا
پڑا سو یا کیا گلچین کوئی پتا نہین کھڑکا
درون استخوان ہے جیسے گھر ہی شعلہ کوئی بھڑکا
کسی سے راز کھل سکتا نہین مجذوب کے بڑ کا

١٥

فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیے ہمکو
نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بہتر کا

١٧

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
کیا ہوا ہی جو مرے دل کی طرح وہ چھپ رہا
کس غضب کے روشنی دیتا تھا شب کو آئینہ
تنگ آکر دوست اوٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
ہاتھ اوٹھا کر دوست کرتے ہین دعا بین اپنے ان
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
مثل چشم ابلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف

ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
دیکھکر وزن گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا
خود بخود دینے لگتا ہی دہن بیہوش کا
حال جا کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
ہر ستارہ رو کش خورشید ہی پاپوش کا
اب دہان زخم بہی منہ ہو گیا نیشوش کا
تیر آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کے گوش کا
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پر جوش کا

اوڑا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

پھر سبو آیا جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گواو
بھول جاتا ہی بشر ساماں رقدوش کا

ایک چپ نے سے لاکھون رحمتین جو دہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بد ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر نیتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکاتا ہی کیا ساقی مجھے
خم اوٹھا ہو دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروانکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

۱۶ بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای تسلیم
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا ۱۷

اسد رجہ تھا قلق مجھے رد سوال کا
دریا بہا گیا عرق انفعال کا

اللہ رے تردد خاطر کی کثرتین
تودہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا

ایسی سہی کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیے ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی ملائی تھی
ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر
دھوکا ہوا کیا اونہین میرے سوال کا

بیہرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیے اونکی سیدہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی بتون سے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر اودہر
استاد ہی خدنگ نظر دیکھ بھال کا

چلکر کیا طپش دلسے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بہال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلو نہین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہارے جمال کا

تکرار ایک بوسے مین تمکو بجا ہے — دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آئے آنکھ کو — خورشید عکس ہی ترے نور جمال کا

روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت نہ کسطرح سے تصور کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہے کسی کے جمال کا

۱۶ — ۱۰

سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین تسنیم
عاشق ہوا ہون ایک بت خورد سال کا

حرفون کے ملے جوڑ بڑھا حسن رقم کا — ہر لفظ لکھے ہوئے ہین سجدہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہوش ہی کہ اٹھتی نہین گردن — جب دیکھیے سر کو مرے سجدہ ہی قدم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا — جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھونکو سکھا دیجیے بیداری کا ال — احسان اوٹھائینگے نہ ہم خواب عدم کا

سولین گے تہ خاک جبکہ جائینگی آنکھین — آجائیگا جھونکا جو کوئی خواب عدم کا

آنکھونکے تقاضے سے خبردار ہوا — کچھ اور ارادہ ہو مرے ابر کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری — ضبط لب خاموش اشارہ ہی قسم کا

مرنے کی بھی امید نہین خوبی تقدیر — پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغ دودم کا

بہائیکے ہٹا لیتے ہی داغ دل سوزان — تارے کیطرح جیسے شب تاریک مین چمکا

۱۸ — ۱۷

رہتے ہین تسنیم اوس رخ گلگون کے نظارے
جلوہ ہی مری آنکھ مین گلزار ارم کا

اوٹھانا بار منت شاق تھا پیرہن تن کا — ہوئی خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان دامن کا

مری مستی کے بوسہ مین بھی کار بخیہ گری ہین — کہ از خود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہانتک لاغری لیوانگی نے مجکو بخشی ہی — اوتر کر پانو کی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مرے بیتابی فریاد کے جب زور کرتے ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مردوسے غیر کی فریاد کرلیتے ہین ہجسین بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سہیر دوام کرتی ہی
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

وہ دور بہشت ساقی ہین نہ ہو زنجیر ونکی حلقے مین
ہمارے ہاتھ ونکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینہ بلبل ہین دلنی ٹوٹ جائیگی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے قسمہ میری گردن کا

نہین کہا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بہی
رولاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون نہ خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالا کے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا تا جائی کافر مسلمانونکی گردن کا

نکلہر اہی دل نالان بڑی مدت مین ہم سوچے
بلا لیتے ہین اب ونکو ارادہ ہو کہ دشمن کا

جھکی جاتی ہی گردن نیند کی جھونکو نسی محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھو نہین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بہی آغاز ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کے باتین کیون سناتے ہو
ابہی تو نوجوانی ہی دیکھا و دل نہ جوبن کا

۱۹	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع پر فن کا	۱۳

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنونکی تیز دستی سے نہ فرق آجای عصمت مین
عجب کیا چاک دامن ڈہکے بوسہ لے گریبان کا

جنونکی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلی ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش دامان مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سی مین آغوش بیابانکا

گلونکے زخم لو دینے لگے اوٹھ باغبان جلدی
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین ملتا
اثر باقی ہی آنکھونمین مری خواب پریشان کا

لحد مین بہی نہ پہیلا پاؤن تک احسان ظالم کے
مزا چکھا ہی از تنگی آغوش زندان کا

کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہیں ہوتی
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا

کدورت سے تعلق کیا انہیں جو پاک طینت ہیں
نہیں ممکن جدا ہو خار سے دامن بیابان کا

جو آزاد ازل ہیں قید سے انکو تنفر ہے
جدھر سے چاہیے موجود ہے رستا بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہیں ہوتا
اثر ہے وعدۂ دلدار میں خواب پریشان کا

نظر آتا ہوں زندہ مر کے اک طفل [illegible]
اثر بخشا ہے مجھکو عشق نے مرگ سلیمان کا

۲۰ — ۱۰

نہ کیونکر بلبلیں چہکیں فقط ذکرہ سے میرے
نسیمؔ اب دہن رنگیں میں عالم ہے گلستان کا

اُدھیں ہیں بہت مجھے خواہش ہا جھگڑا نہیں انکا
وہاں دامن نہیں پایا صفا ثابت مطلع گریبان کا

بتاتی ہے وہ اپنا لطف ہیں ممنون پھر اونکا
اجل سے سامنا ہے آج اگر ظالم کی احسان کا

بہت یاد آوینگا جس وقت رخصت ہو گیا جوبن
تمہیں بھی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا

نہیں لگتی پلک آٹھوں پہر ہیں حسن کے جلوے
نگاہ میں جھپکتا ہے تصور روی جانان کا

نہ کہنا تم مبارکباد مجھسے اپنے آنے کی
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہائے ہجران کا

وہ پہلی پہلی بوسے لیا منہ جو عارض کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اوس نو پشیمان کا

ندامت کیا بری شے ہے وہ ایکو جو بہت بیٹھے
نہیں منہ دیکھنے کے قابل امید پشیمان کا

میں ٹھٹکا ہوں تمہاری خوف سے جو میاں آتا ہے
نزادیتی ہے حسرت مجھے خواب پریشان کا

ہٹا دو ابر گیسو جلوۂ عارض میں فرق آیا
نقاب شام سے منہ چھپ گیا صبح گلستان کا

۲۱ — ۱۵

نسیمؔ اک طرز پر رہنا نہیں اچھا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہے نیا انداز الفاظ غزلخوان کا

عروس فکر رنگیں کو خیال آیا جو تزئین کا
شگاف خامہ شانہ بنگیا زلف مضامین کا

بلا ٹالتی ہے بخشش سی بہا ہی چشم تر آنسو
ملی کچھ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا

کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکوونکا دفتر
اٹھی شرما کے بالیں سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جھکاتے سر گلوں نے کیف مستی سے
پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچیں کا

سیاہی جم گئی مضموں آہ سرد لکھنے سے
ہوا ہے بوند ہر قطرہ شگاف کلک رنگیں کا

بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہے بیتابی
دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہے نام تسکیں کا

عجب کیفیتیں دیتی ہیں اپنی داغ پیراہن
گماں ہے دامن گلرنگ پر آغوش گلچیں کا

جگایا خواب سے سوتے ہوؤں کو میرے نالوں نے
ہلایا آسماں پر جا کے بازو مرغ زریں کا

لگا دے ہاتھ تو تخت سلیماں ہو کے اڑ جائے
جنازہ بھی ہمارا ہے پری فوج اڑان گلچیں کا

ادھر بھی ہے زباں کلک مثل شانہ لفظوں سے
گماں ہر سطر پر ہے دامن گیسوئے پر چیں کا

درشتی چھو نہیں سکتی انہیں جو نرم طینت ہیں
نہیں ہے آنچ تو آنچ جسم پر گرمی شمع بالیں کا

وہ حسرت ہے دعا کو مطلب بیتابی سے میرے
کہ ہر سو ہے قلق وہ ہونٹ آ گیا فریاد آمیں کا

سپند نقطہ کرتا ہے قلم سیدھے سے لفظوں پر
نہیں کچھ خوف مضمون غزل کو چشم بد بیں کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہے
اٹھائے کون احساں دوستوں کے شور تحسیں کا

۶۲	نسیم اب قدردانی اشتیاق سامعیں پر ہے دکھایا لطف ہم نے ہر طرح سے طبع رنگیں کا	۱۷

ماتم بہت رہا مجھے اشک چکیدہ کا
آخر کو پاس آ ہی گیا نور دیدہ کا

نام فراق پھر نہ لیا ہم نے عمر بھر
تھا ذائقہ زباں پہ عذاب چشیدہ کا

اب وہ مزا نہیں لب شیریں کے قند میں
چوسا ہوا ہے یہ کسی خدمت رسیدہ کا

اے چرخ پیر زور جوانی سے درگذر
اب پاس چاہیے تجھے پشت خمیدہ کا

ابرو میں خم جبیں میں شکن آنکھ میں غضب
کیا مدعا ہے قاتل خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہو حصول
تھا اور مدعا مرے دست کشیدہ کا

اے ساکنان چرخ ملے بچ بچ کے
طوفاں ہوا بلند مرے آب دیدہ کا

وہ ناتوانیاں ہیں کہ جسم ضعیف پر
جامہ ہے عنکبوت کے دام تنیدہ کا

بے دید وید ہیں نہیں آتے کسی طرح
گم آشیان ہی طائر رنگ پریدہ کا

اوڑتے ہیں ہوش کوئی بھلا کسطرح خموش
افسانہ تیرے وحشی از خود رمیدہ کا

اوگل خیال ہے عرق جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا

یاد نگاہ مست ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہے خراب شراب چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
نالہ نہیں کسی کے گلوے بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی ہیں لطف ہی
پیری ہیں ہی بیان چاہیے قد خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہے یہ فرش نہ مردینا
سبزہ مزار پہ ہے گیاہ دمیدہ کا

چڑہتی ہی روز چادر گل جلتی ہیں چراغ
یہ ڈہیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۲

بالوں کو اوسے سیم رنگو گے خضاب سے
کسکو چھپا بناؤ گے پشت خمیدہ کا

۲۳

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ نہیں ہمکو جبہ سائی کا

نہیں از خود فراموشی کو ہی کم موت اور ہستی سے
کہ جلتے رہا ہی در در د آشنائی کا

نہیں ہی ایک دم فرصت بھلا دم لے سکیں کیونکر
کہ ہر دم میں ہمارے دم ہی افسون آشنائی کا

عبث حرف تکلم ہی لب خاموش پر تیرے
دہان تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا

نوبت شست وشو کی پاک طینت کب او ٹھاتی ہیں
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

نہیں یہ مال سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہی
ہمارا ہاتھ کیا کم ہی نہیں کاسہ گدائی کا

فقیرون کے لیے دنیا و دین دونو مہیا ہیں
کبھی خالی کبھی لب ریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہے
ہمارا دل ہی آئینہ تیری خود نمائی کا

جھکے زاہد کے سر پای صنم پر سجدہ کرنے کو
خدا کی شان بت کرنے لگے دعوی خدائی کا

مذاق خدمت صیاد مدت میں ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑہیے رہائی کا

نہیں شرط وفا صیاد تنہا چھوٹ جاؤں میں
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا

قفس میں قید اجل جیسا و مرغ روح پہ بستہ
رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور کھینچ اے حجلہ نشین کس طرح سے دیکھے
کہ آئینہ میں اک ہی لوٹ نظر سے پارسائی کا

نہیں لکھا جمال شمع پر انکی قسمت میں
حریصوں کو جلا دیتا ہے شعلہ پارسائی کا

ہوا ہے کل سے جزو اور جزو کل ہونا مقرر ہے
یہ چندیکے لیے کچھ تماشا ہے خدائی کا

لباس عاریت ہے جسم جن عنصر سے ہیں پیدا
نہیں ہے کوئی شے جسمیں نہیں جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت میں
اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہاں کا وصل کیسا عشق کیسا لطف و غافل
قریب آیا زمانہ روح و قالب کے جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو میں سن کے روتی ہے
لباس ماتمی پہنا ہے ششماہے جدائی کا

رگ شمشیر منہ پھیر گیا قاتل کے خنجر کا
قریب آیا زمانہ جب مری مشکل کشائی کا

فروغ حسن میں خورشید تیرا ایک ذرہ ہے
قمر اک عکس ہے رخسار روشن کی صفائی کا

۲۴	کلام آتش مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہے نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی درد آشنائی کا	۵

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہو کے رہ جاتا ہے چہرہ مہربانی کا

نہیں سنتا وہ اب دل لگا کر کوئی رغبت سے
مزا محفل میں تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہے امید کہ آنکھیں بند کیا ہونگی
نہ جائیگا نگاہوں سے تعلق پاسبانی کا

نگاہوں میں سبک ہوں اسکی چاہی کیوں ظالم
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

۲۵	خیال وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہے لیکن نسیم اب تک وہی عالم ہے اشکوں کی روانی کا	۱۵

سامنا ہو گئی نہ پاتے ای خدا برسات کا
بی صنم بہاتا ہے کسکو دیکھنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہیں
رہتا ہے بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوش گریہ تا فلک پہنچا ہجوم رنج سے
اشک تر ایسے بڑھے ہے تہہ گھٹا برسات کا

بے صنم بھاتی ہے کب اے دل یہ فصل برشکال
قہر ہو آفت ہے ہمکو دیکھنا برسات کا

وہ خدا نے کسقدر ہم پر ستم دکھلا دیے
اس ہوا میں ہو گیا عالم ہوا برسات کا

کسکا دل ایسا دکھایا ہے کسی بیدرد نے
ہے جو اشک تر سے عالم جا بجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے ہیں کہ جل تھل بھر گئے
لوگ کہتے ہیں مہینا تو نہ تھا برسات کا

وہ مہینوں کا لگاتار ان میں برسانکی جھڑی
رنگ اشکوں کے مقابل کب جما برسات کا

چشم گریاں کو اجازت دیکے پچھتایا میں
دیکھلیں گے ایکدن ہم جو چڑھا برسات کا

غرق ہیں بحر ندامت میں سراپا آب ہم
ابر تر جیسے کہ ہو وہ غنچہ تھا برسات کا

بسکہ ملنے میں جھجکتا تھا وہ مغرور کو
آگیا مجھکو نظر اک صاعقا برسات کا

چشم تر کے ولولے ہیں چار دنکے واسطے
اے صنم رہتا نہیں موسم سدا برسات کا

ہوگیا لبریز صحرا اگئے لاکھوں بکے ٹھم
زور اشکو نہایت بڑھ گیا برسات کا

پھر وہی چہلیں وہی اٹکھیلیاں ہوں یار سے
جلد آجائے مہینا اے خدا برسات کا

۲۶	کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہوں نسیم فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا	۱۸

حرف اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہوں جو یار کھا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر انداز
تھی کمان مگر اوٹھا نہ سکا

مر کے ٹھنڈا کہیں نہ ہوجائے
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا

جل کے دیکھو تو میری تربت پر
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا

اوٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
مجھکو پہلو میں وہ بٹھا نہ سکا

تھا جو اشک عزیز خاطر میں
دیدہ تر مجھے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا

دار فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

ہملا کوے وقت تنہائے
حال دل یار کو سنا نہ سکا

جانتا تھا پڑے رہیں گے وہیں
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا

نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا

دیکھکر بد دماغیاں اونکی
نامہ بر خط مرا اٹھا نہ سکا

کسطرح عرض مدعا کرتا
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزو مند رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تھا ہی دوست
کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوی ہے قاتل سے
ناز خنجر گلو اٹھا نہ سکا

خوف تھا غش اونہیں نہ آجائے
ہیں شگاف جگر دکھا نہ سکا

۴۷	ناتوان تھا نسیم اسد رجبہ کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا	۱۷

آباد غم و درد سے ویرانہ ہے اسکا
ٹوٹا ہوا جو دل ہے وہ کاشانہ ہے اسکا

جس دل میں کہ ہے شوق وہ پیمانہ ہے اسکا
جس آنکھ میں ہے کیف وہ میخانہ ہے اسکا

جب دیکھیے کہتا ہے وہی ذکر سناؤ
معلوم ہوا شوق یہی دیوانہ ہے اسکا

بیہوش اگر میں ہوں تو باہوش کہاں ہے
جو خلق ہی اس شہر میں دیوانہ ہے اسکا

ذرات ہے یہ مسکن انوار تصور
سینہ جسے کہتے ہیں پریخانہ ہے اسکا

جوبن کی صفائی سے پھسلتی ہیں نگاہیں
پڑتی ہے جدھر آنکھ پریخانہ ہے اسکا

اے دل ہوس وصل سے مشتاق ہیں محروم
جان اول دیدار میں بیعانہ ہے اسکا

جو سینہ روشن ہے وہ ہے منزل الفت
جو دل صفت شمع ہے پروانہ ہے اسکا

کہتے ہیں جسے حسن وہ ہے شمع جہانتاب
کہتے ہیں جسے عشق وہ پروانہ ہے اسکا

جب فصل گل آتی ہے صدا دیتی ہے وحشت
زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہے اسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسی سے
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اوسکا

گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو
دامن مین ہی عشق کے جو دانہ ہی اوسکا

اگر گوش حقیقت شنوا ہی تو سمجھ لے
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا

کچھ رتبۂ عاشق سے بہی ایجان ہو خبردار
سامان کسی روز سے شاہانہ ہی اوسکا

شہ عاشق صادق کی نہ چڑہ واعظ مکار
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا

آگاہ نہین قصۂ منصور سے ابدل
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

٢٨ — ٥

کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار
دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا

بگڑے وہ لاکہ طرح مگر غل نہو سکا
مین اپنے صد قسیان بہی قائل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجھے مینا کے یاد مین
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا

ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو
کھلا گیا جو غنچہ وہ پہر گل نہو سکا

اللہ رے جوش آپکی بخشش کے بعد بہی
اشکو نصیب میرے ترک تسلسل نہو سکا

٢٩ — ١٣

بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم
طعنوں کا اونکے مجسے تحمل نہو سکا

ہی رخصت جان چال مین بتلا نہین سکتا
رہوار ہی بہت تیز ہی ٹھیرا نہین سکتا

وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا

کچھ حال سے بہی کم ہے کنار لحد تنگ
آرام کہان پاؤن تو پہیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بہی ہوی خاطر نادان
سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ تر دل کا
ڈہونڈہی بہی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دام رگ تن ہو جسکو الجھا نہین سکتا

دون رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے
پہنا ہا کوئی تار زخم جگر آ نہیں سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہے تا نوک زباں لا نہیں سکتا

لاکھوں گرہیں ہیں دل عاشق کے پڑی سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا

رکتے نہیں سیلاب عدم اشک کسی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھیرا نہیں سکتا

رکتے نہیں گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا

۳ — مشکل ہے قسیم اب کہ بسر ہوں وہ راتیں
کھوتی ہوے آرام بشر پا نہیں سکتا — ۱۵

مختصر ہوتے ہیں ای یار جو قابو ہوتا
خال بنکر ہیں ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچاں کرتے
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار پہ پھر
کاش ای آفت جاں میں ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پھر تو سمجھتا میں دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو میں اگر تو ہوتا

اور چندے نظر آتا نہ اگر روی سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو میں سلاتا تجھے بے کھٹکے میں
گر مرے پاس جگا یا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ای دل
ہم بغل مجھ سے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ بار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
ذرہ افشاں کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا

ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پھر تو بے آب ہزاروں کے گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا

کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آ جاتے
دھیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم ہر طرح سے ہر سرو لب جو ہوتا

بعد مردن بھی دکھائی مری وحشت تاثیر
خاک ہو کر بھی ہین گرد رم آہو ہوتا

یہ ستم کاہے کو سہتے بت ظالم کے کبھی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

۳۱ — جا بجا شوخی خاطر نظر آئی ہے نسیم
کونسے شعر ہین تیرے کہ نہین پہلو ہوتا — ۱۰

چھپ چھپ کے ڈپٹ دیتے نظارا نہین ہوتا
مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا

کٹ جاتی ہین ہم دولت دشنام سے خالی
کس دن یہ احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان گھر کے ہین خفا ہوتے ہین اغیار
کس کس کا ترے در پہ اجارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکھلائینگے صورت
مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا

رکھتے نہین ہم پھر بھی اوس سینۂ عشاق
وہ دل جو ترے سر سے اوتارا نہین ہوتا

دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
لیکن تری محفل مین گذارا نہین ہوتا

کیون کھینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتھ
مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا

ہر سو نہ سکتے ہین کہان صورت آرام
مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

۳۲ — آتی ہین نسیم ایسے وہ گھر پہ ہمارے
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا — ۸

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا
کیون آپکو ڈہر کا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

چپ رہنے دو دم بھر مجھے للہ نہ چھیڑو
اب اس سے بہتر کیا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیے دلمین
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند
دیکھو بھی اچھا ہے کہ مین کچہ نہین کہتا

ڈرتا نہین جو دلمین ہو دشمن کو لگا دے
اوس پہ یہ ہویدا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

کیون رکتے ہو عادت سے ہون مجبور و گرنہ
کچہ آپسے پردا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ سمجھا میری گھاتین — اس بات سے ڈرتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

۱۲	ہر روز نئے ڈھنگ ہین خاطر کے تسلیم آہ کل سے یہی سودا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا	۳۳

گو طوق پڑا بوجھ مگر تن نہین رکھتا — کیا خوب گریبان ہے کہ دامن نہین رکھتا

ہین وسوسۂ رشتہ و سوزن نہین رکھتا — ہے اشک وہ موتی ہے کہ روزن نہین رکھتا

وہ پیچ اوٹھاتے ہین کہ فردای قیامت — جینے کی تمنا ہے سر مردن نہین رکھتا

گلشن کیطرح داغ مین رکھتا ہون ہزارون — ہر سینے پہ داغ ایک ہی گلشن نہین رکھتا

ہو جاتے ہین آنسو مری آغوش مین دریا — دانے کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکھتا

بنکر یار نہان ہون مین نظر سے — تکلیف کی امید بھی دشمن نہین رکھتا

اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو — ہولے سے بھی جو غربت شیون نہین رکھتا

صحبت کو اثر ہے یہ یقین کیجیے کیونکر — خاصیت بت ایک برہمن نہین رکھتا

ہر لحظہ ہے اک گردش نو مثل تصور — مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا

کب سینۂ سوزان مین بھڑکتے نہین شعلے — کس روز مین کیفیت گلخن نہین رکھتا

ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر ہو تمنا — جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکھتا

۷	کروٹ بھی بدلنے کی نہین جا ہے تسلیم آہ مرکز بھی مین آسایش مدفن نہین رکھتا	۳۴

کوئی شیشہ نہین اے رونق محفل ٹوٹا — آہ کی ٹھیس سے لگے آبلۂ دل ٹوٹا

پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم — باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گھورتا ہے نگہ قہر سے کیون پھر پھر کر — کیا مرے ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہانی مین جو ٹپکا سر سے — مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی ور جنون سے ہوی حاصل ہمکو — ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہے
ڈھونڈنا خیر نہیں ہاے کہیں دل ٹوٹا

۳۵ — ۱۳

امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

وہ شعلے ہیں ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
صدای الحذر ہے گنبد افلاک سے پیدا

ہوئے مضمون عالی میری طبع پاک سے پیدا
ہزاروں آسمان ہیں ایک مشت خاک سے پیدا

جھکے شیشے کھلے آغوش ساغر دخت رز چمکی
اٹھو مستو ہوا ہے آفتاب افلاک سے پیدا

لگا نا منہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہے
تمنا ہے زبان ریشۂ مسواک سے پیدا

بچانا آنکھ کو دیکھو خلاف واجب عصمت ہے
کہ شبنم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا

بس مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہے
وہی پھر خاک میں پایا ہوا جو خاک سے پیدا

ہوا ہی دولت ہمت نہیں ہے خاکساروں کو
کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباس خاک سے پیدا

نہ کیوں ہوں جلوہ ہای نو عروس لطف مضمونین
جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سے پیدا

نہ پوچھی نکہت گل برق کو سونپی بچانے
وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا

ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہے خیر لو سو تیر
نہوں کچھ اور تکلیفیں دل بیباک سے پیدا

نگہ کی لوٹ سے آنکھوں نہیں کیفیت پینے کی ہے
پیمانہ خال کا ہے یا کس تریاک سے پیدا

محیط موج خیز حسن میں ڈوبے نہیں ملتا
کہ ساحل ہو نہیں سکتا کسی پیراک سے پیدا

۳۶ — ۱۵

نسیم اب سینہ سے چمکا فروغ داغ بیتابی
طلوع مہر ہے صبح گریبان چاک سے پیدا

خدا جانے ہوا کس تفتہ دل کی خاک سے پیدا
کہ خوشے آبلوں کے ہیں نہال تاک سے پیدا

لحد پر ابر مایوسی ہوا افلاک سے پیدا
بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا

غضب کی لذتیں تیر نگہ نے تیری بخشی ہیں
کہ لاکھوں حسرتیں ہیں بستۂ فتراک سے پیدا

وہ جلوہ ایک ہے دیکھی اگر چشم حقیقت سے
کہیں ہے نور ہیں ظاہر کہیں ہے خاک سے پیدا

عشق میں خیال و فہم سب بیکار رہتے ہیں — محبت سے وہ ہو جو کچھ نہ ہو ادراک سے پیدا

مقرر دل ہوا خون آ وہ سہنے دا اشک گلگون ہیں — عجب ہے جا بجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ میں شیرین بیانی کی — مزا کیا کیا ہی دشنام محبت چالاک سے پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتوں کو کام آتا ہی — کفن زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سے پیدا

وہ لے دو چار کو لفظین تم ہی عالم کی ہلال ہین — کہاں تجھے سانپ ایسے شانۂ ضحاک سے پیدا

نہیں تجھ سی الفت ہی کسی طفل برہمن کی — نشان رشتۂ زنار ہوا افلاک سے پیدا

ادب آموز ہوں ہر سے طرز ہجا ہی ہین — مرے کیا کیا نہیں ہیں خاطر بیباک سے پیدا

اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی میں — ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سے پیدا

سخن نا فہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہے — نہو ہی تحبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا — کہ پیدا تاک دانے سے ہو دانہ تاک سے پیدا

۳۷	نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دہلتے ہین یہ رتبہ ہے ثنا ہی صاحب لولاک سے پیدا	۵

دل ہی قابو میں نہیں زور چلے کیا میرا — آج پرخاش یہ ہی مجھسے ارادہ میرا

کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوٹھا منہ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے — ہاے رہنے دے لبس مرگ تو پردہ میرا

حسرتیں صید کی جنبش نہیں کرنے دیتیں — روکنے آے ہیں دشمن مرے رستا میرا

ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

۳۸	ولہ	۱۶

وصل کیواسطے کل کہہ گیا جانان میرا — آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے دینے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی — آپکا مجھپہ کرم آپ پہ احسان میرا

ہاے کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب بھی — منہ چھپا لیتا ہی دلمیں مرے ارمان میرا

خوف تکلیف ہی سر کاٹیے اپنا کیونکر
روز محشر ماتا ہے آکر مجھے احسان میرا

ناتوانی کے اجازت نہ ملے گر چندے
ہاتھ ہو جائے گا پیوند گریبان میرا

مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہے اوس بت بدکیش کے ایمان میرا

آنکھ کو دھیان ہے زلفونکی کہان ہو فرصت
ساتھ رہتا ہے مرے خواب پریشان میرا

سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا
دھڑکے دیتا ہے مجھے خواب پریشان میرا

خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سے آزردہ ہے ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون قطع دہن
روکے کسطرح مرے ساتھ ہی احسان میرا

کب مجھے وصل پریرو کی خوشی تہی اے غم
کیون مکدر ہے مزاج شب ہجران میرا

صبح کے بعد جو سو جاتو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکھیگا آکر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پھر گلے آکے پڑا جیب سے گریبان میرا

چارہ گر رکھ نہ کسی داغ جگر پہ پھاہا
کیون بجھاتا ہے چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلہ بد عہدی سے
روز منہ چومتے ہین شکوۂ جانان میرا

۳۹	کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہے تسلیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	۱۵

ہمدل بے سبب ہے جہان تنگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو بھی تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانیوالونکو
لب خنجر کا قاتہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اوس ستمگر کی محبت سے
یقین ہے دوست ہو جائیگا شرماکر عدو میرا

جسے سمجھے تھے اپنا اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہے عدو میرا

نہین سوا کریگا مجکو نا دم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ اٹھیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشق و معشوق سے چھٹ نہین سکتا
جدا ہوتے نہین ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکھ اوٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسیکی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
انہین یاد آئیگا برسون حسن گفتگو میرا

چھٹے گا چھڑائے سے ہزارون حور عین مجھ سے
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین گھبرا سے
نہ دے گا نام ہونے سے بھی یار خوبرو میرا

۱۰	نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا	۱۳

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتھ پر چڑھ جائینگے لاکھون کے دم حشر الہی
چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا

حشر کو نامۂ اعمال دکھائینگے بشر
میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑی خواب گران سے ہر گل
نالہ کرتے نہین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے بے ہنسکر جو لب یار کے لیتا تھا
ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

ہو گئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا

دو لیے ہین نفس چند کہ تا وسعت عمر
کچھ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دی ہین شاید
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

۱۸	قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا	۱۴

اس سے مرنا مجھے اپنا قلق جان ہوگا
اک نہ دیکھے گا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپکے انکار رہینگے تا صبح — وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا

تو سلامت ہے تو عالم کو کریگا مجسا — ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا

ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بیدرد — خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا

مین تو عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا — شکوہ اسکو نہ سمجھیے کوئے ارمان ہوگا

ایک دل دو ہمین ہوس تیرے ستم سے افزون — یہ وہ آئینہ ہے تو دیکھکے حیران ہوگا

دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا — یہ بھی شاید اوسی بیرحم کا ارمان ہوگا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار سحر — کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

زندگی ہے نہیں مشکل شب تنہائی مین — بے ترے مجکو تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا

کیا سبب آپنے دی قیس کو مجپر ترجیح — آدمی مین بھی ہون وہ بھی کوئی انسان ہوگا

تم مرے بیٹھے ہو بگڑوگے کہون یا یہ کہون — ابتو جو نکلیگا منہ سے مرے ارمان ہوگا

قتل کر رحم کے بدلے کہین جل ہو مشکل — مجکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا

مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینے کے لیے — کہ مرے ہاتھ مین وان آپکا دامان ہوگا

دینگے کیون رخصت برخاست تمہاری آنکھین — جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا

سخت جانون کے لیے موت کہان او ظالم — سم بھی دیگا تو مرے حق مین وہ درمان ہوگا

بیٹھنے دیگی نہ گوشے مین بھی وحشت مجکو — صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا

دیکھین کیا اوسپہ گزرتی ہے خدا رحم کرے — ہائے وہ اشک جو میرے تہ دامان ہوگا

۱۱	کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم ابتو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا	۶۲

زمانے مین کوئے ایسا نہوگا — جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا

ازل سے ہے یہی عصمت مآبی — کسی نے آپ کو دیکھا نہوگا

اوٹھاتا ہے ندامت کس لیے تو — یہ درد ایسے چارہ گر اچھا نہوگا

ہزارون مرگئے لیکن نہ دیکھا
کوئی تمسا بھی بے پردا نہوگا

کسے دیتے ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالاے زمین کیا کیا نہوگا

وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کہ اوس رستے مین پھر رستا نہوگا

قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی پھر
کنارِ قبر مین مردا نہوگا

اگر خادم کو یہ جنت مین پونہچا
وہان کیا آپکا چرچا نہوگا

نئے دہکی یہ ہے تو بندہ پرور
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا

بناکر حضرت واعظ کو نافہم
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا

۱۱	نسیم اب اونکی باتون پہ نجاو بھلا کل وعدہ فردا نہوگا	۳۳

ہمنیہ جو کچھ ہوا سب آپ پہ کہل جائیگا
بندہ پرور دیکھنا جب وہ کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
کسکو رحم آئیگا مجپر کون اونہین سمجھائیگا

تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان
مجکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائیگا

فاتحہ پڑہیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ
اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مرجائیگا

کیون نہ صدقے ہون نہین اپنے جرم بے تقصیر کے
قتل کے بعد ایک مدت تک نہین شرمائیگا

منہ پہ گلگونہ لہو کا ہے مگر شرم سے
دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا

پاکدامن فیض ابرِ تیغ کر سکتا نہین
رنگ خون قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقے اوس دشنام کے جو آپکے منہ مین ہے
ایسے جامی مختصر کوئی کہان سے پائیگا

جان جائیگی بلا سے فتح پر راضی ہو نہین
اونکا ناز تو بھلا سینے پہ میری آئیگا

گو تقاضای اجل ہے جان لب پر ہے مگر
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

۱۱	تار تک کھچتے نہین اس کمان ابروی نسیم اشک اگر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا	۴۴

اسقدر روز گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا
ہمکو لیجاتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولے فکر کرنی کیا ضرور
نالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی مر جائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا

تنگ ہین اطرافِ عالم حوصلے نکلینگے کیا
فلک ہے عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہے انسے مخلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی پھنس جائیگا

شکوہ ایسا ہے کہ شرما کر ادھر کرلو پسند
ورنہ ناصح کسطرح تمسے بھی لپٹ جائیگا

یار کے انداز ہین جیتے ہین مرے پیش نظر
اشک گیسو کیطرح بڑھکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑھ چلے ہین ولولے
دل دھڑکتا ہے کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم
اسقدر کثرت سے دل کوئی کہانتک لائیگا

میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہے کہیں
دوستو کہتے ہو کیون غصہ نہین آجائیگا

۴۰	دیکھکر تیرہ دامنی گھبرا گیا کیون ای نسیم دیدۂ پُر آب دریا سیکڑون برسائیگا	۴۵

ہاتھون مین آجکی شب مہندی لگائیگا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیگا

پیشونیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیگا

پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان دو کو
پھر منہ چھپاکے مجھسے آنسو بہائیگا

ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیگا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجکو گھٹائیگا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیگا

بیوجہ یہ نہین ہے انداز گفتگو کا
پھر کل کسطرح ایجان باتین سُنائیگا

مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیگا

کیون ہی ناامیدی درگاہ کبریا سے
جو کچھ کہ آرزو ہے ویسا ہی پائیگا

مشتاق ہو تو جان سے گلگون لباس کیون ہو — یہ رنگ تو عروس کے کسکو دکھائیے گا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آتے — کیا منہ اب آپکا ہے جو منہ چھپائیے گا

ہم خوب جانتے ہین استادیان تمہاری — محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائیے گا

آخر کچھ انتہا بھی ہے جھوٹون کے صاحب — کہتے تو ہو عاشقون کو کبتک ستائیے گا

ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان — کیا قہر آج کے شب ہمپر نہ لائیے گا

کچھ لحظہ اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے — آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا

سمجھے ہوے ہین جو کچھ دل مین بھرے ہوے ہے — کاہیکو آئیے گا کاہیکو آئیے گا

آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان — مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیے گا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہے — فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہے یاد کرنی — مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا

۴۶	ٹھنڈی کبھی نہونگی کیا گرمیان تمہاری آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا	۷

بڑھتے بڑھتے لاغری پنہان بدن ہو جائیگا — تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا

گر یہی ہے ناتوانی فکر عریانی ہے کیا — دامن نظارہ تن پر پیرہن ہو جائیگا

ایک چادر خاک کی ہے اک ردائے آسمان — اس تن عریان کا بے منت کفن ہو جائیگا

لذت تکلیف تازہ سے نہونگے سیر ہم — زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا

اشک دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانیکی فکر — گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا

خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کاہ — اشک خونین سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا

۴۷	بسکہ ہے مضمون نازک مین لگا کامل ای نسیم شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائے گا	۱۰

چار دن کے بعد فرق درمیان ہو جائیگا — دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا / تیر اگر زخم کے منہ مین زبان ہو جائےگا

کسقدر شوق شہادت سے ندامت ہے مجھے / یہ نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہو جائےگا

سینۂ سوزان پر اشک آتشین تو آنے دیجیے / جلتے جلتے آگ پر پانی دہوان ہو جائےگا

گر حنا رنگ نالہ کرینگے مشتاق غم نہین / وہ دو دل ہو نذر زخم آسمان ہو جائےگا

میرے تلوونکا لہو چکہے تو ہر خار دشت / توبہ کرنیکے لیے مثل زبان ہو جائےگا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اسواسطے / نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہو جائےگا

آب ہو جاتا ہے آہن وہ اثر نالو نمین ہے / دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائےگا

یا کمر جانینگے تیری یا دہن سمجھینگے ہم / جو نشان آنکھون کے آگے سے نہان ہو جائےگا

۴۸ | شعر مضمون زا کے چارہ نہ افسردہ نسیم / ایکدن کوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا | ۸

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخ جفا جو بدلا / ہان مگر او دل بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین پتا چین کہ جب سے سوئے / ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذت ذبح زبان سے نہ گئی برسون تک / سالہا سال تہ جلاد نے زانو بدلا

رنگتی کونسی منت جو نہین کی لیکن / نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنونکو ہے ترقی ہر روز / ڈہنگ وحشی کا ترے کچھ نہ پری رو بدلا

وسمہ و آب حنا سے نہین ہوتا ہے شباب / جب ہوے پیر تو رنگ سر ہر مو بدلا

ایک سا حال ہے خونابۂ دل کا میرے / آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۴۹ | کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم / آب نارنج کبھی شربت آلو بدلا | ۱۴

مژدہ لو انگلی کا زیر شمشیر وہ دم نکلا / کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے / نہ بل زلفو نمین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا

کہیں ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہیں — کہ اشک دیدہ سی لخت جگر ہوکر بہم نکلا

پتا ملتا نہیں یہان بھی یہان یار کیا شی ہے — یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوے عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے — بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہیں لاتی نگاہ شرمناک تیری — جسے ہم لطف سمجھے تھی وہ آخر کو ستم نکلا

ابھی تک ہے وہی سودا تری الفت کی گیسو کا — طبیعت کو نہیں سیر عجب مرغوب ہم نکلا

پکارا مجکو وہان اسکو ہوئی منظور صد حسن جا — جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

نہیں سے بر ہین اولی آسمان سے یہ پہچوے ہین — مگر چرخ ستم پیشہ بھی پامال ستم نکلا

ہوا ہی مشغلہ یاد خدا سے عہد پیری مین — گیا دل سے بتون کا وہان کعبے سے صنم نکلا

وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہے — کہان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اونکا نشان باقی — نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردے مین ہو جب پیام مرگ آتے ہین — قیامت ور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

۱۱	زمانہ ہمسکو نسے اے **نسیم** آباد ہے ابتو بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا	۵۰

ہوس یہ رہ گئی دل مین کہ مدعا نہ ملا — بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق باوفا اے دل — گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تھی شب فراق مین ہم — کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا

نہ دی تو ہاتھ سی ہون ضعف سے مین تنگ حنا — ہوائی شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز باز پرس تو کیا — اوڑا اوڑا کے ہمین خاک مین چھپا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین — مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی — بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمال و عیش و جوانی و ملک و مال و طرب — یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا

عجب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا

جیسے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

۵۱	بہت سے کرتے رہے باغ دہر مین گلگشت پرا ہے بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا	۹

ساغر پلا کے بے خبر دو جہان بنا
او پیر مے فروش ہمین بھی جوان بنا

اللہ رے درازی آغاز مدعا
نکلا جو حرف منہ سے میری داستان بنا

تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا

اوٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا

وہ بے نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند
مجھسے وہان یار بنا لامکان بنا

لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا

ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہو گیا
جسجا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا

عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے
مقتل تمام معرکہ امتحان بنا

۵۲	بیکار تھے نہ خاک نہ دود جگر نسیم اوس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا	۱۰

پوشیدہ ہی رہا ہونسے ہر اک زخم تن اپنا
پامال خزان آپ کیا ہے چمن اپنا

مصروف تبسم ہین یہ شادی ہے اجل کے
رکھتے ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا

ہین وہم فراموش بتا تجھے نہین ملتا
مسکن ہے کسیجا نہ کہین ہے وطن اپنا

اللہ رے بیتابی دل بعد فنا بھی
سوجا سے مشبک ہے مزار کہن اپنا

ہم گریۂ گلرنگ سے یاد گل تر مین
صیاد بنالین گے قفس مین چمن اپنا

اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس صد افسوس
پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا

ای غم ہمین اسد رحم کھلا دے ترے صدقے
ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا

ساقی وہ پلا مجھی کہ دو عالم ہون فراموش
ہو جائے خدائی سے مزا الجھن اپنا

وہ اشک تھے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہو خشک ہنا
دم بھر نہ ہوا گوشہ دامن وطن اپنا

۵۳ — خاموش نسیم اب نہ قلم کو چپ رہ بس بس
بیہودہ سنا او نہ کسیکو سخن اپنا — ۱۰

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائیں دینگے چھٹکر قید ہی زلف
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا

کہیں وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ
نہ مجبور جسم او جلاد کرنا

مسیحا سے دکھانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اوڑا دو خاک میری ٹھوکرو نسے
اگر منظور ہے [illegible] کرنا

ادب سیکھے نہیں ہین تو گرفتار
بتا کر تا عدے بیداد کرنا

مزا ہتا ہے لبی کی گالیون مین
اوسے پہلے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہے ان سنگین دلو نسے
خیال خاطر ناشاد کرنا

جنازہ اوٹھے چلے میرا تو تم بہے
اور رسم مبارکباد کرنا

۵۴ — نسیم خستہ دل نے جان دے دی
غضب لایا ترا بیداد کرنا — ۹

اونکی آنکھ سے پھر سے پر جو شادان دل ہوا
زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اوس سے پوچھا چاہیے
جو برتنے مجھے انکی جی مین مین بھی اس بل ہوا

موت بھی قسمت نے کھو دی کیا بری شے ہو گیا
جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

بائی مجھے کیون کی تہی کہو ترنے کرائے
مین رہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بلبلے ظالم جو پوچھے ہے بھی تیر نازسے
کس طرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہوا اوسکو ہرجائی کیا
جی ہٹا جاتا ہی جب بیمار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
ہیں وہ دست ہند خونا آشنا ہم مزاج
رو تیے اوس بخت پر جو تجسے کچہ سائل ہوا

۵۵
گہرے رہتے ہین عزیز و اقربا اونکے اونہین
اہی نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا
۷

چہیڑا جسنے یار کو سب مین خجل ہوا
اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا
تدبیر نیک دیتی ہے آخر کو آبرو
شیشے مین آکے قطرۂ مے مثل دل ہوا
حاصل ہتا وہ فروغ چراغ فراق کو
خورشید داغ سینۂ سے میرے خجل ہوا
ہر استخوان بدن مین مری خاک ہو گیا
شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا
رخسار کے جو وصف مین مضمون ہو رقم
عارض کا نقطہ صفحۂ کاغذ پہ تل ہوا
اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجھے
سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

۵۶
پہر سامنے مصیبت سابق ہوی اے نسیم
پہر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا
۱۷

یہانتک اوج جنون مین مجہے کمال ہوا
خراش ناخن دیوانگے ہلال ہوا
عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
کہ آفتاب بہی اک نقطۂ جمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بہی اب وہ حال ہوا
دعا کو ہاتہ اوٹہے آپکو خیال ہوا
نہ گہورے مجہے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دلمین سمجہہ لو اگر ملال ہوا
فروغ زیست ہوا شمع کی صورت شمع
حیات بعد ہوے پہلے انتقال ہوا
خیال زلف اگر ہے تو دل کی خیر نہین
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
مرا فسانہ ہی مانند مژدۂ دشنام
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
نہین ہی حرص سے خالی کبہی مآل بشر
اوٹہا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا ہین جو موت کو نملا
بسان آخر روز و بشکل اول شام
ہر ہستگی کی ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
دراز ہی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہر
کہلا یہ عقدہ قدسبوس زلف سے ہمکو
کنار قبر سے لاشے نہ میرے مس نکیا
کہلا کہلا کے گھٹایا یہ سوز پنہان نے

شب فراق مین مرنا بہی کیون محال ہوا
وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
کہ بعد مرگ بہی مرزہ دور انفعال ہوا
جسے زمانے مین کہتے ہین دو رسال ہوا
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
گلو مین طوق گران صورت ہلال ہوا

٥٧ — ٩

بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہے
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

ہین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیری ای صنم
رات بہر دیکھا تماشا ہمنے برق و ابر کا
درد دل زخم جگر کو اسنے ایذا تہی مگر
زخم پڑ کر کہل گئے سینون پر اہل بزم کے
پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف

زخم کو ناخن سے چہیڑا درد دل جب کم ہوا
جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
میرے حق مین التفات انگبین بہی سم ہوا
آہ کے شعلونسے جب دود جگر باہم ہوا
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اوسکا غم ہوا
تہا جو شادی مرگ ہمنفس کو مرا ماتم ہوا
پہر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

٥٨ — ١١

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

خون ٹپک کر آنکھ سے پہر اشک تر پیدا ہوا
دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا

معدن لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا
ہر بدن کے ساتھ اوسکا ہمسفر پیدا ہوا

سر ترا دہا فلک پہ تیغ ابرو پڑ گئے
ماہ نو کا ہمکو ہے زخم جگر پیدا ہوا

ہو سمجھو نہ سمجھ کچھ آتی تعجب ہے مجھے
سنگ مقناطیس کا پایا ہیں اثر پیدا ہوا

جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیریں ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا
جانتے تھے جسکو ہم ہے کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتے ہیں پتھر ایکدم فرصت نہیں
وہ شجر دیوانہ ہے جسمیں ثمر پیدا ہوا

کچھ نہیں ثابت گمان تھے کیا ہیں کیا ہو جائینگے
آدمی ہستی سے اپنے بے خبر پیدا ہوا

خضر نے دی جستجو میں جو حملہ کچھ کم نہیں
بے کمر تو ہیں تو ہیں ہی بے جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس میں جان قید
یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا

۵۹ — پیس ڈالا آسیائے چرخ نے اوسکو نسیم
جب زمانے میں کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا — ۱۱

عاشقو ہم کون جیسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بھی میرے ضعف سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بیرحم کی منظور تھی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہیں رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد میں دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا
جب بہار آئی ہمیں خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اسکا بھی مثل یار ناممکن رہا
شوق اپنے دلکا آنکھوں سے نہان پیدا ہوا

واہ ری قسمت اہل دنیا ہوتیں مردہ پسند
اوٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہائی اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور
دیکھ لو ہر آسمان پہ آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال
جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف
آنکھ جب اوٹھی نگاہوں میں دھوان پیدا ہوا

۶۰ — روز اک آفت ہے سر پر اسکے شاید ہو نسیم
خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا — ۱۲

ہر حرف سے پیدا اثرِ جوش بلا تھا — نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا — ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا

عادت سے ہین واقف ہون مگر چوک گئے تم — راضی ہوے لپٹے سے یہ خدا جانے یہ کیا تھا

کیون جی وہی پھر ہر وہ خیالی کی سمائے — کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا

اب آئی تو آئے وہ تمنا نہین باقی — آتے شب ہجر نہین تو احسان قضا تھا

دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال — جس لفظ کو پڑھتی تھی تمہارا ہی گلا تھا

گرمی وہ دکھائی نفس سرد نے مجھکو — اولے کی طرح آنکھ مین ہر اشک جما تھا

شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے — کہتا ہون مجھی رنج مین کیا تمنے کہا تھا

نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت — تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا

آنسو کے ٹپکنے سے نہو کیون مجھے ماتم — مٹی مین ملا ہاے جو آنکھون مین پلا تھا

بیتاب ہوا یار تو سو بار رلایا — تکلیف کا باعث مجھے احسان دعا تھا

افشای محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک — آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

اب وہ دو جگر ہوکے نکلتا ہے دہن سے — وہ جوش جو برسون کے مرے سینے مین آتا تھا

کیا قوت بازو تھی رہی ہمت قاتل — دیکھا تو کسی کو بس گرد وہ سپہ آتا تھا

بخشا دم قسمت مجھی قسام ازل نے — وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا

ہیو جب تو خود رفتہ نہین ہوتے ہین لاکھون — یہ بھی وہی افسون ہے جو خادم پہ پڑا تھا

٧	سیکھا یہ نسیم اوسنے فریب ستم آمیز ہر زخم رولانے کے لیے میری ہنسا تھا	٦١

خلش نا آشنا گو ہر عدو تھا — مگر ہمکو خیال گفتگو تھا

مجھے حیرت ہے یہ کیا ہو گیا آج — ابھی کل تک مرے پہلو مین تو تھا

خفا ہو ہوکے دلمین رہ گئے کیون — تمہین کسکا خیال آبرو تھا

جدا تونے کیے کیون میرے اعضا
مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا
نچہوٹا آجتک دامن سے تیرے

ابھی کیا مین ہے لفظ آرزو تہا
کہ وہ گل تہا مگر محتاج بو تہا
یہ کیسا داغ تہا کسکا لہو تہا

٦٢	قصہ اپنی نظر کا تہا نسیم آہ	وگرنہ اوسکا جلوہ چارسو تہا	٨

کہل گئی پہر کڑی مجھکو وہ افسون یاد تہا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورونکو قید
کم نہ تہی زخم جگر کے ایکدم خندیدگی
مدتون تک اپنی محبسون سے بہی ڈرتا رہا
اس لیے مرتا ہون بہاتا ہی وہ مجھکو انفعال
جب قریب نخل آیا اوڑکے پہر پروازکی
خستگی اعضا نے دونوکو برابر کردیا

خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تہا
مین وہ صید خیرخواہ خاطر صیاد تہا
خاطر دشمن کیصورت بیسبب ہی شاد تہا
طائر جان حزین اک مرغ نوآزاد تہا
جو ترے خاطر مین ای ظالم یقین بیداد تہا
طائر خائف کیصورت آشیان برباد تہا
مین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تہا

٦٣	خاک گلزار جہان مین جی بہلتا ای نسیم دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تہا	١٠

بلبے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تہا
جب مین بیتابی سے گہبرایا تسلی اسنے کی
ولگی گہبراہٹ سی جب تڑپا شب فرقت مین
رات بہر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر
ہای مین نے تو بہت چاہا مگر ایجان جان
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بہر
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے
اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر

ای مرے درد جگر تو ہی مزاج یار تہا
مونس جان حزین شب بہر ترا اقرار تہا
تیرے در سے متصل اپنے لیے دیوار تہا
بیسبب آہین نہ تہین آخر کوئی بیمار تہا
مجھکو مرنا ہی شب غم مین ترا دیدار تہا
خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تہا
کیا نصیب دشمنان تو ہی کسیکا یار تہا
جی دہل جاتا ترا وہ حال پیرازار تہا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھو نمین جگہہ | پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا

٦٤ | صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے ای نسیم
اُف بھی ہم سے کھینے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا | ١٩

کب اس نسیم پہ مجھے آرمیدہ ہوتا تھا — ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہوتا تھا

اگر تھی دامن جانان کی آرزو ای دل — تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہوتا تھا

کسیکے چہرہ پہ ہوتا کسیکے دامن مین — مجھے بھی آنکہ کا اشک چکیدہ ہوتا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا — وہ ہاتہ ہون کہ جیسے نارسیدہ ہوتا تھا

بکمال بے ادبی سے یہ عرض کرتے ہین — ہمین سے ای قد جانان کشیدہ ہوتا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل — بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہوتا تھا

کبھی بھی میری دکھاتی بہار ان آنکھونکو — بشکل ابروی جانان خمیدہ ہوتا تھا

عجب نہ تھا کہ اوسے رحم کچہ نہ کچہ آتا — مری امید تجھے ابر دیدہ ہوتا تھا

نہ برگ وگل نہ ثمر سے پا کہ امین ہون — مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہوتا تھا

بہانہ موت کا تہا جسم درد جسکو ورنہ — ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہوتا تھا

امید راحت آغوش یار تھی جو مجھے — بصورت دل عاشق تپیدہ ہوتا تھا

بکمال ربط مین ہوتے ہین سیکڑون باتین — نہ اسقدر تمہین ہمسے کشیدہ ہوتا تھا

زمان قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو — نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہوتا تھا

خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکہ سے آنسو — یہ ابر عشق ہے اِسکو چکیدہ ہوتا تھا

یقین تھا کہ وہ دلمین بکمال خوش ہوتے — کچہ اور چاک جگر کو دریدہ ہوتا تھا

وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب — درون قلب مین جسکو تپیدہ ہوتا تھا

ترا جمال بنا مین کبھی کبھی احسان — غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہوتا تھا

بہار صحبت رندانہ بھاتی اے واعظ — تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہوتا تھا

۶۵ — ۱۵

کھلے اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس
نہ سمجھے دہر سے ہمدم آرمیدہ ہونا تھا

لب بستگی سے لطف عروسی سخن میں تھا — مثل زبان کلام حجاب دہن میں تھا

جبتک کہ تھا خیال رہا دل میں یار کے — ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن میں تھا

مانند روزگار بدلتا رہا ہوں رنگ — صحرا میں سبزہ تھا تو گل ترچمن میں تھا

مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی — جبتک کہ دردمیری حجاب بدن میں تھا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز — راحت سفر میں ہے نہ تحمل وطن میں تھا

بیہوشیاں نصیب رہیں سامعین کو — کیف شراب ناب بھری ہر سخن میں تھا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا مقام — وہ ذکر ہوں جو شبکو تری انجمن میں تھا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا اسے — دشنام بن کے یار میں تیری دہن میں تھا

دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ — اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن میں تھا

دل اوسکو جانتا ہے زبانسے میں کیا کہوں — جو کچھ مزا فراق کے رنج و محن میں تھا

جلتا رہا ہوں رشک عدو سے تمام رات — میں مثل شمع شب کو تری انجمن میں تھا

گر تھی حلب میں آئنہ رو کی تیری دھوم — شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن میں تھا

بیوجہ اوسنے پاؤں نہیں ہاتھ سے چھوئے — اوس بت خیال اور دل برہمن میں تھا

کیوں آتش غضب سے جلایا کہ باغبان — دو دن کو آشیانہ بلبل چمن میں تھا

۶۶ — ۱۰

کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم
میں تو خیال دلبر گل پیرہن میں تھا

بعد از فراغ روح بھی قید عدو میں تھا — میں صورت نوالہ لحد کے گلو میں تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو میں تھا — خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو میں تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اولجھ گئے — بل مثل موئے زلف جو تار رفو میں تھا

بادہ کو ہی عروس ہے ساقی کہ رات بہر
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہے
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہے
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد
تھا گو کہ ایک نقطہ تھا ہزار شکر
مطلب کی بات کہہ نسکے افسوس ات بہر

ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
یہ مدعا وہ ہی جو ترے گفتگو مین تھا
آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تھا
مانند دست یار رسائی عدو مین تھا
آہنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
معنی بھی منہ چھپائے ہوئے گفتگو مین تھا

۶۷	منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم مانند غنچہ پردۂ رنگ و بو مین تھا	۷

کچھ خون مین ترے نظر تھا کہ نہین تھا
دو دور بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین
دو بوسے تو دیتے جو نہ سکتے تھے دس پانچ
اسد رجہ ستم عاشق بیچارہ پہ ایجان
کیون دیکھ لیا جا کے ہوئی اتنی تسلی
لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کیسے

کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا
کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا
آخر تمہین کچھ مد نظر تھا کہ نہین تھا
کچھ بھی تمہین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا
بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا
پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا

۶۸	بھولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا	۹

لو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا
بیشتر بینے خس و خاک سے آنسو پونچھے
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا
منہ چھپائے ہوئے سینے سے جو شعلہ نکلا
دل سے آتی تھین جو بوئین ہوس وہ کی

دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا
اڑ کے جو چہرے پہ آیا وہ سر دامن سمجھا
آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجھا
مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا
رخنۂ سینہ کو مین روزن مدفن سمجھا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا یہ ظالم
آئنہ پھینک دیا ہاتہ مین ناگن سمجھا

مدتون خون نے مری پرورش خنجر کی
ہای اسیر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

۶۹ — جا بجا خون کے دہبے نظر آئے جو تسنیم
گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا — ۱۱

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے
ڈہونڈتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتونسے موت کی
اتنو تیرا بھی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکھین ملین مین نے ہجوم شوق مین
پاؤنسے اوس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتین کرو
مرگیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھون سے اوکیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو
ہاے عرض شوق سے بھی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مین اونسے لپٹا ازدیاد شوق مین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملے ہمنے بھی دل بہلالیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونو ہو گئے
ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

۷۰ — عالم پیری مبارکباد مدفن ہے تسنیم
ولولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا — ۸

کب مین فارغ قید وحشت سی لڑکپن مین رہا
پاؤن مین زنجیر سینے طوق گردن مین رہا

دل پریشان تہا سو آنسو بھی پریشان ہوگئے
ایک ٹہیرا آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا
ایکدم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکے
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گھٹتے گھٹتے تن بسان رشتۂ باریک تہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہیں | بعد صیقل ہو رہے ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے | فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

٧١

ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم
انتہا کا بھی مزا آغوش مدفن مین رہا

١١

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا | مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون با قدر بیقدر | وہ گوہر ہون کہ کھو یا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام | عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا
سرشک چشم کو تے آبلہ تھا | جو نشتر نوک مژگان سے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح | گلے سے مجھکو خنجر نے لگایا
نہ اوٹھا کرکے آنسو کیطرح سے | عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار | جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا
مزا جوشش محبت سے یہ بخشا | گلہ بھی شکر ہوکر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور | خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئے درد دل ہے | کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اوٹھایا

٧٢

نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

٢٠

کب بیان مین خلش غیر سے دل شاد آیا | ساتھ قالب کے مرے سایۂ ہمزاد آیا
حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا | آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا
صدمہ قید تعلق جو مجھے یاد آیا | الف وصل کے مانند مین آزاد آیا
موج می جام و صراحی مین نہ ٹھیری دم بھر | تیری آنکھون مین جو رہنے کا مزا یاد آیا
دم نہ خم سی ہنس ہنس کے نکل جای گی روح | گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
ایک نے بھی نہ سنا روز جزا اوس سو
دوست کیا تو نے تو دشمن بھی سمجھوا ای چرخ
گلہ یار میں مصروف ہوئی ہیں سخن
بن پڑی غفلت کہ رقیبوں کے گلے سے کچھ کچھ
تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
روح قالب میں نہ ٹھیری کہ ہوا غیر کا دخل
مردہ و زندہ و زمین سے نہیں باہر کوئی
خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہیں
کر دیا اوس نگہ مست نے مجکو غافل
جب اشنڈتا ہی مری سینہ سوز الفت ہوا
صورت جام ہوں آغوش کشادہ ہر وقت
بدمزاجی نکر اسد رجہ دم مرگ ادی نج
ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھے

کوئی طعنہ تو نہ تھا میں جو تجھے یاد آیا
شکوہ یار جو بنکر مرے فریاد آیا
اب وہ دہڑکا نہ رہا دل میں کہ صیاد آیا
کیا فلک پر بھی کوئی عالم ایجاد آیا
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا
میں نے سمجھا ملک الموت کو فریاد آیا
رشک تھا جسم میں کیوں نشتر فصاد آیا
ایک آغوش میں کیا مجمع اجساد آیا
نہ ڈرو لب پہ اگر شکوہ بیداد آیا
آج آنکھوں میں مرے خواب خداداد آیا
آسمان اوسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
دھیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا
تجربہ میں بھی کیا اوسنے خاطر ناشاد آیا
اپنے مرجانے پہ احسان قضا یاد آیا

۴۳	نذر کیا دیکھیے اوس قاتل عالم کو نسیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۱۹

ہوئیں جب بند آنکھیں تجھ پہ پرسش کا یقین آیا
اوٹھی شعلہ درون سینہ سے تعظیم فرقت میں
تڑپ کر رات کاٹی ہی مگر افسوس وہ ظالم
وہ تھا محروم راحت میں وہ مقبول جفا تھا میں
نپایا کوئی مجھ سا بی زبان شائستہ یادی میں

ہوئی بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا
کہ ایذا ڈہونڈہنی کو جو کوئی آیا ہمیں آیا
کہ تا صبح سرزنش کرنے کو جب آیا ہمیں آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنے تو بیدی محبت سے
تمہین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھیجے پاس دین آیا

ملا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا

خدائی انکے مینے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہوا صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکھانے کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جا کی آبادی یہ ویرانہ ہوا او غافل
ہوا اک روز راہی اسکا نمین جب بکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہے جہان سے جانے والونکو
وہی کچھ لیگیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب اے نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا پاس لب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو گیا وہ کوچہ مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہے اس سے اے ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست سے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

بہار آئی فصل گل اٹھکھیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ہے تیرا سودا اے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یہان نکتہ چین آیا

٧٠	نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح مین پڑھیے کہ اب تک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	٧١

غرض کیا مے سے پھر ساقی جو وہ میکش نہین آیا
پھپھولے ڈالنے کو دلمین آب آتشین آیا

فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اوٹھے دل سے جو تیرا ذکر چشم سرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے
جسے بالای زین دیکھا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ مرغ روح اوڑ کر آشیا تک پھر نہین آیا

ابھی سے فکر کر انجام مین آغاز عقبےٰ کے
کہ پھر افسوس ہے بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین دیکھا آج تجکو یار دیرینہ
کہان تھا کس طرف سے ایدل اندوہگین آیا

ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
مگر کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ غیبت ہی تری صیاد افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی یہین کرنے نشین آیا

اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
کہ جاتا تہا کہین وہ اور گہبرا کے یہین آیا

زبان تیغ دل ہرگز بنا یا اوسکے سینے مین
ہدف تیر نظر کا ہوکے جو آہوی چین آیا

ہمین تک اوپری دیوانگی کی یادگاری تہی
ہمارے بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو ہی پسند آتا ہی جہک جانا
خم شمشیر قاتل دیکہ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونو عالم ہین
تمنا ہین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بہر بہی نہ ٹہرا ہی کسی کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجہ لینگے قیامت کو نظر ہی اوسکی رحمت پر
لگا یا جام ہی منہ سے بغل مین مہ جبین آیا

دعا مستونکی بر آئی اونڈیلی تونے مے ساقی
غنیمت ہی سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہی
کہ پہر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کہی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کونسا دن تہا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت ہی کہ جسپر آنکہ ڈالی روح گہبرائی
اجل مشتاق ہی قاتل کے آگے سہمگین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائے سے بگڑتی ہی
صفائی پہر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

۵۵	نسیم ایسی غزل لکہی کرامت جس سے پیدا ہی ہوی شرمندہ حاسد منکرونکو اب یقین آیا	۱۱

مجکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا موے کمر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوۂ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنے وہ رونا تیرا
مجکو ہنگام سفر یاد آیا

کہینچ لائے کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیون لگادی ہی جہڑی برسون کی
کیا تجہے دیدۂ تر یاد آیا

خلد میں جا کے نہ ٹھیرا ادھر پھر	اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر	تھا فراموش مگر یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیری	بات تک کی نہیں گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت	پھر کوے رشک قمر یاد آیا
ہے رخصت طلبی کا باعث	کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

۷۶	یہ بھی پھر نظر آتی ہے نسیم طرۂ زلف دو سر یاد آیا	۱۲

پہلو نکالیں وہ پیش جو سامان نظر آیا	تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا میں اوسے عاشق دیوانہ تمہارا	جو کوئی یہاں چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے	دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند	یہاں دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہیں ورنہ کہیں صورت دیوار	گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزایش وحشت سے سیا حال یہ برسوں	جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل میں آرام بہے لازم	ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو میں تمہاری	پہلو میں پریشان کے پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہے طرۂ گیسو	جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح	ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد	کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

۷۷	افسوس نسیم جگر افگار محبت پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا	۷

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا ہالو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تہا کبھی جلاد کے صدقے
ای یار جدھر آنکھ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت مین مرے دیدہ پر آب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجہا مین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا

قاتل اوب فیح سکھایا کیا ہر روز
ہر سون مرا سینہ ترازو نظر آیا

سرمے کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا
اک ناوک مژگان پس آہو نظر آیا

۶۸ | ولہ | ۷

گلے مین بخت کی اونکا بھی کچھ قصا نکل آیا
ہوی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا

ہین اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو اسکو
بہار غصے مین گھر سے شوخ بے پردا نکل آیا

ندامت جو ہوی وین گالیان فسانہ گو اونکو
وہ سنتے تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

کسیکا گھر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم
گہر کتنا کس لیے ہی چھو لگا اسجا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی
وہ اپنے ولین دشمن کے صدا اچھا نکل آیا

جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمہارے عکس عارض کے
کنول اسپے ولونکے رنگ غنچہ لگا نکل آیا

۶۹

نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لایا
گلے مل اہل کے روتے حوصلہ دلکا نکل آیا

۱۲

قلق سے دم لبو نپر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آئنہ کی دید بازی نے
دل عاشق ہی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے
وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و تانا اترا او
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاک دامن لوث دنیا سے
برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو

خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت
برا ہی جان جاں دل توڑنا امیدواروں کا

نہیں کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب
گر پڑے جاتے ہیں شمشاد و صنوبر فرط تغیر سے

اور بچہ کر بگیا جو وادی پرخار میں آیا
نکل کر اس ورا ہر سے یہیں کوئی زمین آیا

خبر تو بھیجی کہ بال آئینہ رخسار میں آیا
خلاف وضع ہرگز فرق کچھ اقرار میں آیا

بنے کا محتسب گر صحبت میخوار میں آیا
الٰہی کونسا سرو رواں گلزار میں آیا

۱۵	وله	۸۰

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
ملا کیا اور رونے سے بگر اشک

مزا بخشا تری صید افگنی نے
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا

دم خلقت جو ہستی پر نظر کی
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر

زمانے میں زبان یار تھا میں
کہاں خون ریز عالم اور ایسا

تھا کچھ زلف برہم اپنے جنون میں
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے

دم مستی نہالان چمن کو
ٹھہرا سے حسرت دل اور تجکو

اثر زا تھا وہ حال وحشت دل
وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے

گریبان کفن تک چاک پایا
حباب دیدہ نمناک پایا

کمر کر گوشہ فتراک پایا
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا

بشر کو ایک مشت خاک پایا
نہایت آپ کو چالاک پایا

کہ جب پایا مجھے بیباک پایا
غنیمت تجکو او سفاک پایا

جو یون ہر تار دامن چاک پایا
کہ اسنے جلوہ حکاک پایا

بہت تاکا تو نخل تاک پایا
انیس خاطر غمناک پایا

قلم کے بھی جگر کو چاک پایا
ہما نے استخوان کو خاک پایا

۸۱	محبت مین نسیم دہلوے کو غلام سرور لولاک پایا	۱۴

یقین کو اپنے یا عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا
تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہی سینہ عاشق مین انے سے
جناب عشق نے لوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آہی وجو نکی کشاکش سے
نہین خالی مشقت سے کبھی ست اجل پایا

دغم ہی رنج اوٹھانیکا نہ کھٹکا ہی جگانے کا
نہایت بے تردد آنکھ نے خواب اجل پایا

دم طفلی سے جانین سکڑون قربان ہوتی ہین
تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین ہے وہ سے جنکو قسمت پیچ ہی ہی
ہمیشہ طرہ ہی زلف میں شانی نے بل پایا

اسکی مہربانی سے تکلیفین اوٹھاتے ہین
دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا

پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا
ہمیشہ روحکو عاشق کی مشتاق اجل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی
کہ جان نے تن کو تن نے جانکو عریان ازل پایا

سفر صحبت ناجنس سے تو قیر گھٹتی ہے
ملی جب نقرہ و مس سے نسیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی
فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
کسیکو آج حاصل ہے کسی نے رہ کے کل پایا

الٰہی روز سیہ جاتی ہو مین وہ فتنہ عالم
مزا بوسونکا ہمنے آج بے رد و بدل پایا

۸۲	نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو زمین شعر مین جسپر ہر سے ہمنے عمل پایا	۱۶

جہانین نقص جبر لیسے مفر ظالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہو تو مکین ہوتے ہین انس خود غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایکصورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
مری آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دن کی تسلسل مین ۔۔۔ بشکل عاشق و معشوق دونو نکو بہم پایا
کہلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے ۔۔۔ او سے بالا ہی سر رکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی ۔۔۔ مین وہ ذرا سر پہ لینے کو جسے تیر ستم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ۔۔۔ ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
ہزارون منتین کین پر خلاف اوسکے نہین کیا ۔۔۔ تمہاری ہٹ کو بھی ایجان جان ہمتو قسم پایا
جہان سینے مین دل ہر آرزو بھی ساتھ ہی اوسکے ۔۔۔ ہمیشہ دو لبونکی طرح دونو کو بہم پایا
جہکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجونکو ۔۔۔ سدا اپنی سر مضمونکو پا بوس رقم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئینگے ۔۔۔ کہ گردش کو مری مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے ۔۔۔ کہ جب بیٹھے ابھی دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روحکو حاصل ۔۔۔ ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے ۔۔۔ ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

۶	نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلو سے صنم پایا	۸۳

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا ۔۔۔ نہ مدفن بھی میسر کے لیے ہمنے وطن پایا
نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دل افسردہ کی باعث ۔۔۔ نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف افزا چمن پایا
بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے ۔۔۔ یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا
پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی ۔۔۔ نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت از وطن پایا
ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے ۔۔۔ تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

۷	نسیم ابتک وہی خم دم ہین پیری مین جوانی کے کسی دن بھی ہمنے کم تمہارا بانکپن پایا	۸۴

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا ۔۔۔ نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا

پھر دردِ اسقدر تھی مری داستان غم — دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا

احسان بڑا یہ تونے کیا ہمپہ اے صبا — اک مشت خاک تھی سو اوسی بھی اوڑا دیا

سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبوں سے جلا دیا

ہین عندلیب نالہ کی زور ونہ چھپے — داغوں نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

۸۵	گم گشتگی نصیب کے دیکھو تو اے نسیم قاتل نے یاد کرکے مجھے پھر بھولا دیا	۱۵

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا — خوب کیا آپ نے اچھا کیا

آج جیا آنکھ کے کچھ اور رہے — چاہنے والا کوئے پیدا کیا

ہائے رے پیمان شکنی کے مزے — جب ہین گیا وعدہ فردا کیا

کچھ تو کہینے انہین سمجھا دیا — ہم جو گئے آج تو پردا کیا

گو کہ نہ تھا میری طرف منہ مگر — ترچھی نگاہون سے وہ دیکھا کیا

آہ کے تقصیر نہین ہے مگر — بے اثری نے مجھے رسوا کیا

کہہ کے لے آتے ہین تمہین ہوشیار — یہ نہ کیا ہمنے تو پھر کیا کیا

موت کے صدقے کہ یہ کہتی تھی وہ — آج نہ اوسنے کو سے پھیرا کیا

آپکی احسان کی تعریف سے — سینے اگر شکوہ اعدا کیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تمنے تو خود آپکو رسوا کیا

قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین — کیا کہون کیا آپکو سمجھا کیا

مینے تو ایکجان جہان جان دی — تمنے ادا حق وفا کیا کیا

پھر وہ نہائے عرق شرم مین — کسنے مرے عشق کا چرچا کیا

مین دل صد چاک کا کہتا تھا حال — شانہ عبث زلف سے اولجھا کیا

١٧	اوسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم مجھسے مرے شوق نے کیا کیا کیا	٨٦

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا — نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون — نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری — ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
نہ دو مجھکو مبارکباد بے سود — تری تقدیر والون کا بہلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی — بہلا ہمنے قصور ایسا کیا کیا
کب اوس کوچے مین ٹھیریگی مری خاک — نہوگا کوئی احسان ہوا کیا
امید اوس سے غلط سمجھا یہ او دل — ستمگر سے تمناے وفا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اونکو یہ مشکل — نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو — ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
یہ کبتک پارسائی عاشقون سے — محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل — مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم — کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے — وہ ہین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گرہے نوجوانی — رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کہان ہی درد دل مین جو کھوہے — مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی — تعجب ہی یہ مجھکو ہوگیا کیا

٩	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا	٨٧

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا — مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتے تھے کہ مین راضی ہوا
منہ وہ کہاتے کی مجہے فریاد کیا

راحتین ہونگی نصیب دشمنان
مجہہ احسان مبارکباد کیا

کس ستم سے تیرے پہیرا ہمنے منہ
کہہ رہا ہے او ستم ایجاد کیا

قتل بہی کرتا نہین اتنا تو کہہ
آرزو ہے تجکو او جلاد کیا

جا ہتے تے جنکو او نکی تو خبر
پہر رہے ہو اپنے گہر مین شاد کیا

ہاے وہ حسرت جو میرے دلمین ہے
اونکی پرسش او ستم ایجاد کیا

یہ وہ لذت ہے کہ جو آتے نہ یاد
بہول جا ئینگے تری بیداد کیا

۸۸	لکہہ بطرز خود غزل کوئی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	۷

وہ نہین ہمکو نہ ہوگے یاد کیا
ایسے ملنے کی مبارکباد کیا

کچہہ اثر مجہہ مین نہ میرے شور مین
ہاے مین کیا اور مری فریاد کیا

بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف
تم بہلا مجکو کروگے شاد کیا

مین ابہی راضی نہین ہان او رہبی
کچہہ نہی کہاتین نہین ہین یاد کیا

دل دہڑکتا ہے تامل سے تری
سوچتا ہے جی مین او جلاد کیا

چاٹتا تہا تیغ خون آلود کو
تہا حریص لذت بیداد کیا

۸۹	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہوگے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	۱۹

ای مرگ دیکہتی ہے نہین بار بار کیا
سینے کے زخم بہی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ روکیطرح اختیار کیا
ای جان امید وعدہ پی اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بہی نکر سکا
لپٹے ہوے ہین صبح امن لیل و نہار کیا

آنکہین کہلی ہوئی ہین جہپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بہی ہے شب انتظار کیا

بھرے ہو تم ہی ناصح نافہم کیطرح
مانے نہ بات مرگ سے کیونکر کرون سوال
کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد
رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پرخراش
سائل ہون ایک بوسیکا دو چار کا نہین
انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
بتیا ہوئے نکے نازاو ٹھائے ہین رات بھر
ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہوئین
نیلی سے دیدے اک کفنی دود آہ کی
چکر مین ہر نصیب تو گردش مین آرزو
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
مانند روح قید تعلق سے عار ہی

جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا
تلوے کھجاے گی خلش نوک خار کیا
معشوق آبلہ ہے کوی نوک خار کیا
ہین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
ای روح پوشش بدن سوگوار کیا
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا
کم ہو سکیگا مشغلۂ انتشار کیا
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۱۷	بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندلون نسیم دیکھین جہانکا گلشن ناپائیدار کیا	۹۰

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
مانع ہوی حنا ہی قدم گل خرام کی

اور مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
اید وست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
بدلا ہر ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شور رہین تھے حسن ملیح کے
اے دوست یہ رہے گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجھا سے کوئی دوست نہین دوستانہ کیا

پیری کے دکھاتا ہی چالاکیون کے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
کھینچے گا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی بھی ہوس ہی محبت ہی خال کے
لاتے گا اپنے دام مین ہمکو بہ دانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجھے
خالی پڑا رہے گا یون ہی آستانہ کیا

مقتل مین ہی اجازت جاروب ہے قتل
قاتل بگڑ پڑے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی رہین جو آس
نظارہ سوی سینہ صد چاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
استاد رخ بدل کے اوڑایا نشانہ کیا

خط نا تمام سائل رخصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

۱۵	کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا	۹۱

وہ منائینگے احبا اونکو سمجھائینگے کیا
پہلی ہی قسمت لئے ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا

وائے قسمت کہ رہی ہین دور ہی سے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لے تاثیر اونکی بھی فراق یار مین
نالے جو شرمندہ ہین منہ تک ہی آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوتین جو ہم
ہات تو کھنچا نہین ہے پانو پھیلائینگے کیا

اونکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہو لحاظ
منہ تو دکھلاتی نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رسوائیون سے مجال
اور پھر اسطرح سی عاشق ہو جائینگے کیا

کب توقع ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان ہی کھوتی تو ہم پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر بون مین پہول مرجھائینگے کیا

سیر بکف پھرتے ہین ہارت سی امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دہمکائینگے کیا

اِدا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان بہی مجکو بہلا بہائینگے کیا

رہ گئی ہین لوٹ کر شانی ہین گیسو کی جو بال
اُنسے مردہ ہین یہ دوست لہرائینگے کیا

جو وفے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کہائینگے کیا

کسطرح بہلائین گے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بہی تمہاری شکل بنجائینگے کیا

گہورتا ہی یہ او نہین وہ میل کرتا ہی ادہر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

۹۲	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم عاشقون کو دیکہنے بہی اپنی ترسائینگے کیا	۹

اضطراب دل مرا آخر مزا دکہلا گیا
اپنی بیتابی کے ہین صدقے او رحم آگیا

ہای قسمت نقتونسے میری راضی تہی مگر
کچہ لحاظ پاک دامانی او نہین سمجہا گیا

دیکہکر خنجر بکف مجکو امید مرگ مین
ہنسکے فرمانی لگے مرنا تجہے بہی آگیا

کیا کہون دیکہو وہی کس کس نے جوش شوق مین
تیری صورت بنکی جو آیا مجہے ترسا گیا

دیکہی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا
ذی مروت تہا نہایت درد الفت آگیا

کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے
سامنے آنکہونکے اک دود جگر سا چہا گیا

تو نے اتنا ہی نہ پوچہا کی سبب بارش ہی کیون
مدتون تک ابر گریہ روز منہ پر سا گیا

ایک بوسہ بہی نہین اچہی طرح لینے دیا
بولے جہنجلا کر اجی بس دم مرا گہبرا گیا

۹۳	دیکہیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی لقمی مین غم سارا کلیجا کہا گیا	٥

خندہ کیون لب پر تری او محو بیداد آگیا
کیا تجہی کوئی ستم بہولا ہوا یاد آگیا

شوخی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے
سوی گل دیکہا نہ تہا ہمنے کہ صیاد آگیا

وصل کی شب تا سحر لو بہی تبسم ہی لیے
ہجر مین منہ چہپنے کو جوش فریاد آگیا

وے مبارکباد آزادی اسیرونکو اجل ۔ پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا
رک گیا ساقی کا جی رندونکو جہڑسے ہین اداس ۔ دیکھہ تو محفل مین تیرے کون ناشاد آگیا
ہاے بھیجا ہے رقیبون کو عیادت کیلیے ۔ ہچکی تیرے رحم مین بھی لطف بیداد آگیا

۹۴ — دیدکے قابل ہے اوسکی ناامیدی اے نسیم
ہاے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا — ۱۳

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا ۔ پرورش پا پا گیا جو زیر دامن آگیا
دور ہی سے آخر کھینچ اسنے تیغ قتل ۔ دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلودہ ہی پیرہن بلبل قریب ۔ اور بھی رنگینیون پر آب تو دامن آگیا
کونسا یہ خاکسار آتا ہے دیکھو شہسوار ۔ اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش ۔ کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر ۔ میری آنکھونکو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق ۔ دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا
توڑ کر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے ۔ بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے ۔ گرد تو مین خار کے پیراہن تن آگیا
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی ۔ مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون ۔ کچھ غرض رکھتا نہین کسوی گلشن آگیا
صورت سوزن بناکر بخیہ گر کے ہاتھ مین ۔ بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
اے فلک شاید گمان خندہ اسپر ہی ہوا ۔ جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

۹۵ — آج راحت پاے احسان اجل سے اے نسیم
فاتحہ پڑھنے محمد یار بدظن آگیا — ۱۰

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا ۔ اف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان — دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اوتر گیا

اللہ رے سیاہی شام شب فراق — مجھسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا ہی پاس رضا آ گیا مجھے — منکر ہوے وہ قتل سے مین ہی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین — اے میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا بجا — تا جیب طول چاک قبائے سحر گیا

اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار — کوئی ذبح کوئی طپان کوئی مر گیا

اب دست احتیاج اوٹھانی سے فائدہ — برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا — افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۹۶ — سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم
طے جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا — ۱۵

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا — کچھ آپکا مزاج نہ تھا جو بدل گیا

خالق کو تھی پسند جو برگشتگی مری — تپلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جای خون دہان جراحت مین ہے پیپ — کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین — پیدا ہی ہوتے آنکھ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑھ ہی گیا کیا خمیدگی — دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہی آجکل — ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

پھبتی سنائی یار نے آتے ہلال عید — ملنے کو جھک کے مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب — اچھا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبھل گیا

بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوے ہین تلخ — بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہے — کس وزن تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو — اس چرخ پیر کا نہ جوا نو سے بل گیا

پھر کہدیا کچھ اوس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دلون مریض محبت سنبھل گیا
تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو مرا جی دہل گیا
صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین
قسمت کو کیا کرین گئے آگو دل بہل گیا

٩٧	مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا	١١

ٹھیرے اوکھڑ کے سانس صبح او وقت ٹل گیا
سنت کچھ اور یان کہ مین پھر سنبھل گیا
شانے کی راستی یہ بھی کیا شامی گی
ہم بندگی کرینگے جو زلفنے بل گیا
دوڑو خدا کیواسطے دیکھو تو کیا ہوا
کہتا ہی کوئی ہاے کلیجا نکل گیا
کیون لا ہی دوست اسکو عیادت کیواسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر لگائیگا پھاہی کہان کہان
اے چارہ گر تمام کلیجا ہی پھل گیا
جھوٹے تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آ ترے مریض کا منکا بھی ڈھل گیا
افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہی بلاسے جو ویسا نہین ہی دل
زاہد بشکل شیشہ ہی کیون آ ابل گیا
افسوس ہم جہانسے بے آرزو چلے
لو وہ بھی آ کے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو آنکھ جھپکی کچھ نکہ سکا
واعظ کا بھی قدم نجا لو پھسل گیا

٩٨	سامان سفر کی ساتھ ہین ہر وقت ای نسیم کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا	١٢

ہیبت سے مرغ روح بدنسے نکل گیا
تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اس لیے
اک ایک استخوان مری تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز نالہ ہی آتش بجز نہ تھے
شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا

بخشی وہ رازِ ہستی وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جا ہی حسن سبزۂ نوخیز سے نمود
آب حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا پا کے ہٹکنا
دولہا کا اشتیاق دولہن سے نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبوں کو دی
گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا

تن کاہش فراق سے مثل خیال تھا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر میری سہی قد کے روبرو
بل بے راستی کا سرو چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوئے یار نے
سودا دماغ مشک ختن سے نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سے
مدت کے بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نہیں وہ اذیتیں
میں منہ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا

۱۳	بالغ ہوئے نہ کچھ سپر آسمان نسیم ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۹۹

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب میں وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہیں
ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہاں ہیں گواہ ہوں
رہ کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامان انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مرادِ دلی ملے
مردوں کا کام صحبت زن سے نکل گیا

زلفیں ہٹا کے بوسۂ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

اے دل ہزار حیف جو مقتل سے پاٹے
وہ سور پھر نہیں ہو جو رن سے نکل گیا

دامن تک اشک آ کے نہ جائیں گے آنکھ میں
پھرتا نہیں گہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر تھا لب و دندان یار نے
گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا

رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک
توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا

افسون دلفریب سے ہم آشنا نہ تھے
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

۱۰۰
کس دہوم کی پڑھی ہے غزل آپنے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا
۱۱

دل لگے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا
کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا

تمنے فرصت پائی گر بیٹھے طبیب
مر گیا بیمار اچھا ہو گیا

کر چکا تہا کام افسون رقیب
آج ہمسے اوسنے پرچا ہو گیا

اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی
مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا

ہائے بیتابی نے میری کیا کیا
حال سب اونپر ہویدا ہو گیا

ایک ظالم پر طبیعت آگئے
پھر وہی اب حال میرا ہو گیا

شکر ہے پیدا کیا خالق نے جسم
روح کا بچھڑونکو پرچا ہو گیا

کہل گئے زخمون کے منہ اچہا ہوا
درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا

تو ہی چل اے روح جوش شوق ہے
خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا

وقت بد کچھ پوچھ کر آتا نہین
ہنستے ہنستے اوسسے جھگڑا ہو گیا

۱۰۱
حال کیون ابتر ہے اسدرجہ نسیم
سچ کہو دل کسپہ شیدا ہو گیا
۱۰

مجکو سمجھاتا تہا یا تو آپ شیدا ہو گیا
مین تو دیوانہ تہا ناصح تجھے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے
میرے لاشے پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا

مین نہ کہتا تہا نہ دیکھو آئنہ اچہا نہین
صدقے جاؤن جان میرا سا تمہارا ہو گیا

اب تو افسانے کی سیر ہر طرف اک دہوم ہے
مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہے دنیا سے اوٹہا آج سیدا آپکا
جان دنیا ہی مرض و اسے کو اچہا ہو گیا

دشمنی کی مجھسے میرے از دیاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پیدا ہو گیا

سو گئے اوسکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا

کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تہا
کیون جی تم ہی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا

یہ فکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

١٠٢ | پھر وہی دہومین پڑین وحشت کی پہری ای نسیم
پھر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہو گیا | ١٢

تیرے بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا
تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا

شام مرقد چاندنی تہی تیرے رخکو دیکہ کے
چاند پہر اسامنے آیا اوجالا ہو گیا

وہ سخی تہا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان
گوشت باقی تہا سو مرقد کا نوالا ہو گیا

حلقہ رخ زلف تہی تہا نور رخ کا گرد زلف
ہالہ مہ شب ہوی مہ شب کا ہالا ہو گیا

اوس گل کو زندگی تہی زہر موذی کو ہوئی
سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چہالا ہو گیا

ساغر امید بن جاتی ہے انسانکی دعا
ہاتہ جب سوے فلک اوٹہا پیالا ہو گیا

دل مشبک ہو تو سینہ ہر طرف سی ہو شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہو گیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیرے زلف سے
موتیونکا گردن افعی مین مالا ہو گیا

مر گئے تیغ نگاہ یار سے جہگڑا مٹا
چین برسون کا ہوا دم بہر کسالا ہو گیا

انتظار سنگدل مین سنگ سے بہر آنکہ سے
تا بدامن اشک آتے آتے ژالا ہو گیا

بہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجہے
زخم خشکی پر نہ آیا تہا کہ آلا ہو گیا

١٠٣ | ناسخ مغفور تہا استاد یکتا ای نسیم
لکھنو والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا | ١١

جان بلب ہون جیسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا
حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کے نظارہ مین بھی
جو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہوگیا

صدمے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہوگیا

بے ہوا اوڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ ہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگون کا مدفن ہوگیا

ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیب دامن ہوگیا

وہ توقع تجھ سے برآئی جو مجھکو اوس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا آشناے آغوش آہن ہوگیا

پڑھ کے شعر اب جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتی ہین
بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہوگیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہو گیا

۱۰۴	سر اوٹھانے کی کہان طاقت لب مرقد نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا	۹

لو فراغت ہوگئی کیسا سبک جان ہوگیا
چاک دامن ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا

عشق مین زلف و رخ دلدار بے تمثال کی
کوئی ہندو ہوگیا کوئی مسلمان ہوگیا

گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کالبد تن
ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہوگیا

آنکھین دکھلاتے ہین مثل پاسبان منکر نکیر
کنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہوگیا

کی گہر ریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہوگیا

حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
داغ میرا داغ سے مہر درخشان ہوگیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہای آہ دل
ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہوگیا

ناتوانی نے یہانتک آج کل تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہوگیا

۱۰۵	کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہوگیا	۹

التماس شکر مین دل رہ گیا
سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا

رحم آیا ناتوانی پر مرے
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا

تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
بات میری رہ گئی دل رہ گیا

صلح کی امید پھر کل پر گئی
سہل ہو کر کارِ مشکل رہ گیا

تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
اے اجل دیدار قاتل رہ گیا

کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
دل مین ارمان عنادل رہ گیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
آئنہ ہو کر مقابل رہ گیا

غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے
رہ گیا جو امرِ مشکل رہ گیا

۱۰۶ | پھر طبیعت اپنی گھبرائے نسیم
امتحان فکرِ کامل رہ گیا | ۱۰

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہ گیا

صیدِ لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہین مرنیکے قابل رہ گیا

اے اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہ گیا

وا ہی قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد
تشنۂ آب دمِ شمشیر بسمل رہ گیا

جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکو
آئنہ میں طرح اونکے مقابل رہ گیا

سخت جانی نے مری کیا کیا دکھائی وقت ذبح
گر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہ گیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شورِ عنادل رہ گیا

سایہ افگن کاکل پیچان ہے روی صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہو کر ماہ کامل رہ گیا

دی نہ فرصت ہجر کی اضطراب صبح نے
دل مین پروانے کے سوزِ شمع محفل رہ گیا

۱۰۷ | سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر
اے نسیم افسوس ہے دیدارِ قاتل رہ گیا | ۱۴۰

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان ہوگیا
کچھ مجھے حسرت رہی کچھ انکو ارمان رہگیا

ناتوانی نے جو دھڑکے ناامیدی کے دیے
سوے دامن دیکھکر چاک گریبان رہگیا

موت سے مہلت نہ پائی شوق نے رخصت نہ دے
پانو پھیلا کر ترے کوچے مین مہمان ہوگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سے
میرے سر پر صورت احسان جانان ہوگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشے ملے
ہاے خالی پہلوے گور غریبان ہوگیا

کیون خفا ہے باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکھ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبھی
آرزو بنکر مرے سینے مین پیکان رہگیا

اسکو بھی معشوق ہونے کی سمائی آرزو
منہ چھپا کر میرے دلمین داغ پنہان ہوگیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکھکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا
کھلتے کھلتے عقدۂ زلف پریشان ہوگیا

شعلۂ داغ تن عاشق نہ تجھ سے بجھ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بھر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہاے بے تعبیر یہ خواب پریشان ہوگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تھا کہ جو محتاج درمان رہگیا

۱۰۸
بعد مردن جسم سے الفت نہین ہوتی نسیم
روح چھوٹی قید سے بیکار زندان رہگیا
۱۵

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا

تھا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

[illegible] سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنی جیتے جی گور غریبان ہوگیا

طعنۂ کم ہمتی اوٹھے نہ میرے رشک سے
گو کہ قطرہ تھا مگر شرما کے طوفان ہوگیا

تھا مین طفلی سے بغل پروردۂ بی رونقی
صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہوگیا

رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

طول عمر و درد فرقت کا نپوچھو مجھ سے حال
اسقدر دل مین ہا ہے کہ ارمان ہو گیا

جو یہان تشریف لائے پھر نپائی مخلصی
دل مرا پہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا

عشق مین رنگ دو رنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مرے
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا

زیر دستونکو زبر دستو نسے کچھ چارہ نہین
درد فرقت جب سے سینے مین مہمان ہو گیا

ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا

اشک خونین مثل گل رہتے ہین آستین پر گرے
ابتو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا

ساغر مے بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہو گیا

١٠٩

خونکی دھبون نے کیا کیفیتین ہین ای نسیم
گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

١٩

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو ابتو اسیر قفس ہون نہین
دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا

کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
اس روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہ جو ردائے مزار تھا

اس جسم پر طفیلی کیا تو نے اے ہوس
وہ استخوان کیواسطے شوق مزار تھا

ہیبت سے بخیہ گر کے مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا

کرتے تھے مرگ بازوے قاتل پر آفرین
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا

پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا

اے جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا

کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا

برسوں رہا زبان ضعیف و کبیر پہ — میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی — مانند قول یار میں بے اعتبار تھا

سینے دہان آبلہ میں اوسکو لے لیا — میدان میں زبان نکالے جو خار تھا

اے روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور — میں حسرت خزان نہ امید بہار تھا

مثل خیال یار رہیں گردشیں مجھے — آیا اوسیکے دل میں جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت — میں روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمیں — سمجھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

۱۱۰

آئے لحد میں بالش و مسند سے اے نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

۱۵

نہیں شکوہ جدا ہی گو کہ ہر پارہ مرے دل کا — کہا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہے — فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کھولو — کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا

زباں تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی — کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منہ دیکھا ہے قاتل کا

نہ ٹھہرا یوں گھڑی بھر اجل کی بیقراری تھی — بشکل جذب الفت کھینچ لایا قہر قاتل کا

یہ کس کے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل — کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا

ہجوم شوق کی بیتابیوں میں اسقدر چپسا — کہ دم رک رک گیا خمونکر منہ میں تیغ قاتل کا

وہ لذت تھی ہاں زخم میں میرے کہ خون بنکر — ٹپکتا ہے لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

اوٹھائی ہیں مگر کہتی نہیں جو کچھ گذرتی ہے — دہان زخم میں بھی ضبط ہے شمشیر قاتل کا

وہ اشک گرم تھی ٹپکی جو وقت ذبح آنکھوں سے — نہیں جاتا ہے چھالا آجتک شمشیر قاتل کا

عجب اسکا نہیں گر چشم جوہر کور ہو جائے — ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنے یا نہ کرنے دو تو مشکل ہے — ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہے قاتل کا

اوٹھائی اسقدر رگڑسی زبان ذبح کرنے کی
کہ چالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا

خوشی کرتا ہی کیسی لیکے خنجر دست نازک مین
الٰہی تو نگہبان ہو جیو بازوی قاتل کا

١١١	بدل کر قافیہ لکھو غزل ابکی تسلیم ایسی کہ مضمون معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	١٩

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی یاد مین دل کا
کہ نالہ منہ سی نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا

بنایا جوش ہمت نے ارادہ دست بادل کا
وہ دولت ہون کہ منہ تکتا ہی جنمین اب سائل کا

نہین دیتا ہیون فرصت اکساعت بیقراری سے
بدلتا ہون نہین کروٹ درد ہون پہلوی بسمل کا

تمنائین بہت کچھ ہین مگر جا پا نہین سکتی
ازل سے نینکو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا

تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچتی ہین
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بعد منزل کا

فراق جسم سی ای روح تکلیفین کئی سہتی ہین
بہت یاد آئیگا لیلی تجھے آرام محمل کا

مناسب ہے بشر کو فکر آخر روز اول سے
پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا

شادی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہی
ہوئی شکل وہی بی مہر ہوا جب لفظ مشکل کا

وہ رہجاتا ہی اونکی پاس ہر دم پلٹتا ہی
زیادہ شوق سی ہی ابتو گھبرانا مری دل کا

ہجوم شوق مجنون اسقدر تھا سائے لیلی کے
کہ ناقہ سی اوٹھا ال قدم ہی بوجہ محمل کا

دم تکلیف ہرگز پاس الفت رہ نہین سکتا
نہین منظور قالب کو ٹھہرنا روح بسمل کا

ٹھہا دی بیکسی ایسی بحال ناتوانی نے
کہ نالہ بھی نہین پہنچ جو منے آتا عنادل کا

تمنا ہی عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی
نفس مردن محبت آشنا ہی قہر قاتل کا

بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سے
مجھے میرے مقدر نے بنایا ہاتھ سائل کا

ہوس کم آدمی کی آدمی پر پیش دستی ہے
کہ بڑھتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتھ سائل کا

بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے
کہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا

رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اوسنے آئینہ
نہ دیکھا منہ کبھی دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر مین ڈوب کر دل سے گذر کر تیر تک آیا ہی
ذرا تیر نظر سے پوچھ تو تکلیف بسمل کا

١١٢ — ١٠

عنان توسن خاطر نسیم اب اور جانب ہو
کہ دل مین حوصلہ ہے بندش مضمون مشکل کا

مژدۂ صحت سنا دل دکھ گیا آزار کا
آ گیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا

اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
لے گیا ساغر ذرا منہ چوم کر دلدار کا

جھانکتے ہین آرزو تین میری تجکو بار بار
کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا

وہ نہین ہوں سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے
اب تو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری اب تو یہ نوبت ہوے
تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا

اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اسکی لف پہ
بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا

اب تو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

بار ہاے قلب سوزان آکے کھائی تو سہی
دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہے دل دیوانہ کا اب تک نسیم
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

١١٣ — ردیف باے موحدہ — ١٢

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
ہمسے ہر کس لیے تجھے اے گلبدن حجاب

افسوس شرم باعث تغیر ہو چکا
کبتک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اوٹھاتے بڑے مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر
عاشق کیواسطے نہین کچھ انجمن حجاب

کجبازیون کے لطف جوانی نہین عجب ہین
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہیں یہ پردۂ غیرت ہو اوپری
رکھتا ہے تیری زلف سی مشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھئے ترے نور جمال کو
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوے کہ عاشق جعد سبت گرہ ہون
مجھسے بجا ہے تجھے اے سیم تن حجاب

دیکھ آنکھ اوٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو
کسکا تجھے ہے ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

۱۱۴

اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

۱۱

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہے ساقی پئین کیونکر شراب

ابر ہی اسنڈا ہوا گل دے رہی ہین نکہتین
آج کی شب ہو جدا منھسے نہ اے دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہے پئین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
پی چکے محفل مین تیری او پری پیکر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب

پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی معشوق کا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب

وعدۂ دیرور کا کچھ پاس کرنا چاہیے
آج دے ساقی ہمین جو سب مین بہتر شراب

اسطرف بھی آج بدل مہربانی چاہیے
ساتھ غیرون کے تو اے جان پی چکے اکثر شراب

بہ گیا ہے لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
گر میان کرتی ہے ہمسے صورت دلبر شراب

۱۱۵

ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم
ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

۸

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
بڑھکر ہے اس سے عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا
اب کون سے لگیا ہے قاتل کا اضطراب

تھی کس کے آرزو کہ سر شب سے تا سحر
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سی آرزو ہی کوی لحظہ بیٹھ کر
تم ہی تو دیکھ جاؤ مری دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پروا دمبدم
سیماب سی فزون ہی مری دل کا اضطراب

قاتل تو کوی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

۱۱۶	ٹھہیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہین ہی آج مرے دل کا اضطراب	۸

گرابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز ہین ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسیکو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آینے کا منہ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

ہی انتظار یار تو نہین آنکھ وا رہے
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل بیش و کم کو ہماری خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

۱۱۷	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	۲۰

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
ذکر کا ہی کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب

للہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین
جو ستم تمنی کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین تڑپتی ہین اسیر
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب
شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہی تعلیم
نالہ و آہ و فغان تیری ستم زاد ہین سب

پھوٹ جاتی جو پھپھولا تو روان ہوتی اشک
اشک ایجان جہان آبلہ بنیاد ہین سب

طوق و زنجیر کے خواہان ہین تجہ سی دیوانے
روز و شب منتظر خدمت جلاد ہین سب

کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
حسن جتنی ہین زمانی مین خدا داد ہین سب

تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب

اب یہ حالت ہی کہ دشمن بہی دعا دیتی ہین
دست بردا شتہ میری لیے جلاد ہین سب

ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے
ضعف کے موی بدن خنجر فولاد ہین سب

سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دی قاتل
کسقدر رکہتی ہین تیری خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سی ایک سوا ہی زمانی مین حسین
جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب

تیری آنکھونکی جو مضمون لکھی ہین مینے
حرف جتنی نظر آتی ہین صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی او ترک
ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب

اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
معترض ہو جی تو قابل ایراد ہین سب

۱۱۸ راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا و نسیم
اپنے انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب ۹

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب
نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

مشفق من خطا معاف جہوٹ ہی آپکا گذاف
چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب

آنکہین چلبلی وفا دل شبین انتہا
چہرۂ زرد پر جہکا گیسو تابدار شب

حال نہ پوچہ ہمنشین ہی غم دلبر حسین
شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا وا رہی بخت نارسا
اول شام سی ہوا عیلی ہی اختصار شب

ہمکو ہی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالۂ آتشین سے ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہے شام صبر کر اے دل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح نہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۱۹ — ۱۵

پہونچے ہین تجھ سے اے دل دوستان قریب
آئے ہین اے فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پہونچا ہے لخت دل کا مرے کاروان قریب

ہر روز لعبہ چرخ مین تھکتی ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈھونڈ کوئی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پہونچ بہشت کا ہے بوستان قریب

فریاد جانگزا سے زبان تنگ ہے
بدلینگے کوئی اور لباس فغان قریب

اے آہ محمل ادب بس ٹھہر یہین
اب آچکا ہے مسکن کروبیان قریب

اے مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب

کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہے یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچۂ جانان ہے متصل
آتا چلا ہے دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہو پیر میفروش کی جس جا دکان قریب

اے عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہے
آخر ہوئی بہار اب آئی خزان قریب

جینا ہجوم آہ شرربار سے محال
تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب

اے دل سنبھل کہ دام مصیبت ہے سامنے
دیکھ آچکا ہے کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح دود آہ سے جیتا ہے تو نسیم
رکتا ہے دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

۱۲۰	ردیف ہای ہندی	۱۶

تیوری چڑھی ہوی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آتے ادھر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہے کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹھاتے ہین منت قضا و ہم قفس
مو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آہ آمد نفس دا ہین حضور
پونہچا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال ہین
خورشید ہین کبھی کبھی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یہان اپنے نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشے ہے روشنی
کھلتا ہی ہے نور کے شاید بشر ہین آپ

ہو انتہای شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کی خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک مخمصہ آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار بلا ہے کسے خطاب
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سے نہ کسطرح مین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانے سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ

وا کیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱	پایا غزل نے طول نہین کم ابھی اُمنگ کچھ خیر ہے نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ	۷

پھر خفا رہنے لگے عاشق زار سے آپ — پھر چھپانے لگے منہ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی بھی ہے یہ تعزیر — بات بھی کرتے نہیں اپنے گنہگار سے آپ

اب تو وہ بھی نہیں مدت سے میسر ہمکو — جھانکتے تھے جو کبھی روزن دیوار سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو بھیرون — لطف اٹھاتی تھی مری بندش اشعار سے آپ

صبح کے وقت بھی آتی نہیں ہم سے ملنے — ایسے آزردہ ہوئے اپنے دل افگار سے آپ

الغرض کوئی نہیں ہے کہ ایمان جہاں — متہم ہوئیگا صحبت اغیار سے آپ

۱۱	پھر پھنسے دام محبت میں مبارک ہو نسیم آشنا پھر ہوئی اک کافر عیار سے آپ	۱۲۲

جانتے ہیں ہمیں شرمائینگے آپ — عمر بھر اسی جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ — مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی — میرے پہلو میں اگر آئینگے آپ

جانتا ہوں بندہ پرور جائیں — کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

یہ نصیحت حضرت ناصح معاف — رند ہوں کیا مجھکو سمجھائینگے آپ

دیکھیے میں بھی کہونگا کچھ ضرور — پر شکل زلف بل کھائینگے آپ

کیا ارادہ ہے خدا ہم بھی سنیں — بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرائش گیسو نہیں — سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد میں مہمان ہوں — پھر بھلا مجھکو کہاں پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے — آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

۲۰	خیر ہے بستر اٹھایا کیوں نسیم اب یہاں سے کسطرف جائینگے آپ	۱۲۳

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا و شکیب — نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا و حبیب

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم — ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا عجیب

بڑہ گئی آہ وفغان اور رہا نفس سے آگے — نظر آیا نہ کبہی عرش معلا عجیب

جائے آرام زمین کو تو بنایا افسوس — ہان کہتے ہین کہ عالم بالا عجیب

کچہ تسلی نہوی گلشن ایجاد سے آہ — [illegible] کلی کی جا عجیب

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا اونکو — آنکہ کہتی نہین کچہ نرگس شہلا عجیب

دام گیسو سے تمنا سے رہائی ہی خطا — ہو دل آہ پڑا او سے سودا عجیب

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور — کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا عجیب

جا بجا سکن یاران فنا دست ملا — نظر آتا ہی عدم کا مجہے رستا عجیب

کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج — ساقیا اوٹہ کہ ہی دور مے و مینا عجیب

لطف بوندون نہین سینے کی جو ہر عارض ہی — اس طرح سی ہی کہان خندۂ بیجا عجیب

اوس جفا کی ہی تصدق کہ تسلی بخشے — ظلم ہی ہو تو کوئی ای ستم آرا عجیب

کم پریشانی خاطر نہ ہوی صد افسوس — [illegible] داغ درون کو ہی شعلا عجیب

ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ — کیا نہین تماشا زنجیر ہمارا عجیب

جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی — کسقدر ہی تری زنجیر مطلا عجیب

جای دل سینے مین آئینے نے رکہا اوسکو — بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا عجیب

جا بجا ہین ہی گلدستے کے چہینٹین زاہد — خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا عجیب

نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجہا — کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا عجیب

جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکہے — ڈالتی آنکہ بنایا کو تے اتنا عجیب

۱۲۳۴	سرگذشت اپنی سنا روز اسیطرح نسیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا عجیب	۱۹

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ — بل کہا رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینہ سوزان سے پھر ہوکین
اوڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کی سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اوترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کی سانپ

اچھا نہین ہے طول بلا او ستم شعار
پاؤن تک آ پہنچی تری زلف دوتا کی سانپ

دہوکا ہی حسن گیسوی پیچان یار مین
ایدل بنے ہوئے ہین فریب دغا کی سانپ

دشوار کیون نہو تری زلفون سے جان بری
زور و نیہ تیرہ گنتی ہین یہ قہر خدا کی سانپ

کافر کہلے گا حال جب اسلام و کفر کا
ہنگام مرگ آگئے ڈسنے قضا کی سانپ

تریاق کیا کرے کہ یہان زہر چڑہ چکا
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ

زلفون کو کھول بیٹھ کے آگاہ ہو رہین
سوتے ہوؤنکو یار دکہا دی جگا کی سانپ

جنبش ہے بات بات مین اوسکی لٹ کو
لائی کہان سے آپ یہ پتلی بڑا کی سانپ

دلسے خیال زلف کسی وقت کم نہین
نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کی سانپ

انکی مری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب
بہاگا گا نکال خوف سے کیا دم دبا کی سانپ

شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
پالے ہین ہمنے ہاتہ پر اپنے کہلا کی سانپ

کیا کیا نہونگے منکر عقبے کو حسرتین
دکہلائی جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ

خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
کیا کیا بلائین ہمنے اوٹھائین بلا کی سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کردیا
کیسا الگ ہوا ہے رستا بتا کی سانپ

بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہائی لٹ
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کی سانپ

زلفین چہوی گا یار کی مینہ تو دیکھیے
سر پر عدو کی کہیل رہے ہین قضا کی سانپ

انصاف ہی تو جلوہ حسن سیاہ دیکھ
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کی سانپ

۱۲۵	ردیف تای فوقانی	۷

چشم فلک سے بھی نہان ہین تو ربارات
گویا مری عریانی ہی کی تھی قبا رات

ردونکو بیان مدفن اعدا یہ جو تھارات
زندونکے مدارات ہو مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلے کے منہ
کس کس مین مری بیسخنی کے ہین اشارات

گردش نے تھکایا ہی تو اب ہل نہین سکتے
شاید کہ مری طرح ہوے آبلہ پا رات

اے ہجر بلا لے شب گیسو کی سیاہی
ہو جائے دوتا صفت زلف دوتا رات

کانون مین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین
جھنکار سے نالونکی ہوے زنگلہ پا رات

زنجیر سے جکڑا اوسے ہاتھونکی خطون نے
باندہا گیا ہی جان ترا دزد حنا رات

١٢٦	ولہ	٦

افزائش تپ تہا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کے جوش تھے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تہا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تہا مقابل تمام رات

فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تہین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات

١٢٧	دامن مین آکے اشک ٹپکتی ہین ای نسیم	لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	١٧

تہا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات
لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

بہا ہے جو داغہای فروزان سے ہٹ گئے
شعلے تہے جلوہ گر تہ دامان تمام رات

گھیرے رہے ہین دلکو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جھپکی نہین ہے آنکھ اسیران عشق کی
شاہد رہے ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار
دیکھا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینۂ جمال مین وہ تہین صفائیان
تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات

اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے
مصروف منت سگ دربان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
پڑہتا رہا ہین مصحف عارض کی آیتین
ہاتہونمین اپنے دل بیتاب کو لیے
بس ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے
گہر مین بلا کے رنج دیے آپ نے ہمین
فرصت جنون نے ایک گہڑی بہی نہین ملے
کشتون کے زخم ہنستے تہے کنج مزار مین
تہا قید ہیرہن مین مرا جسم ناتوان
گہیری رہی ہی روی زمین پشت آسمان

برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات
ہیش نظر رہا مری قرآن تمام رات
پہرتا تہا گرد کوچہ جانان تمام رات
انکار پہر رہیگا مری جان تمام رات
کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات
زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات
روتی تہی شمع گور غریبان تمام رات
طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات
تاریکی مزار غریبان تمام رات

۱۲۸

آسان نہین ہی دشت نوردی کچہ ای نسیم
دن بہر ہی دہوپ خار مغیلان تمام رات

۱۶

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست
پیغام رستخیز ہی آمد بہار کے
رکہا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتی ہین جوش عشق مین جمع جو شکایتین
فرہاد نے فریب محبت مین جان دے
ساقی بہلا ہو خیر سبو کو جام دے

شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
ہر کوہ ہی ہی نرگس بیمار تندرست
نکلا تمہاری منہ سے نکو ئی سخن درست
کرتا غبار شیب فراز چمن درست
کرتا ہی چرخ پیر ردا ہی کہن درست
پہنچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
ہوتا ہی پہر نشان مزار کہن درست
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیمتن درست
سمجہا کہ ہے معاملہ پیرزن درست
رکہے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

تا حق خراش زخم کی دیتا ہے رشتہ تیغ
کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

بس شوق گل کی شہرت نظارگی ہے آج
کرتے ہیں غنچہ ہای چمن جیب میں درست

زنگ دوئی سے آئنہ دل ہے پاک و صاف
رہتا ہے اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہیں چارہ گردون کی مشقتیں
ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے منہ تو نہیں ہوتے ہیں دہن درست

۱۲۹

بدلو ردیف اور رکھی بحر گیا نسیم
ہے اور طرح زلف عروس سخن درست

۱۳۰

کعبہ نہیں ہے زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھتا عاشقونکا ہی ہے مکان دوست

افسانہای دوست ہیں کہتے ہیں رات دن
رہتی ہے لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوے یار کی
بعد فنا بھی چھٹ نسکا آستان دوست

جھگڑا اٹھا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست

بینا ہے تو تو دیدۂ بینا سے دیکھ لے
پیدا ہے ہر خفی و جلی میں نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگاوے نظر اونہیں
رہتے ہیں آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بھی خوشی نہوی میرے یار کی
راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہے عشق بے ادبی گالیونکے ساتھ
رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی مہر فروشیو نہ بہاے جمال یار
ارزان ہے آجکل تو متاع دکان دوست

ہیں داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہاں آج گل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہیں
ہے اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

۲۱	دھو کے پڑے نزاکت جانان نے ای نسیم پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست	۱۲۸۱

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوی دوست

جنت خوب جب خوان مجھے دکھلا چکا
بے تامل منہ سے نکلا ہای لطف کوی دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر سرو کو
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا نگین ہے قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست

عشق وہ شی ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
جاے دل سینے مین ہی دیکھ کے موی دوست

کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اوس سے تعلق ہے ضرور
کوئی محو روی جانان کوئی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوی دوست

ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
سونگہ لے پہر دامن گل وہی رہا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی ہی اسمین کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہی زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہی بعید از شرط الفت سختی بازوی دوست

خاکسارونکو نشیب آرزو درکار ہے
عرش سے بہتر سمجھتا ہون مین کوی دوست

چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
کسطرف کس جا نہین افسانہ جادوی دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم سوی دوست

زینت جاوید رکھتا ہے لباس دوستی — پیرہن ہے خاکساروں کا غبار کوی دوست

٩	سخت جانی کا برا ہو دل ہے شرمندہ نسیم پھر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست	١٣١

ناصحا لو راہ اپنی جاتے ہیں اب سوی دوست — ہم تو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہی یقین — جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوی دوست

سر چڑھ کر بھی نچھوڑیں عاجزی کی عادتیں — چومتے ہیں پاؤں آ کر بار ہا گیسوی دوست

جان نثاری کے ہنر عاشق سے پوچھا چاہیے — اے خوشا وہ سینہ جو آگے تہ زانوی دوست

عاشقوں کی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی — بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کے کنار قبر سے — آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوی دوست

مجکو سمجھاتا ہی کیا پھر تجکو سمجھانا پڑے — تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت میں ہی کیا کیا کچھ خیال — دیکھیے کس دن میسر ہو ہمیں پہلوی دوست

ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم — دیکھتے ہیں اُن دنوں آئینہ زانوی دوست

٦١	ردیف ٹای ہندی	١٣٢

میں یوں ہوا عقوبت قاتل سے دل اوچاٹ — ہو جسطرح کوی کسی مشکل سے دل اوچاٹ

دی سخت جانیوں نے اجازت نہ تیغ کی — قاتل ہوا تہیۂ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت میں مجکو آتش بے دود ہے چمن — ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سے دل اوچاٹ

کیونکر کٹیں گے بعد عدم کی مشقتیں — ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنے ہو آئنۂ حسن او پرے — کیونکر ہو کوی تیرے مقابل سے دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہوں کے لطف میں — افسردہ میں مزاج ہو دل سے دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہیں — قاتل ذرا نہوا بھی بسمل سے دل اوچاٹ

تسبیح پارہ ہاے جگر چاہیے انہیں — عاشق نہ کیوں ہو دور انامل سے دل اوچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل سحر ای شمع — جاتے ہین ہو کے خاطر ہی محفل سے دل اوچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پہ — کیونکر ہو تجھسے چہرہ شمائل سے دل اوچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سے جز غم ہے فائدہ — ہو کیون نہ ایسے کشت کے حاصل کو دل اوچاٹ

جاؤن کہان کہ وحشت سے اپنی جو حال ہے — راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اوچاٹ

نفرت ہی اسقدر مجھی گھر کے نشان سے — ہوتا ہی خانہ ہای سلاسل سے دل اوچاٹ

کیا تیری روی صاف سی نسبت ہے بیدلون — ہی داغ سینہ مہ کامل سے دل اوچاٹ

نازک دماغ ہون نہ مجھے چھیڑ یاد گل — ہونے لگا ہجوم حنا دل سے دل اوچاٹ

کسکو دماغ ہے جو سنے شکوہ ہای گل — کیونکر نہو حدیث حنا دل سے دل اوچاٹ

ہر بات مین ہین بی ادبی کے ہزار رنگ — ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اوچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھی سر ہی وبال دوش — ہوتا ہی نہین تغافل قاتل سے دل اوچاٹ

پروانہ وار اور کہین دل جلائین گے — او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

خدمت گذار ہو نہین کی کونسی ہوئی — کس واسطے ہو عاشق بیدل سے دل اوچاٹ

ہے حسب حال مصرع اشرف یہ نسیم کے — او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

۱۳۳ ردیف ثای مثلثہ ۱۳

گر خون کی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث — ہی ہوای چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم ہونگے یہ ہوس بیجا ہے — نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہی مجھے — مجھ پہ ایجاد ستم اسکے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین دیتی کی کبھی فرصت مرگ — سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث

زور بازوی جنون سے مرا بچنا مشکل — فکر مین طوق و سلاسل کے ہین حداد عبث

دوستی کرتے ہین اوس سے جو محبت رکھے — اوس ستم پیشہ کی ایدل ہی تجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستم گر سے بھلا — حال سنکر مرا کہتا ہی وہ جلاد عبث

جما رنگ شہادت میں ایسا
کہ اونکی اونگلیاں پوروں ہین سرخ

نکالا ہے بغل سے دلکو مین نے
برائے نذر لایا ہون نگین سرخ

نسیم ایسے لکھے ہین شعر رنگین
برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

١٤٧	ردیف دال مہملہ	١٣

نجات پائیگی وحشی کی رائیگان فریاد
یقین ہے کہ ہو زنجیر آسمان فریاد

فلک تو کیا ہے لب عرش تک نجائیگی
مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد

شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہے
انیس نالہ فغان، دوست مہربان فریاد

بہت دنون مین ہمین آج نیند آئی ہے
نکر خدا کیلیے رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین
اسیر سینہ ہو کیا آئے تا دہان فریاد

گمان تا بعدہ وان متہم ہے جو یوسف سے
اوٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد

اثر بھرا ہے یہ درد فراق کا مجھ مین
کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد

بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھی گی
ابھی نہین ہے تمھارے مزاجدان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
نجائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد

کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا
کبھی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل شب رنگ سے یہ حال ہوا
مرے دہن سے نکل کر ہوے دہوان فریاد

یہی ہے امی فلک پر بصورت الفت
سنین جو نغمہ مطرب کرون مین ہان فریاد

١٤٨	نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد	٩

سُنائی کیا تمہین بیار ناتوان فریاد
کہ دل سے اٹھ نہین سکتی ہے تا زبان فریاد

شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی
بہت دنون مین ہوے مجھپہ مہربان فریاد

فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہے سفر
ابھی نجائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتے ہی ہر استخوان سے وقت شکست
ہین گرکے خاک پہ کرتا ہون نے دہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہین ہین
جفا سے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر نہ رکے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈہونڈہا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی بی نشان کہان فریاد

بلندیان جو سمائین مزاج عاشق مین
بہت دلون سے ہی سیاح آسمان فریاد

۱۴۹	یقین ہے کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر نجائے گی کبھی عاشق کے رائگان فریاد	۱۶

ہی ہستی پر کیون ہو منفعل ہر بار درد
جانتا ہے دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بہی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے
باعث راحت مجھے ہی کہنہ ای غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایکجانب غیر دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہے دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی ہے
دلمین ہے میرے بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہے نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دلمین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغ دا
کیا کہے رکھتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقونکی حال کے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہے رکھتی ہین کیا ای یار درد

نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مرے اشعار درد

ہم نفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہے مرے پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتے ہین نالے تا زبان
غیر ممکن ہے کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہے دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکھتا ہے شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہے زخم سے ایذا کلام تلخ کے — کرتی ہے پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

۱۵۰ — بات منہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہے
آج رکھتا ہے نسیم اپنا دل افگار درد — ۱۳

نقاب منہ سے اوٹھاوے اگر تمھارا چاند — کنارہ چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند

فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین — فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند

و و نیم ہو ترے تیغ نگاہ سے کٹ کر — جو دیکھ پائے فدا آنکھ کا اشارا چاند

نہ دیکھے سوے قمر پھر کبھی نظر بھر کر — دکھائی دے جو تجھے ای فلک ہمارا چاند

فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین — زمین پہ ہے تری پاپوش کا ستارا چاند

یہ نور عکس رخ یار سے ہوا حاصل — کہ اپنے سینے مین آئینے نے اوتارا چاند

اوٹھا نقاب کہ دل دیر سے تڑپتا ہے — دکھا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند

جو دیکھ لے کف پا یار کے قدم چومے — کرے فراق کنار فلک گوارا چاند

پہاڑ نور قدم سے ترے منور ہون — عجب نہین جو بنے روی سنگ خارا چاند

ہلال بنکے فلک پر جو بدر ہوتا ہے — سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند

تمھارے حسن نے ہر دانو مین اوسے جیتا — ہزار طرح سے گھٹ بڑھ کے بازی ہارا چاند

چمک کے تیغ تبسم نے روشنی یہ دی — ہوا ہے سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

۱۵۱ — نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہے
سنے جو یار کہے چرخ سے اوتارا چاند — ۱۲

کسقدر خاطر غمدیدہ ہے دشوار پسند — جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین — آج محروم نہ رکھ کچھ تو کرا ی یار پسند

دیکھ لیتے ہین تمہین جب ادھر آجاتے ہو — کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند

رحم کچھ عیب ہے جس سے کہ خفا ہوتے ہو — یہ خوشی ہے جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بہایا ہے کچھ ایسا کہ نہیں کچھ بہاتا
کام غلمان سے ہی اوسکو نہ غرض حور سے ہے
خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسے
خانۂ قید سمجھ کر نہ بسر کے ہمیں
تم ہٹیں لاکھ کرو دل نہیں ہٹنے کا مرا
کس لیے چین نہ جبین ہو کہو کیسا ہی مزاج
دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل
کیا مرے ہم نفس سر دین باقی ہین نسیم

جیل صحرا سے ہے جلوۂ گلزار پسند
کچھ نہیں کرتا ترا طالب دیدار پسند
جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
اس لیے روح کو آیا ہے تن زار پسند
جی میں جو آئے کہو ہمکو ہے تکرار پسند
کو کسی فکر میں ہے خاطر اغیار پسند
کیا کرے غیر قضا تیر اگن مگار پسند
اس لیے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

۱۵۲	ردیف ذال معجمہ	۱۱

ہوش باقی نہیں جسدم سے کہ دیکھا تعویذ
دل تو کیا جانکے پڑ جائینگے لالے اسکو
جو کہوں وہ نکرین عذر رہا تامل اونمین
تھا نہ افسوں نہ یہ جادو نہ جگا یا منتر
جو ارادے ہیں طبیعت کے وہ سب ہیں معلوم
چین کیسا کہ نہیں ہوش کسی بین ایجان
پہر کوی صورت دلخواہ نظر مین آئے
یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرے ہاتھ میں ہے
گر مری زیست ہے منظور تو جلد لے عمخوار
مصر و مہ گرد ہین کیا حسن ہے اللہ اللہ

قہر لایا ہے مرے دل پہ تمہارا تعویذ
آفتیں لائیگا ایجان نہ کسا کیا تعویذ
دو ستو لاؤ مرے لیے ایسا تعویذ
کچھ تو سوچے کہ جو یوں لینے پیسکا تعویذ
کہتے ہیں ہفتہ کے نہ باندہین گے تیرا تعویذ
مل گیا ہی کسی استاد سے اچھا تعویذ
آج تو نام خدا آپنے باندھا تعویذ
بدگمانی سے اسے آپنے سمجھا تعویذ
دفن کر آتے ذرا دے سکے کسی جا تعویذ
کچھ دکھاتا ہے نئے طرح کا جلوا تعویذ

۱۵۳	دہجی باندہی جو ذرا داغ چھپائی کو نسیم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجھا تعویذ	۹

ڈورا ہی چاہیے ایسا جو ہو ایسا تعویذ
باندھنا رشتۂ جاں سے مرے اپنا تعویذ

چاہیے سب سے حسینوں کا ہو اچھا تعویذ
تیرے بازو پہ بندھے شمس و قمر کا تعویذ

اثر گرمی الفت سے کیا سوز رسوا
جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ

عوض ظلم کو ہی رحم ہی کرا ہی گلچین
قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ

رات دن بازو غیر کا نپہ بندھا رہتا ہی
ہی مرا اشک مرے دیدۂ تر کا تعویذ

پھر وہی حالت دل ہی کہ نہین دم بھر چین
دوستو لا دو کہین سے تو جندرا تعویذ

کچھ ابھی سے خفقان کو ہی افزایش ہے
کیا غضب لائیگا دیکھین یہ تمہارا تعویذ

کھینچ لائی اثر جذب محبت ہی تجھے
اور ہی ہمنے کیا اسکے وہ پیدا تعویذ

خود بخود وہ لب بت پر آئی ہین تبسم
کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

۶۰	ردیف رای مہملہ	۱۵۴

صدقے ترے جاؤن مرے پیارے مرے دلبر   تو کیون ہے مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے ہوئے مین سر   لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون جیتا جان غنیمت اسی دلبر   ہٹ کر نہ ستمگر
کھلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر   کھل جائینگے دفتر

پیدا ہیں نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور   ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیونکر   جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر   کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر   ہی سینے مین اخگر

یہ حسن خداداد کہان اور مین ہی ایجان   تو کیون ہی ترا ارمان
کیا بات ہی یوسف مین مری آفت دوران   ہو تجھسے جو بہتر

کیا منہ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہے — جو کچھ ہے بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا جسکو ملا ہے — معشوق ستمگر

کٹتی ہے بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک بات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات — اے واے مقدر

ہوتا ہی نہین شور کسیوقت فرو اکم — آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر

دربان ہی تو ہی ستم و جور مین کامل — بد کہنے سے حاصل
کیون ہمکو ٹھہر کتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہے مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم در افشان — بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرون کا ہی ہوتا ہے اشارا — ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا — کیونکہ نہون ششدر

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن — رکھے ہوے گردن
پھر عارض تابانکا دکھا جلوۂ روشن — او آفت محشر

پھر خوبی تقدیر سے آتے وہی شکل — ہوجائینگے بسمل
پھر آج ہین اوس قاتل خونخوار کے ایدل — بدلے ہوے تیور

کیونکہ نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان — قربان دل و جان
دو عارض تابندہ ترے اے مہ تابان — ہین صبح مکرر

جب سے کہ ہوا ہین غم فرقت مین گرفتار — مانند گنہگار
وا رہتے ہین ایجان مرے دیدۂ بیدار — ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ شک آتی ہے ہر دم — کیا اور کہین ہم

سو رہ مرے پہلو مین بھی او فتنۂ عالم — شب بھر نہین دم بھر
اے دل ہوس عشق نہ کرنا کبھی زنہار — ہشیار خبردار
کب پوچھتے ہین بات حسینان جفاکار — بے سلسلۂ زر
رنج سخن تلخ کے شہرے ہوے ہر سو — نادم نہین کچھ تو
شمشیر زبان کی تری او دلبر خو — کھلنے لگے جوہر
تدبیر ہے بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر
۱۵۵ دل حاجت دنیا سے پریشان ہی کیسا — کوڑی ہے نہ پیسا
افلاس نے گھیرا ہی نسیم آپکو ایسا — ای وائے مقدر

۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہی اوسی اے دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات — چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی بیکسی جوش — دل لبھاتی ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی — عارض گل کی طرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹو نسے لہو کے بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہی عیان — دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
گر نہین کوئی نہو باقی ہی کسکو احتیاج — دیکھتی ہی بیکسی اب میرے مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جاتے اے دل ہجوم داغ کی — کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری — دیکھنے آئی ہین ہم بھی تیری جوبن کی بہار
کہتے ہو تو بھی ہین جیسا کہ دیکھا تھا اونہین — تمکو خوش آتی مگر پوشاک دشمن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہے زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہے جب سینے میں آگ — گرد ہو جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶	داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار	۱۷

پھر شجر سرسبز ہیں کہتے ہیں آتی ہے بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے — صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار

رہتے ہیں فصل خزاں کی مدتوں تنگ گر میاں — چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہے یہ سرخ کر دیتی ہے پھول — رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتے ہیں راحتیں — کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار

چھپ کے خود پردے میں کر دیتی ہے ظاہر صورتیں — آپ پنہاں ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح — سنتے ہی نام خزاں کچھ سہم جاتی ہے بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوڑے بے ہنسائی غنچوں کو — رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائیں ہی سب آتے نہیں — جوش وحشت کے ہیں مژدے سناتی ہے بہار

اپنے استقبال کو دل سے نکلوکر خوش ہے — پہلے سب باغوں میں بلبل کو بلاتی ہے بہار

بلبلیں ہوتے ہیں خوش رنگینی گل دیکھکر — اپنے احسان چار دن سب پر جتاتی ہے بہار

بے ثباتی کا جو اپنے دھیان آتا ہے او — گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار

غالباً معشوق ہے یہ بھی کسی کے ورنہ کیوں — آنکھ ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے — کب بھلا سنتے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

۱۵۷	آمد فصل خزاں ہے لطف رخصت ہے نسیم چلیے اب سوئے چمن سنتے ہیں جاتی ہے بہار	۱۸

آنسو نہیں ہین یہ مژہ اشکبار پر ۔ گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنش بس معاف رکھ ۔ کب اختیار ہے دل بے اختیار پر

رفعی کا شک ہوا کبھی زنجیر پا نکا ۔ کیا کیا گمان نہین ہین گیسوی یار پر

تائب ہون مدتونسے سمجھنا نہ اور کچھ ۔ تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہی عجب رنگ سے مسی ۔ نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آے چین سے ہجر یار مین ۔ بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب ۔ دہوکے خزان کے ہوتی ہین فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل تھے کہ خاموش کردیا ۔ نالے ہی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دے کوی یار مین جز و ضعیف ہون ۔ احسان کر اے صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ ۔ صیاد عندلیب کے کھول اکبار پر

امیدوار جوش جنون چند روز سے ۔ بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہین جگر مین چراغ ۔ جوبن ہی آج کل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہین یہ کسکی مزار ما نکی خاک ہی ۔ اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر

رہتی ہے اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح ۔ ہنستی ہے صبح کر کے شمع مزار پر

جو آسمین روشنی ہی وہ اسمین چمک کہان ۔ چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر

تارے بھری ہین اسمین شب سے یہ گمان ۔ افشان چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا ۔ رکھا ہے کسنے پاؤن ہمارے مزار پر

١٥٠	کھاتے ہین داغ ہمنے یہانتک کہ اے نسیم دہوکا ہے گلستان کا دل داغدار پر	٩

ہو نہین عاشق جان جاتی ہی مری اوس نور پر ۔ وہ جو آیا تھا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہی حضوری عاشقونکو واسطے ۔ دیکھ میرے دلمین دیکھا تھا جو موسی طور پر

لطف دیدہ بے تکلف مین ہی عاشق کے لیے
آنکہ بہی جہپکی تو کیا موسی نے دیکہا طور پہ

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل نگہ
پہر طبیعت آگئی ہے ایک شاخ حور پہ

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجکو دیکہا ہی پڑے گی آنکہ کیونکر حور پہ

ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہے
آنکہ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پہ

وقت بہوسے جو لب پہ نام انگور آگیا
ہاتہ ڈالا مینے اپنے زخم کے انگور پہ

وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکہ سے
آتے آتے سوکہ جاتا ہے تن محرور پہ

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان
رحم کرنا چاہیے کچہ عاشق مجبور پہ

۱۵۹	ولہ	۱۷

غل اگر آہین کرین گے خاک پر
جائین گے نالے مرے افلاک پر

ہاتہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چہپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر

تیغ غم کس کس طرح روز فراق
ناز کرتے ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر

صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے
آج عالم ہے ترے فتراک پر

بوسۂ لبہاے گلگون جو لیے
رنگ ہی ہر ریشۂ مسواک پر

کیا عجب مجہ رند کا آنسو رہے
دانۂ انگور بینکر تاک پر

حسرت افزا ہے مرے طبع روان
رشک ہی اس توسن چالاک پر

کچہ تو فرما خطا کیا ہوگئے
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

ابر کو دریا کو وقت امتحان
رشک آیا دیدۂ نمناک پر

نتین مانو اگر ہے آرزو
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہے کیونکر رہ سکے
آپ کے رخسار آتشناک پر

یاد دندانِ پرے رو آ گئے
برق جسکی خاطر غمناک پر

کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج
بیٹھے ہیں اب چلکے اوسکے تاک پر

جان و دل محو محبت ہین نسیم
مین فدا ہون صاحب لولاک پر

۱۶۰ — ۱۴

جماہی قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر
تماشا ہے یہ گل پھولا نیا دیوار آہن پر

اذیت دی مری سوز نہان نے جلنے او نکو
زبان مین پڑ گئی چھالے قدم رکھا جو مدفن پر

اٹھا ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اب تک
قدم رکھی سے نیند آتی ہے میری سنگ مدفن پر

وہ پرار مان اٹھا ہین اس جہان سے بعد مردن بھی
ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر

شگاف پیرہن ہے کثرت شادی ہوید اہے
گمان ہوتا ہے سینے کا ہمارے چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جاوے
طبیعت آگئی ہے اپنی اک طفل برہمن پر

کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتی ہین پاس اپنے
نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر

دکھاتی ہے قیامت جلوہ دیوانکی جلنے مین
یقین ہے صور کا ہر نالۂ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت بلبل نے
نظر آتی ہین کانٹے ہر طرف دیوار گلشن پر

سیاہی بی سبب ہے نہین خالی یہ ہو کی سے
گمان ہے بخت عاشق کا ہمین گلہائی سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم پکتے سے رہتا ہے
بجا ہے رشک آ گر مجھے تقدیر دشمن پر

پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا
نقاہت سی گمان ہے رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سے کر دیا آزاد اوسکو میرے ہاتھون نے
جنون جہان ہوا ہے انتہا یت طوق گردن پر

۱۶۱ — ولہ — ۱۵

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید
نقطہ دینا تھا یہ تیری خط پیشانی پر

صاف رکہتا قاتل عالم شکن ابرو کو
مورچہ جسم نہ رہے تیغ خراسانی ہے

آمد فصل بہاری ہے پے استقبال
کہولے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالۂ زنجیر سے چپ چہپکے نکل جاتا ہی
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی ہے

ہوگیی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تماشاک بے ادبی خندۂ پنہانی ہے

برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
صبر کہو دیتے ہین زلفونکی پریشانی ہے

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی ہے

تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
دیکہیے نقطۂ شک یوسف کنعانی ہے

آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہی
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی ہے

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہردم قاتل
زخم کہاتے ہین امید نمک افشانی ہے

مرگئے ایک ہی جلوے مین پری رویونکی
پانون رکہا بہی تہا تخت سلیمانی ہے

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہی مجہے غول بیابانی ہے

مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
مختصر جہگڑے ہو مگر قصۂ طولانی ہے

١٣ — قبر مین جوشش گریہ نے اوبہارا ہی نسیم
ہم تہ خاک بہی رہتے ہین سدا پانی پر — ١٦٣

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر
دیکہیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بہی کہل نہین سکتی ہی گرہ
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سحر ہم دیکہتے ہین
ہوگئی اب تو بشکل کمر یار سحر

پوچہتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر
روکے کرتے ہین تری عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچہ اور ہی ونکی صورت
دیکہتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر

آنکہین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکہین گے ترے تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون تیغ مین اونکو ہی اذیت ہردم
کسطرح کرتے ہین دیکہون ترے غمخوار سحر

منہ کو کھاتی نہیں افسوس شب فرقت میں
رکھتی ہے عاشق جانباز سے کیا عار سحر

کسکے حیات نفس چند ہے باقی اے دل
ہم سے پڑین ہونگے کسی کی پس دیوار سحر

رات اور دن کی نمود ہیں مری آنکھیں
زلف ہے شام اگر ہیں ترے رخسار سحر

ہر نفس میں دم آخر کر ذرے آتے ہیں
یہ یقین کب ہے کہ دیکھیں ترے بیمار سحر

وہ تو پہلو میں نہیں درد کی شدت دیکھیں
آج کس طور سے ہوا ہی دل بیمار سحر

١٦٣ — ١٣

روز دو چار نئے گل نظر آتے ہیں نسیم
جاتے ہیں ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر
شکر کو کیونکر نہو ہر مو زبان بالای سر

نوک نیزہ سر پہ ہے گردن پہ ہے پیکان تیر
اک زبان زیب گلو ہے اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو بحث حرمت بادہ حرام
کھینچکر رکھدیتے واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند
خاک زیر پا ہے وہ آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہوں کہ ہنگام فراق جسم و جاں
لیگئی لاشے کو میرے حور جنان بالای سر

راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کرے
بل کرے کیونکر نہ زلف ایجان جان بالای سر

پیچ و خم سے پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا
پھر بلا لایا دل نامہربان بالای سر

اے فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہیں بھلا
لیتے ہیں ہر روز ہم جور بتان بالای سر

کسکی پابوسی کے خاطر یہ بلندی ہے تجھے
ایفلک ہے کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہد سودای عشق یار ہیں مجکو عزیز
سنگ طفلانکی میں رکھتا ہوں نشان بالای سر

صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچیں منع کر
لے نہ جائیگی اوٹھاکر بوستان بالای سر

سایہ سے دور دو تمنا ہے دل ناداں مرا
لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

١٦٤ — ١١

قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کس دن نسیم
دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالای سر

ہی بلندی مین بہی پستی کا نشان بالای سر
آسمان رکھتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اعلی سے ادنی کو بہی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بھلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کہا رہا ہے آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس دہر مین
چل رہی ہین آسمانکی چکیان بالای سر

دیدۂ پیہم کے بھرے ہین دلمین کیا کیا حوصلے
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکہہ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک و باد
جاتی ہی اوڑ اوڑ کے گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک
دشت سی لایا ہی قیس ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہے پس مردن صبا
رکھتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹکھیلیان غنچے سے کرتی ہی صبا
شوخیان کہلاتی ہی برق طپان بالای سر

نالۂ جانسوز بہی افسوس کر سکتے نہین
پھر بلا لاے نہ کوئے ہمزبان بالای سر

۱۶۵ — تنگ ہین ہم اس دل نالان سے کیسی ای نسیم
روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالاے سر — ۹

مر گئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑکر
کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑکر

کیون مکدر ہو کہو کیا شی تمہین ملتی نہین
حکم ہو لادون فلک سے یار اختر توڑکر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تہا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑکر

بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف ہے
قبر پر بلبل کے رکھدینا گل تر توڑکر

خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑکر

دیکہتا وہی مصفا کی جو تیرے روشنی
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑکر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمی دیے
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑکر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑکر

۱۶۶ — اوسکی کوچی تک رسائی کسطرح ہووی نسیم
کوی بڑہ سکتا نہین جب مقدر توڑکر — ۱۰

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر
جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر

غیر ممکن ہے کہ مجسے ترک عشق لف ہو
جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہے چیندے پاسبان
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑکر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے کیا مجال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر

رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہوگئی
کسطرح جائی مرا حال پریشان چھوڑکر

مرتبہ بہتر ہے کچہ آغاز سے انجام کا
ہاتہ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر

طعنے اب سہتے ہین عریانی کی ایدست جنون
کیون ندامت تونی لی تار گریبان چھوڑکر

دیکھنی کو کچہ نشان رہنے دے اے جوش جنون
چاک کرسب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر

کچہ دنو نہین خاک ہوکر خاک مین ملجائیگا
کب چلا جاتا ہون اب مین کوی جانان چھوڑکر

اتحاد تا قیامت ہی فراق ہکو محال
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑکر

داغ تن کی لطف یاد آئینگی ایجان جسبے ہے
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر

نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسے ہوئے ہی جسم کو جان چھوڑکر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر

میہمان ہین کچہ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑکر

وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر

دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین دربدر
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر

بعد مردن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑکر

١٦٧	برزخ اوس سحر کس لیے رہتے ہو عاشق ہی نسیم وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑکر	١٥

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ لے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکہ جھپکی گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکہ کرتے ہین نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھہ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہے
دیکھہ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت بیخبری کی بعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منہ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفا اور جفا پیشہ ہے دیکھا او ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

دہوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیری
چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھہ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین نشتر کیونکر

ساتہ بدمستی مین سرمایۂ سودا میرے
پہیکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر

سنگدل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہوجائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے ہوکا جاتا ہے
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

١٦٨ — ٢٣

صدقے اس قوت بازو کے دل و جان تسنیم
دیکھا اوکھاڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہوکر
پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہوکر

اتنے بدخواہ ہی پیش آتے ہین کمتر ہوکر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہوکر

مختصر ہوکے دکھا لطف درازی اے زلف
میرے آغوش مین آجا شب محشر ہوکر

کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر

ہاتہ بڑہ بڑہ کے پڑی پر نہ پڑی تیغ قاتل
رہ گئی زخم جگر جا بمقدر ہوکر

روح بھی کوئی دولہن تھی کہ مرے قالب سے
منہ چھپائی ہوئے نکلے تہ خنجر ہوکر

یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش مین ہو
جیسے ہی خلق کو لون دامن محشر ہوکر

غیرت آتی ہے شب ہجر مین تو سے مجھے
رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
مَی رہے گی تری آغوش مین کوثر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

موت شرمائیگی کیونکر مجھے بد عہد سے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل
سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر

نیتین کم تو ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بھی یار ہوی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دل مین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اوٹھے تھے مری آہو نکے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نے بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو ترے بوسے تر
زہر گھلتا ہے دہن مین مری شکر ہو کر

مر کے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو کئے عدم سفری
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تھا دم تجویز مقرر صلح
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورئیے روح قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی تمکو
چھٹ گئے آپکے احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوے قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

١٦٩	کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے نسیم شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	١٨

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہوکے شرماتا ہون مثل قطرۂ ساغر
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

اٹھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست و پا سے مین آب وضو ہو کر

سکونت سے بہت بڑھ کی ہی میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
چھلک جاتا ہون لیکے تکلیف ساقی مین سبو ہوکر

سکہائی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نے
اینٹہ آتا ہون دشمن بہی تیری گفتگو ہوکر

نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
ہمین کر دیتا ہون قاتل سکو تیری گفتگو ہوکر

تقاضای تمنا سی نہ اک جا دو گھڑی بیٹھے
پھرا کیا عمر بہر عالم مین تیری جستجو ہوکر

نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کہینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہوکر

نہین ممکن کبہی تیرے دامنی مین فرق کچھ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میرے آبجو ہوکر

نشان کیا پوچھتے ہو بی نشانونکی ٹھکانونکا
دماغو نمین ہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہوکر

کبہی ملک حلب مین ہون کبہی شہر ختن مین ہون
نہین رہتا تری شہرت کے صورت آئینہ رو ہوکر

خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانی سی زلف مشکبو ہوکر

کمی مین بہی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
کبہی ابرو بہی بن جاتا ہون قصر آبرو ہوکر

اوٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر پر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہوکر

بھلے کو بہی سمجھتا ہون بہی دوست و دشمن کے
نہین قابو مین مین رہتا مزاج جنگجو ہوکر

مری سوز دروں مین سو طرح کی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلون کو یاد یار شمع رو ہوکر

۱۷	لہو سے پیرہن تر دیکھکر یارون نے فرمایا نسیم آیا ہے کوئی یار سے کیا سرخرو ہوکر	۱۷۰

مین جو بیخود ہون کسیکا روی زیبا دیکھکر
کہتے ہین حباب میری مجکو کیا کیا دیکھکر

سب یہی کہتے تھے وہ بیرحم ہے بیدرد ہے
دل دیا اوس بیمروت کو بہلا کیا دیکھکر

ای اجل قربان تیری مجپہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میرے مرنیکا تماشا دیکھکر

دوست روتے ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہے میری جان پہ
اوس بت کافر کی زلف چلیپا دیکھکر

تیری آنکہونکی ہمین وہ مستیان یاد آگئین
وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکھکر

لو مین پھر بیمار ہوتا ہون کہین اصلی ہو — مین نے سمجھا تم خفا ہو مجکو اچھا دیکھکر

ساتھ تھا اک قافلہ طفلان ابجد دست کا — وہ بھی کچھ گھبرا گئی میرا جوش سودا دیکھکر

ضبط خواہش گر نکرتا یون نہ رہتی پارسا — کیا کہون کیا دل مین آیا تمکو تنہا دیکھکر

مین نے اک دریا بہایا آنکھ سے پتھر سے کل — اور لہرائی مجھے بھی موج دریا دیکھکر

ایک کا ہے ایک شیدا کی ایک سے آزردہ ایک — حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکھکر

وہ ابھی آتے نہین دم لے خدا کیواسطے — ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر

غیر ممکن ہی کہ خوش آتین ہین جور جہان — آنکھ اب کس پر پڑیگی حسن تیرا دیکھکر

کیسے بیدرد ہین یارب کہ بدلے رحم کے — لوگ ہنستے ہین کسیکا مجکو شیدا دیکھکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ و آسمان — رحم آتا ہے ہمین اب حال اپنا دیکھکر

شب جو تھی ہم وہ بہم جوش حسد سے یہ فلک — پھر لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

۱۷۱ — دوستون نے رو دیا جب شکل دیکھی ای نسیم — ۱۷
کیا کہون کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر

مین مرگیا ہون تیرے خریدار دیکھکر — ٹھنڈا ہوا ہون گرمی بازار دیکھکر

افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق — رکھنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکھکر

آئین جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتین — رونے لگا مین جانب گلزار دیکھکر

اب دیکھین ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھائے — پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین — روتے ہین وہ بھی صورت بیمار دیکھکر

آئینے نے سکھا دین انہین کج مزاجیان — ٹیڑھے ہوے وہ ابروے خمدار دیکھکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ مین — محشر بپا ہے جلوۂ رخسار دیکھکر

پردہ کیا اونہون نے طلبگار جانکر — چھپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکھکر

ثابت نہین کہ آج ہوئی کونسی خطا — کیون گھورتے ہین مجکو وہ ہربار دیکھکر

مجھکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر

تیغ نگاہ یار کے دلپر جو زخم ہین
مین کانپتا ہون ابروِ خمدار دیکھکر

جھکتی ہے خود بخود مری گردن او سیطرف
ای یار تیرے ہاتھ مین تلوار دیکھکر

آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہوگئی
روتے ہین مجھکو اب مرے غمخوار دیکھکر

درد جگر فراق کی تب شوق کی غشی
حیران ہے چارہ گر مرے آزار دیکھکر

برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
گھبرا گئی وہ آہ شرربار دیکھکر

ایسا ہجوم شوق نے مجھکو بنا دیا
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

١٧٢	مژگان کے وصف مین نہ لکھی شعر ای نسیم رکھا قدم نہ منزل پر خار دیکھکر	١٢

اشک امڈی تو دامن سے شتاب کر باہر
قعر دریا سے نکل آتے شناور باہر

اسقدر جوشش محبت سے گلو نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دمِ خنجر باہر

چشم دزدیدہ بھی وا ہی مرے نظارے کو
سینۂ تیغ سے ہے دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین بھی تنگدلی ای قاتل
پانو ڈھانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
نکل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر

منہ فقط اتنے لیے وہ نہین کھلاتے ہین
رہے آغوش تصور سے بھی باہر باہر

خاک پیوندی کے لیے لائی ہے صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

کاٹتا ہی مرے اس خوف سے بازو صیاد
کہ ہو چاک قفس سے بھی کوئی پر باہر

سما حضرت دل کا تو تپا وقت شگاف
نکل آتے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشت دل سے ہم اب ہی ہین گھر باہر

١٧٣	خوف آوارہ مزاجی نہین آتا ہی نسیم	طفل اشک آنکھ سی رہنے لگے اکثر باہر	١٧

قربان ہو رہی ہے مری جان ادہر ادہر — وان رخ پہ ہی جو زلف پریشان ادہر ادہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کے لیے — ہوتے ہین ساتہ عاشق نالان ادہر ادہر

ہین سخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر — رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر ادہر

ہنگامہ جنون سے جو دونو ہوی ہین چاک — دامن ادہر ادہر ہی گریبان ادہر ادہر

زلفین جہٹی ہوی ہین جو چہرہ پہ دو طرف — لہرا رہے ہین افعی پیچان ادہر ادہر

دیکہا اونہون نے مردہ مجہے سینے اشکبار — آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر ادہر

یا دشمنون سے قطع ہوا مجہسے ترک ربط — کیون ونکو کر رہی ہو مری جان ادہر ادہر

مطرب وہان ہین جمع لوا ساز اسطرف — ہوتے ہین کل سے عیش کے سامان ادہر ادہر

کیونکر کرون مین بات چیت یار کے — رہتے ہین ساتہ ساتہ نگہبان ادہر ادہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجہے اپنی کہے کی ضد — سمجہا رہے ہین دونو کو انسان ادہر ادہر

آنکہون پہ سائبان ہین مرے دید کو ہون کیا — پہیلے ہوی ہین دامن مژگان ادہر ادہر

وہ بت ہی مین ہون صاحب دین پہر فیصلہ — ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر ادہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آپ جاوین — کس لطف سے ہی رغبت احسان ادہر ادہر

نالان وہ اقربا سے ہین ہون مجہ سے وحشی تنگ — کس کسطرح جگر و دلمین ہین ارمان ادہر ادہر

ہرجائی اونکو کہتے ہین جو [illegible] اسیر کی — اوٹہتے ہین اتہ من سے طوفان ادہر ادہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ — ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر ادہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو بطرز تقسیم — جلوہ دکہا رہی ہین گلستان ادہر ادہر

١٢٣	ردیف زای معجمہ	١٢

کیونکر اوٹہا ہی طرۂ زلف دوتا کے ناز — کافر سے نباہینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین چاہتین — کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین ہما کے ناز

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب مرگ — کیا کیا اوٹہائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

کھلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئے ہین ہمارے سے اوٹھا کے ناز

اے دل ستمگرونکی جفا سے نہ پھیر منہ
سہنے نہین کشاکش و زجرا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کبتک اوٹھائین ظالم ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لاتین ہین آنکھین تری شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسے
جز مرگ کون اوٹھاے مری مدعا کے ناز

نوبت کہے سے تا بقدم یار آچکی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
انجان بنا اوٹھ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

۱۷۵ — تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم
دیکھین گے استخوان ہمارے ہما کے ناز — ۱۴

باقی ہی شوق قاتل شمشیرزن ہنوز
ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہے عزت بی پردگی ہمین
کرتے ہین یاد کنج لحد مین کفن ہنوز

اب تک وہی ہین ہمسے تری تیغ اوانیان
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کم مرے ویرانہ دوستی
جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز

قاتل دریغ کرنہ لعاب زبان تیغ
کہو [illegible] زخم ہمارے دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے
مصروف ناز کی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد ہی ہوی نفس سرد کھینچکر
گرمی دکھارہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منعقد ہی ترے شوق دید مین
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکھارہے ہین مرے داغہاے دل
ای رشک گل وہی ہی ہوای چمن ہنوز

پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان
نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی کہنگی
پہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

ای جان مضطراب نکر رات ہے ابھی	باقی ہے دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اوٹھینگے کیا سوال نکیرین کے لیے	باقی ہے قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
ہر سخت دل ہین ریزۂ الماس ہر نسیم	بھولا نہین ہر یار کا وہ لوز تن ہنوز

۱۶۱	ردیف سین مہملہ	۲۰

کل چھرے پا ئینگے جتنی ہین اسیران قفس	دیکھو مہمان قضا رات کو مہمان قفس
دے کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد	تنگ آئین ہین بہت ضبط سی مرغان قفس
مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر	میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پنبہ در گوش نہ ہو خدا ای صیاد	سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
لو ریاں گو دمین لیکر جو قضا نے دی ہین	پانو پھیلا ی ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدہ جاک قفس کیا ہو اسیرونکے لیے	آنکہ کھولی ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد	جی کو بہلائین یوہین کاش اسیران قفس
خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارون کی	یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس
فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین دلشاد	کہدو صیاد سے طیار ہو سامان قفس
مخلصی ہیچ الفت سی بہت مشکل ہے	چھوٹ نیکے نہین ناخن مرد امان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا	یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس
نیند آجای اجل کے میرے افسانے سے	تا قیامت نہ کھلی چشم نگہبان قفس
چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد	تنگ آتا ہی اوٹھانا ہمین احسان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجکو آہ	یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس
چھوٹ کے ہم مسکن اندا سے بھی رنجیدہ رہے	مدتون دلمین رہی حسرت ہجران قفس
نہ پڑی آنکہ تری اور طرف ای صیاد	کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوی شایان قفس
اشک خونین کے ہین قطرے مری ہمصورت گل	دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی اک ہی پرواز مین خالی آغوش ۔ کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی ۔ چرخ چکر مین ہو دیکھی جو مری شان قفس

رنج عشرت ہمین نہین کم جو ہون احباب مقیم ۔ مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

١٧٧ ردیف شین معجمه ١٩

صاف طینت کو کدورت ہی بدنکی خواہش ۔ روح مین وہ ہون نہین ہے جسمے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین انکی ہے طلب لا حاصل ۔ نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تجھے مری الفت دیرین سے روز ۔ تازگی پر ہے مری داغ کہن کی خواہش

پڑ گئی دید گلستان کے ابھی سے لالے ۔ رنگ کھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملی غربت مین ۔ کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوی سخن چند ہے تجھ سے قاتل ۔ اسلیے ہے مری زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہماری آنسو ۔ اے دل زار نکر دُرِّ عدن کی خواہش

داغ ہین ہم وہ ملین نہین سیر گلستان کی ہوس ۔ باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج ۔ نہ ہے آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان ۔ میری وحشت کو نہین طوق رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا ۔ تو اسیر ہین ہوی دام کہن کی خواہش

بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہردم ۔ روح سے کام نرکھتی ہین بدنکی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش ۔ خاکسارونکو نہین زیب بدنکی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے بیمار دن لاشہ ۔ جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل ۔ سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہیے ہے قوت روح ۔ کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہوچکی دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا ۔ شام غربت کو ہوی صبح وطن کی خواہش

یاد آتی مجھے ایذا طلبی کے راحت
فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے نسیم

پھر طبیعت کو ہوی رنج و محن کی خواہش
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

۱۷۸ ردیف صاد مہملہ ۱۷

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری اوس گیسو کا تصور
کرتی ہی مری چشم نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو اوتری ہی کرسے
سیکھے گی قدم سے تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اوٹھاتی ہین دم مرگ تمہارے
فرش سر مقتول پہ کرتی ہے جفا رقص

پردہ نہ رہا کچھ ترے بی پردگیون سے
کرنے لگی بیساختہ پابند حیا رقص

ٹھوکر نے سکھایا ترے انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کرے دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
ہر دور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سی مطلب
کیا دیکھنے اٹھیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سی خالی
بسمل ترے کرتے ہین دم ذبح بنا رقص

جانباز دفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اس لیے بالای مزار شہدا رقص

آنکھونکی اشارے کشش دلکو غضب ہین
ہر مہر ترے انداز سے ہوتا ہی بنا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آ کے صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہے خورشید
کس شوق سے محفل مین تری ہی ہوا رقص

نالونکی مری دہوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص

لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکھلاؤ ہمین جان جہان پھر خدا را رقص

سوچے تو نسیم آ کے کس لطف سی گذرے
برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

۱۷۹ ردیف ضاد معجمہ ۲۴

ای دل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کیواسطے نہین رسم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے
کرتا ہی ہے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سن چکے
کرتے نہین کسیکو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب
وو دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام باز پرس
عاشق کے قتل کا کوی کر لو بہانہ فرض

زینت سے کیا غرض ہے بس مرگ نفس ہم
چادر کی ہے ضرور نہ ہے شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زرتار گر نہین
محتاج ہے نہین ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہی من مین
کب جانتے ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر ہے کچھ نہین
کرتا ہون اپنے سایے کو دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس سچ تا ہی ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہے مرآب و دانہ فرض

ایجان جان جلد تنگ نگہ مین سمے نہ ہو
کر لو ہمارے دلکو بھی کوی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑتا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مستانگی سے حسن خداداد پاک ہے
زلفون کیواسطے نہین تنین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اس لیے
کرتا ہے ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمے اوٹھا رہا ہون وہ نازک دماغ ہون
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیرے در پہ رہین جبہ سائیان
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوڑینگی خاک ہو کے بھی تیرا نہ آستان
ایجان کر وفا مین ہمین تو یگانہ فرض

آتا ہی تا بہ چشم تمنا سے رزق ہین
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
کرتے ہین ہم ردای فلک شامیانہ فرض

پاداش قتل سے مرے ڈرتے ہو کس لیے
لاکھون فریب ہین کوی کر لو بہانہ فرض

مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہر دم جلا رہے ہین و دم گرم ہڈیان
کرتے ہین سوز دلکو ہم اپنے زبانہ فرض

جو قابل شنید نہو داستان غم
کہتے ہین کیجیے و سے تیر افسانہ فرض

دیدالو تم ہی خمس سخن جلد اے نسیم
ہر بالدار پر ہے زکوٰۃ خزانہ فرض

۴۱	ردیف طای مہملہ	۱۸۰

قاصد جو پڑہ چکین وہ مرا ماجرای خط
کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفای خط

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑہتے پڑہتے بہول گیا ماجرای خط

افسانہای ہجر کی طولانیان یہ تہین
برسون پڑہا کیے نہ ہوئی انتہای خط

فرصت کہان ہے نسبت کچہ حال لکہ سکین
قاصد ہمارا شوق ہے بس ہی بجای خط

خط نامہ بر کو پہیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعای خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برای خط

گر خط نہ پڑہ سکین تو زبانی ہے نامہ بر
کہدینا مدعای مصیبت فزای خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان
اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہوای خط

غفلت یہ تہی تصور رخسار یار سے
لکہا ہزار بار وہی مدعای خط

تہا دہیان نامہ بر ہین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار ہی منہ سے ای خط

سمجہین نہ کر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مری آشنای خط

آجای نامہ بر جو بس مرگ ہم نشین
دینا مرے مزار پہ لاکر ہوای خط

آجای نامہ بر نہ کسیکے فریب ہین
ڈر ہی نہ مدعی پہ کہلے مدعای خط

قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط

مضمون خون دلکو بہی شنجرف سے لکھا
کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنای خط

پڑہ کر وہ خط شوق مرا اوٹہ کہڑے ہوے
تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط

پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
مضمون کی پاک ڈہونڈہ رہی ہین ادای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار ہین
رخسار مہ عاس کے نظارونکا شوق ہی
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہی
آخر لنسیم نامہ و پیغام تا بکجا

معلوم کچھ نہین سبب التوای خط
قاصد دکھادی ناصیۂ خوشنمای خط
دیتا ہون نقد جان مین تجھی ونمای خط
بہتر یہ ہی کہ آپ چلو تم بجای خط

ردیف ظای معجمہ

۱۸۱ ۵

پاک ہی لذت عشرت سی زبان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہ گارونکا
خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی
خود فراموش ہی کیا اور کو سمجھائیگا
کیون نہو تیر اشارات سی عالم مجروح

جو بلا آ ہی آلہی سو بجان واعظ
ڈہونڈہو و زخمین کمین جا کی مکان واعظ
جیمین ہی کاٹے دانتو نسے زبان واعظ
رہت بازو نسے کبھی یہ ہی کمان واعظ
قد خم گشتہ ہی گو یا کہ کمان واعظ

ردیف عین مہملہ

۱۸۲ ۱۳

ہجر مین میری سینہ جلا نکلی رکہ پروانہ شمع
جب پڑی زنجیر گریہ پھر کہان آزادگی
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئی
بات کچھ ہو یا نہو آنسو بہادینا اسے
روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی
زندگی تک آتش الفت کی تہین سبب گرمیان
واہی قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین
دنکو پنہان راتکو فانوس کی رخ پر نقاب
دامن گریہ چھپادیتا ہی عریانی کا عیب
کیا غضب ہی ہوگئی گل معشوق بلبل شگفتگی

ہاہی دیکھون آجکی شب ایک جا پروانہ شمع
دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع
کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع
رکھتی ہی پیری مین جسن گریۂ طفلانہ شمع
بکتا ہی کس لیے پیدا ہوی پروانہ شمع
جان پروانکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع
بوتی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع
کسقدر رکھتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع
تن پہ رکھتی ہی ردای اشک بیتابانہ شمع
کچھ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب بینت نہیں محتاج زینت غیر سے — حاجت مشاطہ رکھتی ہی نہ فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہو دیوانونکی شکل — مانگ لی پرواز کرنے کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین — رات بھر کرتے ہی حفظ لاشہ پروانہ شمع

۱۸۳ — ولہ — ۱۴

حسن معشوقی مین بھی رکھتی ہی ناسور شمع — سوز باطن تو نہ کم ہوتا جو ہوتے حور شمع

کیا فروغ مرگ ہی ای حور عاشق کا سرے — گل چڑھاتی ہی لحد پر بنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی اوس تیری نذر کو — جانتی ہی آنسوون کو دانہ انگور شمع

اشک کے دامن مین کہلی اپنی پروانیکی لاش — مفلسی سے کچھ نہین رکھتی اگر مقدور شمع

گریبان کہلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی — صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹائے گر فروغ زندگی منظور ہے — دیکھ وقت روشنی رکھتی ہی کیا دستور شمع

وعدہ ہی اتحاد یار اندادوست سی — جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتہ پیچیدہ زلف — سامنے پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے نزی اوٹھے نہ پروانیکے ساتہ — جل رہی ہی پردۂ فانوس مین مجبور شمع

رکھتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے — سر سے پا تک ہی بشکل خانۂ زنبور شمع

خودنمائی ہی حسینون کے لیے بی پردگی — عیب عریانی سے ہی اسواسطے معذور شمع

یہ سجائی گر ہے رخسار آتشناک سے — بزم جانانمین تہ فانوس کہدو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈھیر ہی — ہی بہلا کس حسن بے اثبات پر مغرور شمع

۱۸۴

زیر مدفن روشنی اعمال کی ہی اے تسنیم
آرزو خورشید کی ہکو نہ ہی منظور شمع

۲۶

سر محفل کبھی رکھتی ہی جو یہ دستور شمع — ایک ہی پاسی گھڑی ہتی ہی شب بھر دور شمع

دیسے تکتی ہی تیرا عارض پہ نور شمع — دیکھ تو کیا دیکھتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہیں جو دعوی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس میں ہے شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہیں مسرور شمع
دود شعلہ سے رکھتی ہے نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بھاگے دور شمع
سامنے خورشید کے رکھتی نہیں ہے نور شمع

آبلے اشکونکے رخ سے کر رہی ہے دور شمع
پالکن میں بھر رہی ہے دانۂ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہیں
کب بھلا رکھتی ہے ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاہے کو ہی سر پر ہے یہ چوٹی لو کی
جب چلو ہی ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہے جب ناسور کو بھر دیجیے
جانتی ہے ننگ اپنی زخم پر انگور شمع

عکس تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر چمکی ہے گویا ہو گئے بلور شمع

جم گیا ہے جا بجا دود جگر پروانے کا
سرمگین رکھتی ہے ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کسقدر انداز سے تیر نظر کا خوف تھا
کیون ہوی تھے پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکھ ہی پائی ہے قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکھلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو کوچہ گردی عیب ہے
دو سر پا سے ہوی ہے اس لیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہے تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکھلا رہی ہے کچھ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سے دوپٹا روشنی عارض نے دی
آفتاب حسن چمکا ہو گئے بے نور شمع

قصد میرا دیکھ کر کہتے ہیں سو سو ناز سے
کچھ چھپا کر دیکھ تو وہ دیکھتے ہی دور شمع

صدقے میں اوس تیرگی کے جسمیں ہم تم ہو یکجا
جلد اٹھو گل کرو اے جان نہیں منظور شمع

دیکھ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہے عبث اے یار رشک حور شمع

یاد آتی ہے جو اوسکو صحبت پروانہ ہاے
رو رہی ہے ہمکو تمکو دیکھکر مسرور شمع

منہ سے اتنا بھی نہ نکلا کیون جلاتے ہو مجھے
ہو گئی ایسی تمہارے سامنے مجبور شمع

سر پہ بار شعلہ اومین کچھ شکونکا ہجوم
آکے محفل مین تمہاری بن گئی مزدور شمع

زیر اسا تمہاری حسن کی سی روشنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہہ بہی سیکہی نازِ معشوقی تمہاری شرم سے
پردۂ فانوس مین رہنی لگے مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینونکو بہی جور چرخ سے
رکہتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

١٨٥ — اِنہین بہین مین اک غزل لکہو مضامین رسا تسلیم — ٣١
جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع

اِس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع
صبح کو ہو جائیگی رزق دہان مور شمع

آپ بہر لیتی ہے اپنے اشک سے ناسور شمع
رکہتی ہے کب احتیاج مرہم کافور شمع

آجکی شب دیکہتی ہے یہ نیا دستور شمع
مجہسے تم کچہ دور رہو اور تمسے ہی کچہ دور شمع

شعلہ رویونکے محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بہی ہی اپنی پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمی مجہے
کچہ غرض کہتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرونکی لیے
آنکہ تو رکہتی نہین کیا دیکہی اپنا نور شمع

تیرگی ہر باعث آرام موذی کے لیے
ہوتی ہے ایدل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بہر سوز حال اسمین شعلی رات دن
کب بہلا رکہتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دہو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکہتی نہین منظور شمع

صورت موسی غشی ہے صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہر کہانسے جلوہ ہای طور شمع

وای قسمت بی بضاعت سے حذر کرتے ہین سب
بہاگتی ہے خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بی گور شمع

جوکہ مہمان خدا ہین اونکو پہر کیا احتیاج
اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکہتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا زا اوسمین ہے
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم ہیجون زردی چہرہ دلیل کسل ہے
بی سبب کب ہی یہ صورت کچہ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہے کسیکی جو ہوا ایسا حال
جلوہ گر ہے صورتِ داغ تنِ محرورِ شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تیری بات
آپکی محفل سے دلمین لیچلی ناسورِ شمع

سبجہہ وہ روتی ہے مین روتا ہون تیرے ہجر مین
اسطرف مجبور ہین ہم اوسطرف مجبورِ شمع

ہمہین سوزِ عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینہ محرورِ شمع

کہتے ہین اوٹہ آکی حد سے ہو کھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہوگئی بی نورِ شمع

بسکہ آنکہوں مین تصور آپکی عارض کا ہے
آج محفل مین نظر آتی ہے مجبورِ شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتہ ہین ہم کسطرح مسرورِ شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کرا اسکو ہو چکی بی نورِ شمع

واہی غفلت قربِ رخصت پر جو ہے اسکو نظر
دیکہو ہمدم تم نفس ہی ہین مرہی ہے دورِ شمع

بی زبانی سی ہے جیب سر کا تمکو بختا دے گئے
بدگمان ہو آپکے ہو کیون ایجان نہین مغرورِ شمع

آپکی رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثلِ چراغ دورِ شمع

التماس آرزو کرتے تمہارے سامنے
ہان مگر ہے خلقت خاموش سی مجبورِ شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گرد وپیٹا اہی صنم
پہلے نورِ صبح سے ہو جائیگی کافورِ شمع

کب ہین محتاج ضیائی غیر عاشق اہی نسیم
داغ تن تابندہ مین دکھلائیگی کیا نورِ شمع

۱۸۶ — ردیف غین معجمہ — ۱۷

دلمین رہتا ہے ضیائی داغ سے روشن چراغ
گھر ہو عاشق کا یہان جلتا ہے بی روغن چراغ

کب یقین ہے قبر میری اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بھی نہ آؤگی بس مدفن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر ہوتی ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہے جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سی ہے سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکہتا ہے کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال پھرین
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغِ کرمکِ شب تاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ

روشنی دیتی ہین داغِ دل شگافِ قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے تابی ہو باعث آرام ہے
بجھ کی سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بی روغن چراغ

یہ جلاتا ہی اونھین آتی ہین پروانے جو پاس
وای قسمت دوستونکا اپنی ہو دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالای مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یونھین مرجاؤنگا مین بھی سوزِ غم سی ای صنم
جلکی بجھ جاتا ہی شب کو جیسی بی روغن چراغ

عکسِ عارض سی تمھاری بڑھگئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابشِ رخسار سی تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقالِ روحِ عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمھین روشن کری دشمن چراغ

مجھسونکو بھی تمھاری حسن سے ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روزن چراغ

ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل [۱۸۷]
جوشِ مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ [۹]

باعث بی رونقی ہی جای ویران مین چراغ
اس لیے روشن نہین کرتے بیابان مین چراغ

تیرہ بختونسے فروغِ ظاہری رہتا ہی دور
کسنے دیکھا دامنِ شامِ غریبان مین چراغ

اوٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
پاسبان روشن کری اب کوی جانان مین چراغ

کچھ ہمین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہے
آہ کر شعلونسے جلجاینگے زندان مین چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہین وہ آغوش مین
الفلک رکھتا ہون مین بھی آج دامان مین چراغ

ہر شگافِ مو سی ضو دیتا ہی حسنِ روی پاک
جلوہ گر ہی کوچہ گیسوی جانان مین چراغ

سو رہتا ہی چپکی چپکی کچھ ہوا کا ہے جو خوف
رات بھر رہتا ہی اپنی فکرِ درمان مین چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیالِ یار مین
کیا تماشا ہی کہ ہین آغوشِ دامان مین چراغ

ای نسیم اپنی خلافِ بحرِ سابق لکھ غزل [۱۸۸]
صبح ہو جای بیابانتک بھی دی لو ای حسن چراغ [۱۰]

ہان کیون نہ عیش بزم رہی بی سخن چراغ
رکھتا نہین نشان زبان و دہن چراغ

محتاج روشنی نہین عشاق آپکے
جلوہ نسے داغکے ہین تہ پیرہن چراغ

مرنے کے بعد بہی وہی شعلے ہین مشتعل
جلتے ہین ماتدن مرے زیر کفن چراغ

نیند ونکے لطف خلق کو بیدار بان اوسے
ہی پاسبان خانہ ہر مرد و زن چراغ

درپیش ہونگے عذر گذشتہ اوسی طرح
روشن کرونہ آجکی شب جان من چراغ

عاشق سے کاد شون نہ ہمیشہ ہی روزگار
جلتا نہین سر لحد کوہکن چراغ

جلتے ہین سیر کو تو رہی روشنی بہی ساتھ
دکھلائیگا نشیب و فراز چمن چراغ

بی رونقی دلیل مصیبت ہی اے منعم
رکھتا نہین مزار غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھے تو قہر ہی
خیاط کو بھی چاہیے بہر کفن چراغ

مضمون نور زا جو ہوے ضبط اے نسیم
ہے بزم سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۶	ردیف فا	۱۸۹

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کیطرف
دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کیطرف

یاس وفا سے منہ نہ پھرا وقت نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوی چمن کبھی کبھی صیاد کیطرف

مین اجنبی قفس سے مجھسے اجنبی
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کیطرف

اے دم روزگار نہین بخت عندلیب
کیون کھینچتا ہی تو مجھے صیاد کیطرف

کہتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہے
پھر یطرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکھی جو بینے روز جزا اوسکی بیکسی
شرما کے ہو گیا اوسے جلاد کیطرف

روکو خدا کیواسطے یار و کہ جوش شوق
پھر مجکو لے چلا اوسے جلاد کیطرف

ہی مجکو جوشش شوق شہادت حیا کے ساتھ
گردن جھکائی جاتا ہون جلاد کیطرف

شوق نیاز ہون کبھی قہر نگاہ ہون
اپنی طرف ہون مین کبھی جلاد کیطرف

ویسے مسافران عدم تنگ دل گئے
منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کیطرف

عاشق کا دل ہی ہین خوشی کا گذر کہان
آتا ہی کون خانۂ برباد کیطرف

مژدہ کسی طرحکا سُناتا ہی گر کوئی
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کیطرف

دونکو شگون آمد فصل بہار ہے
تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف

مشق خیال یار ہے یون دلکو جسطرح
رغبت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

۱۹۰	غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم جاتے ہین ہم ام بلبل ناشاد کیطرف	۱۰

بھلا وہ کیا ہو میرے حال زار سی واقف
نہین ہے جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکے کھلی قفس مین آنکھ
نہین ہین لطف خزان و بہار سی واقف

نہین اوٹھائی ہی جسنے تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سی واقف

فروغ حسن و شب زلف اسنی دیکھی ہے
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف

خیال کر یہ پس مرگ اوسکو کیا ہوگا
جو آج تک نہین میرے مزار سی واقف

نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگے
نہین تھی ہم ستم انتظار سی واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سی واقف

خلش اوٹھائی نہ نوک مژہ کی آنکھون نے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف

ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذب دل بیقرار سی واقف

۱۹۱	مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف	۱۳

مین دیکھ کر یہ طول نہ کیون ہجر مبتلائے زلف
خرابعد النظر مین نہین انتہائے زلف

حسرت ہی رہ گئی دل عاشق مین ہائے ہائے
شانے نے کچھ بیان کیا ماجرائے زلف

یارب دراز ہو شب ہجر اسنے بھی زیاد
رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائے زلف

عاشق کے دلکو فکر دوئی سے نہیں فراغ
شانہ بھی سر لگا ہی ہوئے ہے قفائی زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب
ثابت نہیں کسیکو ہے کیا مدعائی زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئی ماجرائی زلف

میری بھی داستان کو اسیطرح طول ہے
جسطرح ہے دراز ترا ماجرائی زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو تمہیں دون بہائی زلف

پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ ری نصیب
کیا اندنون ہے اوج پہ بخت رسائی زلف

اللہ ری ضبط عاشق بیچارہ مر گیا
اتنا بھی اوسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہائی زلف

صدقے کیو اسطے ہے تمہیں فکر کیا ضرور
عاشق کی جان جائیگی لیکر بلائی زلف

قربان اس نصیب کے کیونکر نہ جائیے
قسمت یہ ہے کہ سر پہ تمہاری ہے جائی زلف

سچ ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر ای نسیم
کیا کیا بلائیں سہتی ہیں ہر شب برائی زلف

۱۹۲	ردیف قاف	۱۵

ہم غیرت نکو بھی جلجاتی ہیں بہانہ عشق
یارب آباد رہے صحبت میخانہ عشق

یاد کیا آیا ہے مژدہ کہ جو رونا بھولا
قہقہے کرتا ہے کچھ آج تو دیوانہ عشق

رات کم آتی ہے آرام سے پھر سو رہنا
سن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانہ عشق

آہی رہتا ہے میان کو ہی نہ کوئی مشتاق
کب بھلا رہتا ہے خالی کبھی کاشانہ عشق

اور خاک ایسی نہیں جیسی بشر کی ہے خاک
یہی کرتے ہی سدا پرورش دانہ عشق

نہ درخت اسکا ہے کوئی نہ کہیں پھل اسکا
ظاہر انخل و ثمر سے ہے بری دانہ عشق

روح پر وار ہوئی کام نہ آئی زنجیر
نہ رکا قید بھی ہوکر ترا دیوانہ عشق

حال کہتی نہیں مرجاتے ہیں عاشق خاموش
دیکھو ہی شمع کی جلجاتی ہیں پروانہ عشق

سجدی ہوتی ہیں ہزارون کے دم مستی شوق
اتنو کعبے سے نہیں کم در میخانہ عشق

بند ہو جائیگا واعظ در توبہ لیکن
وا رہیگا یونہیں ہر دم در میخانہ عشق

بیخودی میں خودی ہے جو کچھ رکھتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہو وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو دل جا ہی کہ کیا عالم ہو
صعود تین میں وہی رکھتا ہی پیمانۂ عشق

کب تصور میں ہی خالی دل آشفتہ مرا
ہر دم آباد رہا کرتا ہے ویرانۂ عشق

جسکو تھی اسکی ہوا منزل ویران ہی عجب
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

ہی شب ہجر اب نہ محبت کی حکایت کرنا
ورنہ پھر لوگ کہیں گے تمہیں دیوانۂ عشق

۱۹۳ — ردیف کاف — ۱۸

پہنچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک
اللہ رے نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

ای روح نہ اتنا قفس جسم سے ہو تنگ
آلو پہنچی ہیں تیر نظر یار جگر تک

مر جائینگے پہلے دم رخصت طلبی سے
ہم خود سفری ہونگے تو ہی وقت سفر تک

کچھ دور نہیں تیری نزاکت سے جو بل کھائی
ہو زلف کی آجائینگے اگر ہوی کمر تک

یا دو ہی کاکل کو ہی آسیب نہ پہنچا ہی
شانہ بھی نہ آجائے کہیں موی کمر تک

گر تجکو خبر ہو کہ سوتے میں نہیں غافل
آہیں مری ہو آتی ہیں ہر شب ترے گھر تک

کیا دخل جو کم ہو مرے کنگھی نہ دامن
دانتے پہنچی ہیں زخم کے سینے سے جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہے تو جلد آ
ہوں آج کی شب اور ہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادے تھے مری جوش جنون کے
پہنچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک

ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہے
رہ جائی کوئی حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہیں آتا
جا سکتی نہیں میری دعا باب اثر تک

جسکے لیے میں بیخبر ہر دو جہان ہوں
افسوس کہ اوسکو نہ ہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہے ذرا دیکھ لو تم بھی
لے آئینگے اونکو بھی کھینچ ہوی گھر تک

ہر چند ہوں دیوانہ مگر ہے ادب اتنا
آتی ہے قدم لینے کو وحشت مری گھر تک

تنہا تری کوچے سے کبھی میں نہیں پھرتا
محرومی قسمت مری ساتھ آتی ہی گھر تک

وہ حسن کی گرمی ہے جب آتا ہوں تن کے پاس
شعلہ سا لپٹتا ہے مری پانوں سے سر تک

اے ضعف اجازت دی کہ ہیں بر سینہ آنسو
آتا نہیں دامن بہی کبھی دیدۂ تر تک

۱۹۴ — ۱۴

وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بہی ہے محجوب
منہ اپنا چھپاتا ہے مرا زخم جگر تک

خدارا لیجیو یارو مجھے اوس شوخ بدظن تک
یہ حالت اتنی پہنچی ہے کہ رو دیتے ہیں دشمن تک

وہ مطلب ہیں کہ جنکو تم زبان پر لا نہیں سکتے
وہ خواہش ہیں کہ پوشیدہ پہنچ جاتا ہوں دشمن تک

ستم پیری کی احسانے جھکی ہے اسقدر گردن
کہ آجاتا ہے اب میرا گریبان میری دامن تک

وہ ہوں دیوانۂ مفلس سلاسل جیسی ٹوٹی ہے
میسر مجکو ہو سکتا نہیں پیوند آہن تک

پہر آئی میری نالی بد دماغی پر کہ گلچیں نے
کہا غیرت سے مرکر بھی نہیں جانیکی گلشن تک

میری آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہیں خالی
وہ گوہر ہیں کہ دامن میں نہیں گرتے ہیں روزن تک

نہیں ہے یاد کچہ طول گرفتاری سے سب بھولا
ہزاروں بار پہر آتا ہوں چہ لگ کے نشیمن تک

بنا ہوں بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہے
کبھی ساغر کی قالب میں کبھی شیشے کی گردن تک

وہ لی آئی نہیں ہے مری تاثیر تنہائے
بگولے خاک ہو جاتے ہیں آتی آتی مدفن تک

بشکل ابر جسکو مجکو تحمل آب ریزی ہے
بہری ہیں آنکہ میں آنسو نہیں آتے ہیں دامن تک

نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بہی قسمت سے
گل پژمردہ ہوں کیا جاؤنگا گلچیں کے دامن تک

ندامت کیا ہوی ایسی کہ خصت سبکو کرتی ہے
ڈہلا آتا ہے مثل اشک رخسارون سے جوبن تک

درختونکو کیا ہی برگ رنج مرگ بلبل نے
گلستاں میں لباس ماتمی پہنے ہے سوسن تک

۱۹۵ — ۲۶

نسیم اک اور بہی لکہو غزل جولان طبیعت ہے
بڑہا آتا ہے جوش نور مضمون فکر روشن تک

حجاب اب بر مانع ہے گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہوں پہنچ سکتا نہیں پہولونکی دامن تک

بہا تا سیل گریہ کیا کہ جاوے یار بدظن تک
گلا گہونٹا گریبان نے جو اشک آئے بہی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا گئی آنسو مری کہتی ہین
مدد اے اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتی ہین یہی کسکے دل بیتاب کا شعلہ
کہ پہونچا جاتی ہو اک بجلی سی آ کر میرے دامن تک

بہجوم جوش وحشت سی ہی کہنے ہین ادب ایسے
گریبان سی ہی اوجھکر ہاتھ آجاتی ہین دامن تک

ہوا ہی ابر سے ہین ہی خاک ہو کر بہی پشیمان ہون
ہوا آئی نہین دیتی کسی کی مجکو دامن تک

قدم جمنے نہین دیتی صفائی عارض جانان
پھسلتی ہی نظر ایسی کہ آجاتی ہی دامن تک

ترے جہٹنی سے چہوڑا آنسوون نے ساتھ آنکھون کا
گلے مل مل کی آپسمین چلے آتی ہین دامن تک

ندامت ہوگی اے دست جنون گر کچھ رہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک

نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہی دمبدم ظالم
قسم لے لے جو میرا ہاتھ بہی پہونچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم قفس سیکڑون پر کے
نظر بہی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک

خطا میری نہین صیاد میرے آرزو لیجا
کہ مجکو کھینچ لائی تھی یہی دیوار گلشن تک

کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا
نہ ٹھیرا ایکدم گلشن مین جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہی مین کنج قفس مین ہون
مبارکباد مجکو ڈھونڈھ جاتی ہی نشیمن تک

نکالا آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا
نظر سے ہی بگہ لون لیچل مجہی اجڑے نشیمن تک

گلون کے آتش رخسار سے شعلی بھڑکتی ہین
لگی ہی آگ کوسون کس طرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چھوٹ کر دم آجل کے تو اسیری ہی
نہین ممکن کہ میری روح بہی جائے نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑی دام جسمی کو
وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائی نشیمن تک

ادا ہی رسم ماتم ہم صفیر آپسمین کر لینگے
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک

قفس رکھا ہی اتنی دور صیاد ستمگر نے
کہ میری آرزو بہی جا نہین سکتی نشیمن تک

ترے عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہی سبکو
نہین آتا گر وہ مور بہی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ ہی شگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہی
صبا بہی ناز کرتی ہی اگر آتی ہی مدفن تک

تمہاری ہر رہ گرد کا خیال آتا ہی جب دل مین
ڈبو دیتا ہی سیلاب ندامت مجکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سے یہ عالم اب تو ہے ساقی
چلی آتی ہے مے ابلی ہوئی شیشی کی گردن تک

بہتا ہے جو ابر تر تمنائین ٹپکتی ہین
ڈبو دے آب مے مین آج ساقی مجھکو گردن تک

غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب بہ پیری ہو
ملینگے ہم صفیرو قفس سے تو پہنچکر صحن گلشن تک

۱۵	ردیف کاف فارسی	۱۹۶

پہونچی برون سینہ سلگ کر جگر مین آگ
اے اشکِ دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہے رات دن
کب کے بجھی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے پای نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو انگیز پائیگا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرربار کی مرے
ہنگام احتیاج رہے موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہے وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

تھوڑی سی خلاف حکم سے ہوتا ہے خشمگین
کیسی بھری ہوئی ہے مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
اے چشم تر نہان ہے مگر اس گہر مین آگ

ہے ناز سوز ہجر کو پھونکا ہے سینے دل
کہتی ہے آہ مین لگائے جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہے جو شعلہ مزاج ہے
جو سنگ ہے ضرور ہے اسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپش التماس سے
بخشے مری دعا نے خود اپنی اثر مین آگ

بلبل کے گر میو نے تعجب ہوا مجھے
پھر دی کہانکی عشق نے اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے
ٹھیرے کہان بشر جو لگی اپنے گھر مین آگ

کیا منہ ہے کیا مجال کسیکی ہے اب نسیم
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

۱۳	ردیف لام	۱۹۷

کس منہ سے کہتی ہے کہ مین ہون آشنای گل
بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا / بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجای گل

آنکھون سے دیکھ تو ستم روزگار کو / کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن / ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعای گل

ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار / دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہای ہای گل

ٹھیرا اگر قدم ہی تو آغوش دام مین / افسوس دیکھنے بھی نپائے لقای گل

فصل بہار و وقت خزان دونو ساتھ ہین / وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین / راحت کہان اوٹھا نہ سکے ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال / اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈھونڈھ لی مکان / رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے / آئے زبان پہ نہ کبھی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ / کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے / پیدا ہی چند روز سے سر مین ہوای گل

١٩٨	ردیف میم	١١

دیکھا او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم / چارہ گر سے درد نالان درد دل کس سے کہم

ہای کیا مجبور کیا ہی غفلت امید نے / حال دل کہتی ہین اپنا پھر اوسی قاتل سے ہم

رشک اعدا نے کیا روشن بد نہین استخوان / شمع محفل ہو کی اوٹھی آپکی محفل سے ہم

اسکو کہتے ہین وفاداری کہ بعد از قتل بھی / داغ خون ہوکر نچھوٹے دامن قاتل سے ہم

طول تھی راہ عدم گھبرا کے سوتے قبر مین / پاؤن پھیلائے تھکے جب دوری منزل سے ہم

جسم روشن سے نظر آتی ہین جلوے روح کے / حسن لیلی دیکھتے ہین پردۂ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بھی کہ وقت اضطرار / خوش تو ہو جاتے ہین تیرے وعدۂ باطل سے ہم

آؤ اپنا سمجھ لین غیر کا ہے کو سنے / تم کہو دل سے ہمارے کچھ تمہارے دل سے ہم

سنکے رو دیتی ہین اکثر صورت زخم جگر
آپ شرماتی ہین اپنے خندۂ باطل سی ہم
رشک ہی حسرت پہ اوسکی دلمین آتا ہی ہمی
اپنے قالب کو بدل لین قالب بسمل سی ہم

١٩٩	سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتے ہین اپنی گلشن جا حصل سے ہم	٩

زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم
طوق زر ہم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانو نسے رکہتی ہین فزا توقیر ہم
ڈالتے ہین آپ اپنے پاؤنمین زنجیر ہم
کفر و دین کی تا عدی دونو ادا ہو جاینگے
ذبح وہ کافر کرے منہ سی کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا ہمیشہ وصل مین
کہینچتے ہین ایک جا اپنے تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی
چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بہلا یہ بہی کوئی انصاف ہے
لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم
وصل میری اوسکے ہوگا کیا اب شک نہین
کہدو آمین دیکہی ہین خواب کی تعبیر ہم
روز کا جہگڑا او ٹہائی کون لیتی ہین آج
امتحان کا وقت قاتل تہ شمشیر ہم

٢٠٠	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سی اے نسیم رکہتی ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	٥

چہپا کرین وہ افعی رہزن تو نہین ہم
چوٹی کی طرح سے پس گردن تو نہین ہم
زخمونکو اگر خلق کی انکہو نسے چہپایا
سی دینگے بہلا دیدۂ سوزن تو نہین ہم
ظالم صفت شمع مرا حال بنایا
سر کاٹ کے کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم
تہی خاک پریشان پس مردن بہی ہین آوارہ
مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم
دیوار سے کیون رابطۂ دود جگر ہو
کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم

٢٠١	ردیف نون	٨

بدلی نہ گالیو نسے کبہی یار کی زبان
آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی عرض حال ہی صیاد رحم کر
گویا منہ مین ہی بلبل گلزار کی زبان

آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف سے
سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان

غفلت شعار کب تجھے آنا ہے جلد آ
سے بند ہو چکی ترے بیمار کی زبان

منہ چڑھنا آجکل نہ کہین شایقان مرگ
بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان

مونڈیگا ہی کمال بھی انجام کو گزند
ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان

تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار
ہین زخم جو سے نہین وہ چار کی زبان

۲۰۲

واقف نہین فصاحت الفاظ سے عدو
سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان

۷

بجلی سے کوندا اوٹھی جو کہلین سیم تن کے پاؤن
خورشید آ کی چوم لے اوس گلبدن کے پاؤن

جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
قاتل نے کاٹی بیلی ہی مجھ خستہ تن کے پاؤن

ہون پیک وہم سی بھی ہین وحشی سبک قدم
نوچنے جنین مجھ تک ایسے کہان ہین ہرن کے پاؤن

مدفن کو جسکے شبنم سورے ملے مجھ حقیر کے
گنج مزار مین بھی پھیلا ہی تن کے پاؤن

پاس ادب سے گر وہ نہین ہے مقام پا
جائیگا کوی یار مین سر پیراہن کے پاؤن

مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین
مہندی کہان کہان ہی غنچہ دہن کے پاؤن

۲۰۳

باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو
تھکتے نہین نسیم خجستہ سخن کے پاؤن

۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جا بینگے لاکھون
دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون

تعلیس سے تیری عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا
اک آنکھ کھی ہین تو مرجائینگے لاکھون

وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
گو جا نسے جائینگے مگر جائینگے لاکھون

مشتاق قفس ہون اگر خاک بھی ہونگا
صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھون

پیر اک یہان بجز فنا کے بھی بہت ہین
تلوار کی بھی گھاٹ اوتر جائینگے لاکھون

۲۰۴	وله	۴
بھولوں تمہیں وہ بشر نہیں ہون		اتنا بھی بے خبر نہیں ہون
اللہ رے فروا کاہش تن		ہر چند کہ ہون نگہ نہیں ہون
دکھلائے نہ دون یہ غیر ٹھکن		کچھ آپکی ہین مگر نہیں ہون
بیحال کہے سجانے دونگا		عاشق ہون نامہ بر نہیں ہون

۲۰۵	وله	۱۱
یہانتک طول تہا ہی ہم نفس کل ہجر کی شب مین		دعائین جاگ کر سوئے ہین آغوش مطلب مین
بھرا ہون کچھ نکل جائے نہ منہ سے ضبط مطلب مین		کہ ہو جاتی ہی ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حضرت سلامت کہکی صلواتین سنائی ہین		غضب کی شوخیان ہین انکی دشنام مودب مین
مری آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو		ٹپکتا ہی زلال اشک جیب و دامن شب مین
یہانتک ادہ دیکھی زلف شب پر نور پیری کی		کہین اٹو کہ جہانک آتی ہین نیندین چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی باد ابر و باک کرتی ہی		ثواب مرگ ملتا ہی عذاب نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر		نگاہین ڈوب کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہی اقبال محبت خاکسارونکا		شرار آہ خوابیدہ ہوئے پہلوی کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے ہو دو دو		کہ نشے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہی نور کا دریا تری چاہ زنخدان سے		بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب دکھلایا مری بیتابی دل نے		کہ تاثیرین خود آئین جنچ سے آغوش یارب مین

۲۰۶	وله	۳
لطف کہان اب وہ ملاقات مین		بات نکلنے لگے ہر بات مین
تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ		تیرہ نصیبے جو ملے رات مین

۲۰۷	فضل خداوندا گر ہی نسیم		دیر نہین حل مہمات مین	۱۱

تمکو بھی مشکل پڑیگی عاشقو نکی داد مین | دو نو عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین
پوچھ لو ہم جانتے ہین خوب گھٹ بڑھ رات کے | چشم و پیمانہ شب ہجر تمہاری یاد مین
بار ایجاب دعا ہی سر اوٹھا دین کسطرح | حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین
کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا | کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین
منہ سے نکلی ہی نہین تھی جھات بسم اللہ عشق | پہلے ہی پینے لگے ہم خدمت استاد مین
جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا | جام چھلکے خم لنڈھے رسم مبارکباد مین
لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے | مدتین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین
اور بھی تکلیف ای قاتل کہ اندا دوست ہون | زخم منہ کھولے ہوے ہین لذت بیداد مین
برق نے اک طرز بیتابی مر اسیکھا تو کیا | سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے | ننگ آتا ہے کہ جائین صحبت جلاد مین

٢٠٨ بلبل بستان جدت ہے اپنا چل تسنیم | عمر کو ضائع نکر اس گلشن ایجاد مین ١٢

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین | دو زبانین چاہیین قاتل سنان تیر مین
سلسلہ تھا عقدۂ سر پیچ کا تقدیر مین | دی گرہ جلاد نے ہر حلقۂ زنجیر مین
دردسے نا آشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل | حشر تک آنسو ندیکہا دیدۂ زنجیر مین
خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے | اس لیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین
میری رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ | جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین
اسقدر ٹکرائیے سر جس سے آہن ہو شگاف | جی مین ہی پیدا کرین درخانۂ زنجیر مین
پیرہن کچھ کہ رہا ہے میری قربانی کا حال | رنگ ہی جلاد کی تحریر دامنگیر مین
کم نہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے | صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین
عصمت دیوانگی نے دی جو رخصت دشت کی | عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر مین
سادگی دیکھو تمنا ہی جمال یار سے | آج تک ہم ہین فریب آگہی تاثیر مین

چھوڑ کر خط قفا جلا دینے کا ٹاٹا گلا		دو خط معکوس توام ہو گئی تحریر مین
٢٠٩	گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیری ای نسیم کونسا ترک ادب ہو جائے گا توقیر مین	٢
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہماری حال مین طوق نی آغوش پہیلائی ہمارے واسطے		ہوش سب ہونے نہین ہین کاتب اعمال مین بڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین
٢١٠	ولہ	٢
وہ کسی ڈہب سے اگر آئے کہین قابو مین اشک ہاتھون سے جو پونچھے تو کہا جھنجلا کر		دل کے مانند ہو بیچین مرے پہلو مین آگ لگ جاتی یہ گرمی ہی ترے آنسو مین
٢١١	ولہ	٣
مر چکے جسپر کہ مرنا تھا ہمین اشک ریزی ہی بے سبب اپنی نہ تھی بوسہ گر لیتے تو کھاتے ہان قسم		کر چکے جو کچہ کہ کرنا تھا ہمین غم کا پیمانہ بہرنا تھا ہمین راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین
٢١٢	ولہ	٣
سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین لحاظ بے ادبی ہی اوٹہاتین سر کیونکر اوٹہا سکینگے یہ تکلیف پیرہن کیونکر		بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین بہت دلونسے نہین التفات ہوش ہمین لباس برہنگی ہے وبال دوش ہمین
٢١٣	ولہ	٩
غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین رہنمای تیر کے ہی منزل مقصود مین امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور دیکھکر مجھکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال		چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمین چاہیے ہر اور بہی گردن تہ گردن ہمین لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جا سی بلا ہی پہلو دفن ہمین

فرط کاہش سی حالت ہی کہ سر سون ہیچ چکی
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسی ہی فرصت منت کشی اى باغبان
داغ دل کہلا رہی ہین جلوہ گلشن ہمین

آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز
موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست
کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

٢١٤	وله	١

موت کا ہمکو قیامت تک اب آئیگی ہمین
سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

٢١٥	وله	١٤

ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین
ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین

جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید
اور دیوانی ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین

تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر
مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعان پر ہوس خیل مگس سے کم نہین
دو نہ دو کچھ پاسبان خانہ قناد ہین

حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا
اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین

ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان
مدتوں سے مبتلای زحمت صیاد ہین

ایک سی ہستی نہین ہی گردش لیل و نہار
ساتھ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین

آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین
ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین

ایکجا بیتاب بے دل سے نہین ہمکو قرار
صورت خاک پریشان ات دن برباد ہین

کونسا وہ گل ہے جسکے دید ہم کرتی نہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین

کب یقین ہے ہمکو بھی آغوش آئی ہوگی نیند
رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین

کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے
چند دنکو وارد دنیای بے بنیاد ہین

ہاتھ کھینچا جب جہان سے بی نیازی بڑہ گئی
کب کسیکے ہم ہلا منت کش امداد ہین

۲۱۷ — ۴

خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہے نسیم
اپنے منہ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اوستاد ہین

یہ لب جو سے ہوئے کیونکر نہین ہین — کہ ہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچھ تو گذرے — کہ رخسارے ترے انور نہین ہین
مبارکباد آزادی ہمین کیا — یہان مدت سے بال و پر نہین ہین
نہ پوچھو شمع سے تکلیف ہستی — کہ شب بھر مین ہزارون نشتر ہین

۲۱۸ — ولہ — ۴

رہے دو چار دن کی سیر اب بستر اوٹھاتے ہین — عدم مین ہی نئی بہلا جی کہین ہم او جاتے ہین
ہمارے بعد قاتل انتظار چند دم کرنا — کہ مشتاق قضا ہین اور بھی دو چار آتے ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے — نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتے ہین
ابھی دیکھے نہین تمنے اثر جذب محبت کے — کرو انکار دیکھو کسطرح سے کھینچ لاتے ہین

۲۱۹ — ولہ — ۴

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین — پہلو مرے مطلب کے پہلو سے نکلتے ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتے ہین — ہمصورت اشک اکثر بیپاؤن ہی چلتے ہین
کچھ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا — وہ دل کی طرح میرے قابو سے نکلتے ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی — بو دیتے ہین گل ایسی ہم عطر جو ملتے ہین

۲۲۰ — ولہ — ۸

کرشمے غمزے سب او فتنۂ عالم سمجھتے ہین — تری اس چشم دزدیدہ کو تیور ہم سمجھتے ہین
نظر مین بیثباتی ہی یہانتک وارفتگی کی — صدای خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتے ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سے — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتے ہین
سوال مخلصی سے ہمکو ای صیاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کو ئی دم سمجھتے ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محروم راحت مین
انہین وقت تنہائی تجہو ای غم سمجہتے ہین

گمان لطف سے کشتۂ چشم سرمہ باشی ہے
دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجہتے ہین

دل صد چاک سجہ آتا ہے بے تکلیف شیرازہ
سرشک دیدۂ خونبار مرہم سمجہتے ہین

٢٢١ — نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین
کوئی اردو کو کیا سمجہے گا جیسا ہم سمجہتے ہین — ١٠

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین
کیا تیری دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین

یہ رشک ہے نصیب عدو مین تو مر چکا
اب میرا حال قابل احسان رہا نہین

اوس بت کو دیکہتی ہی اوسکے سبہی کہتی ہین
کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین

حورین خوش آئین کبہ کہ بہلا ذرا مزاج
کیا آپکا خیال مجہے وان رہا نہین

ڈرتا ہون پر مزاج کہون کسطرح کہ مین
دو روز گہر پہ آپ کے مہمان رہا نہین

بس بس معاف حوصلے اپنے ٹہکانہ تو
ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین

امید وصل مین ہے وہ خود رفتگی مجہے
تیرا بہی خوف ای شب ہجران رہا نہین

مدت ہوئی فراغ تعلق ہے جنون
اب ہاتہ کیا ٹہہرین گے گریبان رہا نہین

کسکو فروغ حسن کے تیرے امان ملے
کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین

٢٢٢ — پیری مین التفات محبت ہو کیون نسیم
گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین — ٣

ای تجہہ کو معاف یہ احسان کر نہین
چہپ جائین منہ دکہا کی وہ زخم جگر نہین

گو مژدۂ قبول دعا ہے مگر مجہے
احسان بخت بد سے امید اثر نہین

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر
ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

٢٢٣ — ولہ — ١

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچہ شادان نہین
ہائی اب کیا کیجیے یہ بہی اوسی ارمان نہین

اشک میرے پاؤن ہوئین جون لال دہی حنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے
لطف ہی جو اوسنی سوچا جسمین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
ڈر عبث ہے اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہے شکوۂ جانان نہین

دیکھ ظالم کیا سکہایا جلد اشک گرم نے
تر ہوا لیکن کہین تجھ دامن مژگان نہین

اس ترشروئی سے پی احسان سے رہنا خوب تہا
گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا ایجان نہین

اسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر
پھر یہ کیون کہتی ہو میری دلمین کچھ ارمان نہین

یہ تو مشکل ہے کہ ہین ہم اور کبھی دیکھی غیر
آدمی ہون کچھ تمہارا خندۂ پنہان نہین

۲۲۴	ہے جو اوس بیرحم کی مرضی تو بسر لینے تسلیم کشمکش سے جسم کو حاصل فراغ جان نہین	۳

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین
مضمون صاف ایک بھی تحریر مین نہین

تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر
حالت ابھی جنون مری زنجیر مین نہین

ظالم عزیز رکھتے ہین اک شور فروتنی
خم کس گھڑے عیان قد شمشیر مین نہین

۲۲۵	ولہ	۱

شوق شراب خواہش جام و سبو نہین
ہے سب حرام جبکہ پہلو مین تو نہین

۲۲۶	ولہ	۱۷

تجھ سے کیا تشبیہ دون فکر و دی یکسو نہین
ماہ تو ابرو نہین ہے ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دی جگہ سے شال
مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع
اے پری کس کس تیرا سایہ جادو نہین

ربط باہم گیسو کے سر سے باہم ہین تجھ خوب ہین
یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکھ کی تل کی سیاہی مشک سے ہے کچھ زیاد
کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ غم ہے کہ آئے جذبۂ بیتاب جان لے
نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہیں

طوق ہو کر رہ گئی ہے ان کسیکی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہے یہ حلقۂ گیسو نہیں

بے ادب قاتل ہو تیغ نگہ بس ہو چکیں
سینہ اپنا آشنائی رحمتِ ابرو نہیں

تو جو الٹے لگے سب سے یار دیر سینہ چھپے
دن ہیں گذرے کہ دلکو صحبتِ پہلو نہیں

ہیں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
کونسے دن طوطیا ہی دیدۂ آہو نہیں

حادثاتِ دہر سے کس شخص نے پایا ہے فراغ
جامۂ آبی خطوطِ موج سے اتو نہیں

ظاہر و باطن میں ہی رو زراز ایسے اتحاد
کوئی گل ایسا نہیں ہے جسمیں مطلق بو نہیں

کمینہ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوے
سر نہیں گردن نہیں سینہ نہیں بازو نہیں

تیرہ بختوں کو سیاہت کا اشارہ خال ہے
کچھ تو ہے یہ ہی سبب نقطۂ ابرو نہیں

ہر کدورت سی صفا ہے لباس عاجز سے
یہ وہ جامہ ہے کہ جو محتاج شست و شو نہیں

کیا کریں بے اختیار سے نہیں کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہیں ہے موت پر قابو نہیں

۲۲۷ — کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یادِ حق سی ای نسیم
کونسا دم ہے جو لب پر اپنے ذکر ہو نہیں — ۵

جو کہ ممسک ہیں کسیکو دلمیں جا دیتے نہیں
زخم باطن ننگ باطنکی ہوا دیتے نہیں

ساتھ اپنا مدتوں سے انکے آشنا دیتے نہیں
کیا کہا تمنے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں

یہ وہی لب ہیں جو تھے شکوہ نصیب دشمنان
آنکی بوسی بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں

واہ ری مطلب شناسی سنکے چپکی ہو رہے
عرض مطلب میں جواب عمدا دیتے نہیں

آپکے اشفاق اپنی عزتیں معلوم ہیں
ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

۲۲۸ — ردیف واو — ۱۶

دوستی رکھتی ہیں کس درجہ برابر آنسو
ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے برابر آنسو

نوک مژگاں سے مشبک ہے دل نور نظر
پاتے ہیں بال سی بھی صدمۂ نشتر آنسو

قطرۂ خون ترے خنجر پہ نہین او قاتل — دیکھ بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو
صبحکو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہے — شبکو گرتے ہو اٹھا لیتے ہین حرف مقدر آنسو
ایفلاک گریہ پنہان ہے کیسکی غم مین — دامن ابر سے چھٹتے ہین برابر آنسو
گریۂ یاد الٰہی نہ سمجھنا بیکار — ایکدن بخشین گے سیراب ہی کوثر آنسو
اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا — نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو
سرد مہری بتان نے جو رولایا ہمدم — بنگئے جمکے مرے آنکھ مین پتھر آنسو
گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش — تھے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو
آبشار اشک کے کام آتے ہین عریانی مین — کہ اڑھا دیتے ہین اکثر مجھے چادر آنسو
غم سے معشوق بھی خالی نہین شبنم ہے گواہ — رکھتا ہے دامن ہر برگ گل تر آنسو
بادہ بے یار پیون شرط وفا سے ہے بعید — جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو
شوق نظارۂ جانان مین فلک روتے ہین — دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو
ڈھونڈھتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکھین اسکو — ایک ہی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو
گریۂ چشم بھی ہوتا ہے عجب کیا اسکا — کہ بہا کرتے ہین خم ہونسے بھی اکثر آنسو

۲۲۹ | یاد دندان پہ دم نزع رولی ہین ہم — گوشۂ چشم مین نجاتی ہین گوہر آنسو | ۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجکو — آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۲۳۰ | وله | ۹

کس سے مثال دون بدن لامثال کو — پہنچا کبھی خیال نہ میرے خیال کو
ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پر — جنبش اگر ہوئی تری کاکل کے بال کو
قاتل کے لطف سے ہی بہانا ہے ہین فراغ — دست دعا نہین جو اٹھائین سوال کو
جوشی دہ ہون کہ جان کو ہی تن سے رسیدگی — مجھسے بھلا مثال کہان ہے غزال کو
ذرے یہان آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار — حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آپ انکے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم حباب سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکے نہ سنان نخل ناز کے — پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو

۲۳۱	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	۱۱

غور کرنا وہ سمجھنا تو انکے حال کو — آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا ہای کس چ وہ نشین کے حال کو — خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہے — شمع نے جنبش نہین کی پائی استقلال کو
بڑھتے بڑھتے وشت دامن تک گذر کرنے لگے — رفتہ رفتہ کیو وہین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا — لکھتے لکھتے رکھ گیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون نے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر — صحن کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ شعر نے — اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ہم سون تہی قضا — جنبش لب یار کی کافی ہے دونو حال کو
روشن و تاریک مین یکسان نظر اسکو ملا — مصحف رو کا تری نقطہ مین سمجھا خال کو

۲۳۲	مصطفی سے ہے تجھے چشم شفاعت اے نسیم بخشش دیگا ایزد برحق ترے افعال کو	۳

اور چندے صبر کر دل ہے فنا ہر کام کو — ایکدن ہوتی ہے گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظار — لطف بیداری مہیا ہے مرے آرام کو
کس کے پابوسی سے ہے اس سر بلندی کا ظہور — ہمسر عرش معلی دیکھتے ہین بام کو

۲۳۳	ولہ	۴

دی ہی عجب تاثیر خدائی کچہ میرے افسانے کو ... روکے اوٹھا وہ پاس سے میرے جو آیا سمجھانے کو
نعش تیری مقتول کی جب تجویز ہوی لیجانی کو ... ابر ہوا آمادہ گریہ رعد اوٹھا چلانے کو
مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانے کو ... توڑا ہر ہر پہلو مینا چور کیا پیمانے کو
تا از اجل اب کون اوٹھائی آج نہ آئی کل آئے ... ابرو قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی مرجانے کو

۲۳۴	ولہ	۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو ... فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
حیرت ضرور ہوسگے مری سرگذشت سے ... یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
ایدل ستمگرون کے محبت سے درگذر ... وہ یار ڈھونڈلے جو اذیت طلب نہو
ہو کچہ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن ... جو کچہ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہے مجھے پسند ... میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو
ممکن نہین کہ ساتہ چھٹے رخ کا زلف سے ... ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جسدن کی شب نہو

۲۳۵	اچھی نہین ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ کچہ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہو	۱

ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل بین ہون ... اوس سے پوچھیے کہ جہان تو ابغل مین ہو

۲۳۶	ولہ	۲

عجب سے کیا حباب دیکھتے ہو ... وہ نہین دیکھو جسے کیا دیکھتے ہو
خجر بھی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون ... یہ کسکا تم تماشا دیکھتے ہو

۲۳۷	ولہ	۳

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو ... رہین جسے برابر بیت ابرو ہو تو ایسی ہو
نظر آئی گھٹا کیفیت مو ہو تو ایسی ہو ... جگر ہو جا ہی پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو
تڑپ ایذا کے بخشے دلکو ہر کروٹ بدلتی ہین ... کھٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا مواخذت کی ہے جو بن قیدی ہار چوٹی کو
بجا ہے گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے ہین شعلے کانکی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفائی سے بدن کی جب پڑا عکس اونکی چہرے کا
نگار ہی دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد ہو ہوتے رہی ہمکو قیامت مین
نہ پہچانا اوسے تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان تیغ سے نکلے روح لفظ مرحبا کہکر
مرے قاتل تو ان دست و بازو ہو تو ایسی ہو

نکالتے ہین برابر اشک میری آنکھو مین سے
متاع درد تلنے کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۲۸ — ردیف ہای ہوز — ۲۰

کسکو غرض رہی ہے جو اسیر بلا کے ساتھ
بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہے دعا کے ساتھ

ہین وہ رغیر یاس نگہ بے نیاز ہون
اوسبت نگاہ کر کہ نہین کچھ خدا کے ساتھ

کیا بات ہے لطافت جسم جو ہے نصیب
پستا نہین ہے رنگ حنا کا حنا کے ساتھ

ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو فریق
دیکھے نہ ایک روح بھی تہنے قضا کے ساتھ

لیجائیے اسی سے سبکدوش ہون کہین
رکھیے مری امید بھی اپنے حیا کے ساتھ

باتین ستی عتاب اوٹھائی غضب سہے
کس کس طرح ذلیل ہوے دلکولا کے ساتھ

جب لیچلے اوٹھا کے جنازے کو اقربا
محروم یان مری ہو تین آنسو بہا کے ساتھ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ٹھیرا نہ ایکدم کما وڑا مین ہوا کے ساتھ

کہتے ہے وقت نزع یہی روح بار بار
اے جسم دیکہ جاتی ہین تنہا ہم آکے ساتھ

ہے بے سبب نہین کہ جو مٹتے ہین سیکڑون
شاید کچھ اور بھی ہے تری نقش پا کے ساتھ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے
تو بھی شریک بزم ہو ساغر اٹھا کے ساتھ

حرفونکے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہو نین
الفت ہے مجکو سلسلہ مدعا کے ساتھ

رکتا ہے بال بال مین قدرت خدا کی ہے
شانہ بھی نا نکرتا ہے زلف دوتا کے ساتھ

دامن مین اشک دل مین ہے استلو ہیز آہ
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ

فرہاد کی چشم نے وقت فراق روح
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ

روشن ہین جو دیکھو مرے سینے مین استخوان
اس شمع کو نہین ہے تعلق ہوا کے ساتھ

گر دل دیا ہو تو نکلو تو کیا اس سے فائدہ
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج
سو حسرتین ہین اور مری التجا کے ساتھ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہو دلربا
کچھ لطف بھی شریک ہے طرز جفا کے ساتھ

۲۳۹ — کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم
پہر سابقہ ہوا ہے اوسی بیوفا کے ساتھ — ۲

ہستی چھپی ہوئی ہے عدم کی خبر کے ساتھ
پوشیدہ ہے نشان دہن بھی کمر کے ساتھ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی بھی گئی بال و پر کے ساتھ

۲۴۰ — ولہ — ۱۳

ہو اہل کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ
وہ ہی ہو مجھے بذل جو ہو تم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہے دریا کے تلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے مل جاؤ
گھبراتا ہے انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کی مہمان نگران ہین یہ شب روز
آنکھین کے مرا رہتی ہین انجم سے زیادہ

تکلیف سخن اوسے چلاتا ہے یہ رنج
ہے آپکا اعجاز نظر قم سے زیادہ

رکتے نہین ہر سو نسے مری جوشش گریہ
ہے قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پہ انسان تو بہتر
ملتا نہین کچھ رنج و تالم سے زیادہ

زیر قدم آپکے رہتا ہو شب و روز
عزت مری بستر کی ہے قاقم سے زیادہ

افزایش بیجا سے ہوا تم بھی نہین خوش
رکھتی نہین وہ نقل جو ہو سم سے زیادہ

فیض لب جان بخش سے جیتے ہین بہت ہم
مرجاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پھیر کے کیونکر کہون ہی پردہ — دکھتا ہی جو دل میرے تظلم سے زیادہ
کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتو نہین کہیے — گھبراتا ہو نہین طول تکلم سے زیادہ
لاریب نسیم آج ہو بے مثل جہان مین — اس فن مین نہین اور کوی تمسے زیادہ

۲۴۱	ردیف یای تحتانی	۴

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جاے — غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جاے
چاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جاے — سرخی سے سواد جگر تیر بدل جاے
ایجان کوئی مصر کوئی ہو مہ کامل — دو عارضو نہین صورت تنویر بدل جاے
گر مجھکو رلایا تو ہنسا دے بھی کوئی ہم — اب اور طرح پہلوے تقریر بدل جاے

۲۴۲	ولہ	۷

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے — نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے
وہ مجھ سے بن گئے خبر مرگ غیر سن — بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے
روتے ہین ضد یار سے ناصح کہ ہم — جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے — ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
ابرو چڑھی رہی صف مژگان پھری رہے — ہم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجاے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے — پیغام بر جناب قضا کا دہل نجاے

۲۴۳	کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم پای نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے	۱۰

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے — بیطور مجھے طور تمہارے نظر آئے
کب مرگ سے فرصت جو میان نامہ بر آئے — کچھ اور خبر جائیگی جبتک خبر آئے
نکلے نہ سلامت تیری کوچے سے کبھی ہم — کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادہر آئے
کیا غم ہے اگر جان گئے خیر بلا سے — ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے — جبتک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
اغیار تمھین بادۂ گلرنگ پلائین — آنکھونمین لہو کیون نہ ہمارے اوتر آئے
قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارہ — سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اوتر آئے
کی سیر جب اس زندگی چند نفس مین — دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک یہ قاتل کے عنایت تھی برابر — دنیا سے مری ساتھ بہت ہم سفر آئے

۲۴۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	۹

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے — دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر آئے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات — کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تھی نالان شب اجل خاموش — کہین بہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے
نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسونکے — کہ دونون صفحۂ رخسار پہ ادہر آئے
ہوا ہی سیر چمن سے قفس نصیب ہوا — کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے — کہ پیچ کہا کے جہان حلقۂ نظر آئے
دعا قریب اثر تھے تمہارے کہنے سے — فراز عرش سے نالے مرے اوتر آئے
وہان مجھے لیے جاتا ہے او دل بیتاب — کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

۲۴۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۹

لو دلگی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئے — ساغر نہ بھرا تہا کہ اجل کے خبر آئے
بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو — نظارے سے اپنے تو اجل پیشتر آئے
اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ — وان جام لبالب ہی یہان چشم بھر آئے
کیا چیز ہی نظارۂ حسن رخ جانان — جس دم سی گئی پھر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین چرخ و زمین کی نظر آتے — پھر جوشش زاری پہ مرے چشم تر آئے
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم — معلوم نہ دی کچھ کہ کدہر تھی کدہر آئے
بلبل کے تو قسمت مین ہی دام و قفس ہے — کیا فائدہ ہی باد بہارے اگر آئے
کیا پوچھتے ہو ہای بسر ہوتی ہی کیونکر — نالو لنسے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

۲۴۶	ہر شعر نسیم جگر افگار ہے خورشید عالم مین مرے فکر رسا نام کر آتے	۱۰

آیا ہے خیال بیوفائے — کیوں بجی وہی گفتگو پھر آئے
او بت نہ سنے گا کوے میری — کیا تیری ہی ہو گئی خدائے
رو کو رو کو زبان رو کو — دینے نہ لگو کہین دوہائے
صحرا مین ہوے گہر فشانے — کام آئی مری برہنہ پائے
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم — آخر تیغ نگاہ کھائے
توڑا کانٹون نے آبلون کو — برباد ہوی مرے کمائے
بوسہ ہم آج مانگتے ہین — کرتے ہین قسمت آزمائے
توبہ شکنے شباب مین کر — کب تک ایجان پارسائے
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر — آفت کی رات سر پر آئے

۲۴۷	رخصت سے نسیم جلد دیکھو کر لو گر ہو سکے بھلائے	۷

اب وہ گلی جاے خطر ہو گئے — حال سے لوگون کو خبر ہو گئے
وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے — بات نہ کی تھے کہ سحر ہو گئے
دیکھین گے اے ضبط یہ دعوی ترے — رات جدائی کے اگر ہو گئے
حضرت ناصح نے کہے بات جو — ہم اثر درد جگر ہو گئے

ہیں نہو اغیر ہوئے مستفیض — تیری نظر تھی وہ جدھر ہو گئے

یاد کسی کے مجھے پھر اندنون — جوشش زن دیدۂ تر ہو گئے

کس کے ہم آغوش کا تھا عزم جو — زلف ترے طوق کمر ہو گئے

۲۴۸ — ولہ — ۴

ہمنفس پھر آہ و زاری ہو گئے — پھر وہی حالت ہماری ہو گئے

بے سبب ہر بات ہیں آزردگی — کیا بڑی عادت تمہاری ہو گئے

ہمنفس سب کچھ سمجھتے ہیں مگر — کیا کریں سب بے اختیاری ہو گئے

آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف — اب تو آخر رات ساری ہو گئے

۲۴۹ — ولہ — ۶

الطاف جو وہ آپکے پاتے نہیں جاتے — تکلیف تو کیا ناز اوٹھاتے نہیں جاتے

اللہ رے بیدردی سر مدفن عاشق — دو اشک بھی آنکھو سے بہائے نہیں جاتے

جو ہمپہ گذرتی ہے کہیں جلد گذر جائے — ہر روز کے صدمے تو اوٹھائے نہیں جاتے

دشنام تمہاری لب شیرین سے تحسین کیا — وہ تلخ نوالے ہیں جو کھائے نہیں جاتے

می دیتے نہیں یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بھی دو گھونٹ پلاتے نہیں جاتے

کوئی نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پانون گڑے ہیں کہ اوٹھائے نہیں جاتے

۲۵۰ — ولہ — ۳

ایجان لڑکپن کی تری مت نہیں جاتی — ہان سچ ہے کہ بگڑی ہوئی عادت نہیں جاتی

نشتر ہوئے بیکار تھکے بازوی فصاد — اسپر بھی کسی دم مری وحشت نہیں جاتی

سر کاٹ لیا اب بھی ترے منہ کو قاتل — مُردونکی پس مرگ بھی ہمت نہیں جاتی

۲۵۱ — ولہ — ۱۵

کب آگئی مرے پاس وہ برہم نہیں ہوتے — کس عید ہیں سامان محرم نہیں ہوتے

دیوانونکو دنیا مین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان اور محرم نہین ہوتے

تنہ؟ سیر کو کیا خوف ہے شانیکی خلش سے
وہ طرہ گیسو نہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہوی خوشی
ہر شیشہ نگر ظاہر کبھی خم نہین ہوتے

یہ سچ ہے کہ بوجہ بدلتی نہین خلقت
مردے جو ہین وہ نالہ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیے آتے ہین کہان سے مرے شکوے
کم ہوتے ہین ہر چند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھونمین ٹھہرتے نہین دم بھر
یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے

آدیدہ گل آتے ہین خالق کیطرف سے
کم موتیونسے دانہ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی ترے چومنے والے نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بےسم نہین ہوتے

بینا نہ دہے فکر سے چارہ گردون کو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دل جانی کہ ہمجنس ہے اس ہاتکی تہ کو
محرم ترے ہاتہ جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہے طبیعت مین خدایا
جلادکی تیغونمین کبھی دم نہین ہوتے

۲۵۲	کس وقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسو برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھوڑا یون خفگی سے کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہے کہ جفائین اوٹھین گے
دل رکھتے ہین پر آپکی قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبودین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیون ناز اوٹھائینگے نسیم اہل دول کے حاجت نہین رکھتے کوی مشکل نہین رکھتے	۱۰

ملنے کے نہین نشان ہمارے | کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہین بدی بھی خالی | دشمن ہین مہربان ہمارے
بچپاوگے جان لیکے دیکھو | ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بیمثل ہین لذت سخن مین | سب اوڑ گئے ہمزبان ہمارے
آزاد کے جستجو عبث ہے | پاوگے پتے کہان ہمارے
اوڑتی ہے خاک اوس مین سے | پڑتے ہین قدم جہان ہمارے
ناقہ لاتے ہین اسطرف روز | محسن ہین ساربان ہمارے
ہمسے بھی کچھ کہو عزیزو | کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے
ظاہر ہے جو گذر رہے ہے | کچھ حال نہین نہان ہمارے

۲۵۴	لائینگے نسیم رنگ کیا کیا یہ دیدۂ خونفشان ہمارے	۹

اب تک تو نہ بگڑے تھے گرفتار تمہارے | کچھ سوچ چکے آئے ہین گنہگار تمہارے
کیا عرض کرون دغدغۂ بی ادبی ہی | کچھ کہتے ہین یہ دیدۂ بیدار تمہارے
شایان جفا قابل تکلیف ہمین ہین | کیا اور نہین یار وفادار تمہارے

۲۵۵	کھلجائیگا حال دل بیتاب اونہین بھی جاتے ہین نسیم آج کچھ اشعار تمہارے	۴

لڑکپن مین یہ ضد ہی جانی تمہاری | ابھی دیکھنی ہے جوانی تمہاری
کہانی نے ٹھیرو تو بولے یہ ہنسکر | کبھی پھر سنین گے کہانی تمہاری
نثار اونکے جائین جو سچ جانی اسکو | فسانہ ہمارا زبانی تمہاری
بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو | بہت دیکھ لے مہربانی تمہاری
چھپاؤن نہ کس طرحسے جان بدتھین | مرے جان یہ ہی نشانی تمہاری

بہت صاف ہین گالیان واہ واہ رے — سنی بارہا خوش بیانے تمھاری
مقرر بلا آنے والی ہے کوئی — نہین بے سبب مہربانی تمھاری

۲۵۶	نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا سنے کون ہر دن کہانی تمھاری	۹

شکایت کی عوض ہم شکر کرتے ہین صنم تیرے — مزا دینے لگی کچھ سہتے سہتے اب ستم تیرے
تیرے جواب مجھ بھی تو میری امید ونگی صورت ہی — کہ ہین ہی اور نہین ہے جسطرح پر لطف و کرم تیرے
جدہر تو لے گیا رخ زیر پا میرا تصور تھا — نہ باور ہو تو دیکھ آنکھوں مین ہین نقش قدم تیرے
لب جان بخش جانان کب اجازت دینگی مرنے کی — قیامت تک نہ دیکھینگی قدم خواب عدم تیرے
نہین بکھتا کوی سرمایہ اعمال پاس اپنے — بھروسے کے لیے عاشق کی کافی ہین کرم تیرے
تمنا غیر سے کرنا خلاف رسم الفت ہے — ہین احسان اجل کیون لون نہین ہین کیا ستم تیرے
ذرا دیکھین کہ کیونکر دم نکلجاتا ہی صدمون سے — فراق مدعا آج امتحان کرتے ہین ہم تیرے
مجھے بھولی نہین یاس محبت اسکو کہتی ہین — شب وصلت مین بیٹھے ہین وہ رہی جانان کرم تیرے

۲۵۷	ہجوم سجدہ دیتین ابھی نسیم اب پاس معنی کیا	اجازت دیجئے اچھا لکھین کچھ قلم تیرے	۴

پہلو کو چیر کاش مرا دل نکل پڑے — ایچارہ گر بلا سے مجھے یونہین کل پڑے
ابرو مین خم جبین مین چین پر لف مین شکن — آیا جو میرا نام تو کس کس مین بل پڑے
اوٹھ جای پای صبر جو دیکھی وہ روی صاف — زاہد کبھی سنبھل نہ سکے تو پھسل پڑے
ہوا ایک طفل اشک تو کچھ زور چل سکی — روکین کسی کسی کہ ہزارون مچل پڑے

۲۵۸	ولہ	۱۰

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے — مانگین کچھ اور بجے خدا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے — جاؤ جاؤ اجی بلا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا — ٹکڑے ٹکڑے ہی جا بجا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے ــ آنسو ٹپکے خراش پا سے
راحت طلبی سمجھ کے اے دل ــ لیٹے ہیں درد بیوفا سے
مطلوب وہی کہ جس کے فریاد ــ نکلے گا کام کیا دعا سے
ردلین آوے گلے لپٹ کر ــ فرصت پھر ہو نہو قضا سے
ہم تک بھی کوئے شمیم گیسو ــ اتنا کہہ دیجیو صبا سے
گذرے کیا جس سے جان دیدے ــ پوچھو تو اپنے مبتلا سے

٢٥٩ ــ دیکھا سبکو نسیم دیکھا
خاموش بیان مدعا کے ــ ٢٢

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے ــ پہنے ہے طوق دائرہ آفتاب سے
چھائین شراب نور کی آنکھون مین مستیان ــ پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے
اے چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا ــ سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
رہتے نہین کسیکی ہمیشہ سیہ ہنگی ــ پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
دیکھو شب فراق نے کسکا لہو پیا ــ آئی ہے لوہی خون قدح آفتاب سے
محو جمال ہون تپ دیرینہ ہے مجھے ــ مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
ہر وقت حسن خط نرگس کی ہے ٹکٹکی ــ آنکھین لڑی ہوی ہین مری آفتاب سے
نظارہ ہای حسن سے سینہ ہے داغدار ــ حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب ــ یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان ہون ــ شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے
نادیدہ دیدہ بھی تیری آفت سے کم نہین ــ بے پردگی ہوی مجھے طرز حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے ــ ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی ــ نکلے نہ بات بھی دم پیش حجاب سے

فریاد رستخیز جگا ئیگی کیا ہمین — خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولایا او نہین ہے خوب — دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے — اُنکی گلیمین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگے — باہر ہے عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگے — مستی کو کھینچ لینگے حجاب شراب سے

یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیاز زبان — طفلی کو میرے ننگ ہے شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نے بخششین چلاوتین — لبریز ہین وہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا — آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

٢٦٠ — ہان اے تسنیم اپنے شفاعت کیواسطے / حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے — ١٩

کیا سبب کیون چھپین زخمونکی دہن تصویر سے — ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے — چھوٹ جائی مرغ زرین وہ ام چرخ پیر سے

کھینچتا ہی نقشۂ گلزار ایسا نے کیا عجب — بلبل تصویر نکلی بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانی کا پانو — جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے

محنت دیوانگی نے کچھ نہ پیدا کیا — نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندۂ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے — دیکھ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سکوت — کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد — تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز سی دیکھین بیابانکی بہار — مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی گہر — شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوش پر یکسان رہی ہی زاری دیوانگی — مدتون آنسو بھی ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مر گئے مسکن گزینان جنون
جو نہین آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے

درد نوشی کی عوض ہے درد نوشی ساقیا
گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے

کیا اثر تہا جب کھنچا نقشہ تری مقتول کا
رنگ کے جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

مغفرت صدقے رہی مدفن پہ میری مدتون
منہ چھپا یار و کے ایسا دامن تقصیر سے

کس ہوا خواہ اجل کے پینظر ایسے لگے
زخم کو آ چھو ہوا آب دم شمشیر سے

کشتۂ مشق ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین
تھے جو آئین انہین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگی
زخم کے چھپتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

۲۶۱	کیا کہین ہم داستان شست جست ای نسیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	۷

ای ہم نفس شب وصل کی گذریگی خاک آرام سے
مرغ سحر مصروف ہر مشق فغان ہین شام سے

ہین عاشق خستہ جگر کھاتی ہین غم آٹھون پہر
ہر جا ہی بادۂ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے

افسوس کروٹ تک نہ لی خوابیدگان مرگ نی
تھے شاکر زیست کا کیا سو رہے آرام سے

صیاد آزردہ نہو کر جرم بتا بے ساف
دیکھی تھی شکل قفس واقف نہ تھی ہم دام سے

ای نامہ بر خط کیا لکھین شکیبا ہوا کہ دم بھر تو
واقف نہین وہ دلربا اب تک ہماری نام سے

آیا نہین ہے وہ ابھی چھائی اداسی رنجین
آغاز ہر آغاز ہے صبح مصیبت شام سے

۲۶۲	بس ای نسیم خستہ جان یہ مشق نالہ کیا سونے نہین دیتی ہمین گذری تمہاری کام سے	۵

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مجبور لیسے
بو ہی خون آتی ہی ساقی مئی انگور لیسے

زردے شعلہ شگون ہی خلش دشمن کا
صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نور لیسے

زحمتین لیتے ہین بوسے طپشو نکے کیا کیا
زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافور لیسے

شرم دشمن مجھے اچھا نہین ہونے دیتے
اشک ہوتی ہین رواں دیدۂ ناسور لیسے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین		بڑہ کے ہٹتا ہی قدم طاعت محبوب سے
۲۶۳	ولہ	۱۲

ہوتا ہی حسینون کے مقابل کبھی دل سے
کچہ اور سوا جاتا ہی مرا دل کبھی دل سے

سینہ ہی تہ زانوی قاتل کبھی دل سے
آسان نہین ہوتی مری مشکل کبھی دل سے

آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین
کہتا ہی جبہ پیس آبلۂ دل کبھی دل سے

صیاد کی آمد سی ہر گلشن مین اودا سے
سنتے نہین فریاد عنادل کبھی دل سے

رک جاتی ہین نالے لب خاموش پہ آکے
کہلتے نہین منقار عنادل کبھی دل سے

دامن سے مری نور کے نیرش ہر زمین پہ
آغوش مین ہر وہ مہ کامل کبھی دل سے

خنجر کو مرے قتل نے بخشے یہ ندامت
منہ پہ ہی لپیٹی دامن قاتل کبھی دل سے

جائینگے کسی عاشق جانباز کے سر پہ
شمشیر ہی گردن مین حمائل کبھی دل سے

اشکون نے کمی کی تو بڑہے اور ندامت
دامن ہر بشکل کف سائل کبھی دل سے

واعقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے
صد چاک ہین پیوند سلاسل کبھی دل سے

مرنے بھی نہ دیگی مجہے محرومی تقدیر
کچہ آنکہ چرا تا ہر وہ قاتل کبھی دل سے

۲۶۴	ہر ایک گل تر کے تمنا جو نسیم آہ ہی صورت غنچہ ہے مرا دل کبھی دل سے	۱۰

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے
جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے

اڈ کر بھی اونہین پا نہ سکے طائر اورا ک
پنہان ہین تنزاکت سے دہان و کمر ایسے

بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد
طاقت ہر نہ بازو مین نہ ہم تیز پر ایسے

پیغام قضا ہین یہ بلاخیز نگاہین
دو قفہ کہین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے

تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو
پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے

کروٹ بھی نہ لی راحت آغوش لحد مین
بند آنکہ کے ہوتے ہی ہوے بیخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے		دل مین ہین بھری شوق اجل کے اثر ایسے
طے کیجیے گا مرحلہ ہاے عدم و حشر		باقی ہین ابھی اور بھی اے دل سفر ایسے
سمجھیں ہے سے انکو نکو ٹھیک جانیکی خواہر		طفلے ہی سے بگڑی مری نور نظر ایسے
۲۶۵	جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے	۱۴
باہم بلند و پست ہین کیف شراب کے		آنکھوں مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
پیتے ہین سرخ و زرد پیالے شراب کے		کیا کیا ہین اوج و پست ہین ننگ آفتاب کے
ہر سو لئے ڈھونڈتا ہی مضامین شراب کے		گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے
ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کے خیر		مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
اوٹھے وہ وہ دود دل کہ فلک ہوگیا سیاہ		گل ہوگئی چراغ مہ و آفتاب کے
لکھون جو اوسکے چہرۂ روشن کا وصف مین		پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
دھو دے شراب سی مری انگور زخم کو		تا جلوہ ہی بخشین زخم کہن آفتاب کے
کھو دیگا دود آہ فلک کی بہنگی		ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے		رکھتا ہی دل پہ داغ مہ و آفتاب کے
جانے تو دو فلک پہ مری نالہ جنون		پرزے اوڑا دینگے ورق آفتاب کے
اے چرخ پیر دیکھ لین اٹھکھیلیان تیرے		یاد آگئی ہمین بھی زمانے شباب کے
پائی ہے ہین زخم سے تعلیم خامشی		گویا لب سکوت دہن ہین جواب کے
محرم دم آرزو ہین صدای شکست مین		رہ رہ گئے ابھر کے پھپھولے حباب کے
۲۶۶	کس اعتبار پہ ہین نفس چند اے نسیم شب بھر کیو واسطے یہ تماشے ہین خواب کے	۱۳
زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے		دو گھونٹ بھی گلی سے نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ سے ہوا ہے تنگ ہوا بلند
کی ہی کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن نے
دیکھو تو پاس حرمت جلا و دیدہ وپش
ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
صحن چمن و بام فلک تو غرق ہین
اہل جفا کا رشتہ امید قطع ہے
بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
جس جا نظر پڑے ہے برابر وہ کی تھی کشیدہ
پہر ہمین بہی گتی نہ سیہ کار اونکے ڈہنگ
نالونکے زمزمونسے کسی دم نہین فراغ
زاہد نہ بک کہ اپنے طبیعت بدل گئی

سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے
زخمونکے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے
دریا ہین جوش پر مری چشم پر آب کے
قایم ہے خیمۂ فلکی بے طناب کے
بدلے ہوے ہین ڈہنگ ابہی جناب کے
دیکہی گئے جو بند ہمارے حساب کے
چمکے ہوے ہین رنگ ہمارا خضاب کے
نغمے خوش آتے ہین کسی چنگ ورباب کے
کچہ اور کہ رہے ہین ارادے شباب کے

۲۶۷	سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے نسیم تختے کھلے ہوے ہین برابر گلاب کے	۱۵

ہنفس سوتی ہین شورش سنکر مری فریاد کے
برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
دل اگر شادان رہی دیتا ہی چہرہ روشنی
شکل اونکی پہر نہ دیکہی جب کہ چشکی آنکہ سے
اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
اشک لو پہنچی بہتے بہتے دامن محبوب تک
التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول
منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل

اہتو نالی ہو گئے مژدے مبارکباد کے
رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے
اور ہی ہوتی ہین جلوے خانۂ آباد کے
اشک بہی کیا نازنے یار ستم ایجاد کے
بندہی کیا لطف سمجھین بندش استاد کے
حوصلے کیا بڑہ گئے اس کور باد زاد کے
چاہیین بندے کہ شایق ہون خدا کی یاد کے
شکوہی کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتیں بچپن دل نہ گھبرایا کبھی
مدتوں دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جب لیے تم وہ مجھے معلوم ہے
کیا سنوگے حال سب کے خاطر برباد کے

مستیوں سے حسن کے آنکھیں رہا کرتی ہیں بند
کب خیال آتی ہیں اوس غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکھے گئے پانی کی موت
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آرزو کیا ہمصفیران چمن کے قید میں
تنگ ہیں بڑھکر قفس سے حوصلے صیاد کے

آہ کیوں دی جان اجل کو ہائے کیونکر جی اٹھوں
ڈھونڈھتی ہیں اب مجھی احسان مری جلاد کے

۲۶۸

پھول پتی ڈالیاں سب منتشر ہیں ای نسیم
رنگ سب بیرنگ ہیں اس گلشن ایجاد کے

۷

ارمان نکل جاتیں کچھ عاشق مضطر کے
آہ سنو نہ مری لو چھوڑ دو لینے دو جی بھر کے

ہیں بیدل کیطرح انکو پہلو سی لگائے ہوں
سب زخم ہیں راحت میں قاتل تری خنجر کے

دیکھی جو غضب تیری کچھ کہہ نسکے ظالم
ناسور ہرے دلمیں رہ رہ گئے منہ کرکے

کہہ دیتے ہو باتوں میں جو حال گذرتا ہے
پڑھ لیتی ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے

کسواسطے بیرنج ہو گھبراتی ہو کیوں اتنا
وہ باتیں ہیں عاشق کی قصے نہیں دفتر کے

کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا اسا
کیوں صبح کی آمد میں منہ چھپ گئی اختر کے

پڑتی ہی نظر جسپجا خالی نہیں جو زنسے
عاشق کی بھی دلمیں ہیں انداز تری گھر کے

۲۶۹

ولہ

۹

تا فلک پونچھی ہیں شہرے یار کے
مہر و مہ مشتاق ہیں دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کا بھید کی سے چھپ گیا
لوگ جویا ہیں ترے بیمار کے

سو زبان پہ کچھ ہے کہسکتا نہیں
شانہ پھندے میں ہے زلف یار کے

پہ وہ پوشیدہ ترے عاشق کی ہو
ہیں یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستی پائے نہ ابرو مین کبھی | بل نہ نکلے کبھی اس تلوار کے
نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال | سامنے رہتے ہین ہمکو وار کے
داغ اپنے دل کے کملاتے نہین | بے خزان ہین لطف اس گلزار کے

۲۷۰ شکر درگاہ حق مین اے تسنیم
اچھے مشہور ہین ترے اشعار کے ۱۳

ہوگئی سب عضو تن سے پیدا تری رنجور کے | کتنے سچے ہوتے ہین سپنے شگاف گور کے
رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین | اشک کے قطرے ہوے جہالی ہان گور کے
حسن اجلی کو نہین تکلیف آرایش سے کام | واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے
شعلہ رو غش سے نکلتے ہین گذر محفل کہان | حوصلے ٹھنڈے نہ کیون ہون ہم کافور کے
دیکھیے کسطرح اوسکے روے مہتاب کو | سامنے آنکھون کے آجاتی ہین پردے نور کے
کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش | ہر زبان خار چکھیگی مزے انگور کے
دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کے شکل اجل | آئینے ہین تیرے چشم جوہر ساطور کے
بعد مردن چاہئے بھی پردہ پوشی ہوگئی | تیری کشتون کے کفن پائی ردائی نور کے
روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا او رہے | بوجھ اترے قدم اوٹھتے نہین مزدور کے
دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہمین | جسکے آگے تھرتھراجاتی ہین نالے صور کے
نہین تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتے ہین وہ | نالے میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے
گوش راحت آشنا تک اپنی آواز تو دے | قہقہے ہوجائینگے نالے دل رنجور کے

۲۷۱ ہوگئی آخر شب مو صبح پیشانے تسنیم
بعد مدت رنگ بدلی مشک نے کافور کے ۳

تھی شب ہجر مین کیا کیا دھڑکے | آہ تڑپے کبھی نالے کڑکے
دھوم کردی ترے نہ بوجون نی | آنکھ جھپکے نہ ذرا دل دھڑکے

مر گئے مرغِ قفس کیا آسان — پاؤن پھیلا سکے نہ بازو پھڑکے

ولہ ۲۷۲ — ۳

نہ سمجھے مکر کے آنسو ہیں اوس غارتگرِ جان کی — لٹے دل دیکھ کے جھوٹی ہو تیونپر اشکِ غلطان کے

بہارِ چند روزہ میں یہ دہوکا تھا مصیبت کا — قفس میں یاد ہی آخر چہچہے لطفِ گلستان کے

ادب باید مستِ وحشت شرمِ عریانی مناسب ہے — نشان ہیں کہ چھوڑ دی کچھ تارِ دامان کے

ولہ ۲۷۳ — ۱۳

کہتے ہیں سنکے تذکرے صبحِ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہی حالِ شنیدہ کے

کیا ہی مشتِ خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہیں نشان غبارِ پریدہ کے

ہین خاک بھی ہوا نہ گئی سر کشیدگی — غصے وہی رہی مری دامن کشیدہ کے

جو تم میں بات ہے وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچھ اور ہی ہین گلِ نو دمیدہ کے

سیلابِ چشمِ تر سے زمانہ خراب ہے — شکوے کہان کہان ہین مری آبدیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہان تک سنائیے — قصے دراز ہین دلِ نا آرمیدہ کے

قطرے ملے جو تیرے پسینے کی گلبدن — خواہان رہی نہ لوگ گلابِ چکیدہ کے

آہونکی دہوم ہی کہین نالونکے غلغلے — سامان نئے ہین روز تری غم کشیدہ کے

آرام گاہ اشک ہی ویرانِ جنون — دامن ہین تار تار قباے دریدہ کے

او مستِ ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے — دہوکے کلام پہ ہین شرابِ چکیدہ کے

لو آشیان تنکے طرف میل تک نہین — دیکھو مزاج طائرِ رنگِ پریدہ کے

دیوان مین وصف ہی عرقِ جسمِ یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلابِ چکیدہ کے

۲۷۴ — مژگان سے بچ **نسیم** کہ ابرو کے پاس ہین — یہ تیر بے خطا ہین کمانِ کشیدہ کے — ۱۰

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے — دل کے بھڑکے ہوے بجھا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
تہین جو او سمین حیا کے کچہ باتین
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
تہا یہ خطرہ کہین پسند نہون
گو محبت پاس غیر تہا لیکن
پاون چہا کیے حنا کے طرح
خامشی سے بشکل زخم سبہے
نہ ہلی اوسنے پاون مین مہندی

رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گالیان بہی مجہے سنا نہ سکے
آنکہ ہمسے بہی وہ چرا نہ سکے
جب لگوے اور رنگ لا نہ سکے
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۱۷۵	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے سے اوسے لگا نہ سکے	۱۳

اب آتے ہو صد اسنکر گجر کی
سحر کو دفن کرکے جائیے گا
قفس مین بند کرنا تہا جو تقدیر
گذر جائیگی جو گذرے گی ہم پر
اسے تو جان لے لے غم عشق
خدا کے واسطے یارو سنبہالو
تسلسل آنسوون کا ہو رہا ہے
نہ بولین گے تمہارے خوف سے ہم
نہ آنا تم اجازت مانگنے کو
کوے دم کا بکھیڑا رہ گیا ہے
ہمین قصاد کا منہ دیکھنا ہے

کہو جی شب کہان تمنے بسر کی
مصیبت اور ہے اک رات بہر کی
ندامت کیون مجہے دی بال و پر کی
چلو بس راہ لو تم اپنے گہر کی
مصیبت کون اوٹہاتے عمر بہر کی
کہ پہر شدت ہوے درد جگر کی
گہٹا اُمڈی ہوے ہے چشم تر کی
بلائین لے گر زنجیر در کی
نہ دکہلانا ہمین صورت سفر کی
جگر تک برچہیان پونہچین نظر کی
اوٹہانے ہے مصیبت نیشتر کی

حباب آسا ہے لطف زندگانی ‏— حقیقت کچھ نہیں ہوتی بشر کی

٢٧٦	تسنیم اب دل کتاں کی طرح ہی چاک محبت میں کسی رشک قمر کی	٣

کرتے ہے بیقرار صدا بیقرار کے ‏— فریاد دل دکھاتی ہی بے اختیار کے

عادت میں فرق آئی نہ مجھ اشکبار کے ‏— چادر کفن کے واسطے ہو آبشار کے

اللہ کیا تڑپ ہے دل بیقرار کے ‏— صحن فلک زمین ہے مجھ خاکسار کے

٢٧٧	وله	١٢

بسکہ ہی دلمیں ہوس نظارہ ہائی یار کے ‏— آنکھ اپنی آنکھ ہے ہر روزن دیوار کے

لطف نظارہ سی پھر آتے نہ آنکھ تک نگاہ ‏— خال بنکر رہ گئے دلدار کے رخسار کے

بعد مردن بھی گئی دلسے نہ اپنے آرزو ‏— جام کی ساقی کی می کے یار کی گلنار کے

کردیا آخر خیال زلف نے ایسا نحیف ‏— تار گیسو بن گئی گردن تھی بیمار کے

ربط باہم کا بڑا ہارتبہ یہانتک وحشت میں ‏— نوک جو ٹوٹے نہ نکلا آبلی سے خار کے

کسقدر لذت تھی خون بیگناہی میں مری ‏— خنجر قاتل نے چاٹے حلق پر تکرار کے

خندۂ زخم جگر سے قبر میں آئی نہ نیند ‏— بعد مردن بھی نہ جھپکے آنکھ مجھ بیدار کے

فضل حق سے ہر جگہ موجود ہیں اپنی شفیق ‏— دشت کی ہمپر عنایت آبلون پر خار کے

خوب روی گردن مینا لگا کر ہم گلے ‏— جس گھڑی ساقی نی رخصت کیے لیتے تکرار کے

تم تو کب آتی ہی لیکن مرگ بھی آتی نہیں ‏— آپکی آزردگی سی ہمسے سب نے عار کے

کیا مثال اوسکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے ‏— ناتوان وہ ہون نہیں تشبیہ جسم زار کے

٢٧٨	فضل حق سے بسکہ ہی شاگرد مومن تو تسنیم دہوم ہی ساری زمانے میں تری اشعار کے	٣

تھی سزا کتنی حلاوت زار سے تقصیر کے ‏— زخم نے بوسون زبان چوسی سنان تیر کے

زرد ہو جاتی ہین جیسے ایک دو کھلیان — نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے
زور وحشت سی جو تڑپا شوق ہوا آہن گداز — وہ کڑی جھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۷۹	ولہ	۱۱

ناصح مشفق بھی عشق بازو فرمانے لگے — دن تو تھا اب رات کو بھی آ کے سمجھانے لگے
حضرت واعظ اگر ہین دولت سرا کو جایئے — آتی ہی سامان محشر آپ دکھلانے لگے
آ گئی جب یاد کچھ اس ربط باہم کے مزے — دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے
پھر سبو اونڈلی بھری شیشے ہوئی لبریز جام — لغزش پا ہی ابھی سے مست کہلانے لگے
باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہی بہار — رنگ اڑا گلستان کا پھول مرجھانے لگے
جلوہ ہای حسن چمکی اوٹھ گئی منہ سے نقاب — حلقۂ گیسو کے باہم سانپ لہرانے لگے
ہاتھ اوٹھا ای چارہ گر درمان نے تاثیر کی — جای اشک آنکھون سے اب لخت جگر آنے لگے
خوب رو تی دیکھکر ہم زیور دیوانے لگے — جب احباب اونہین زنجیر پہنانے لگے
ہتھیان روشن ہوئین چمکی دوکان میفروش — رخصت تو بھی ہی زاہد گھبرانے لگے
فصل گل آئی ترچھی جوش جنون کے ولولے — دی صدا زنجیر نے پھر پاؤن کھجلانے لگے

۲۸۰	مانع مطلب ہوے وہ شرم باہم اے نسیم وہ رکے اپنی طرف ہم آپ شرمانے لگے	۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہونگے — پھر سے دامن ہین ہر دست گریبان ہونگے
سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سن تو ای دل — چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے
شکر ہو جائینگے انجام کو اپنے شکوے — رنج کے خوف سے ہم اونکی ثنا خوان ہونگے
کھینچیے تیغ تامل ہے یہ کیون بسم اللہ — سر جھکا دینگے جو یان بندۂ احسان ہونگے
کسطرح جائینگے مانع ہی ہمین خوف مزاج — زلف برہم ہے تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے
ناجوانی سے گرانی نہو ای دل بیتاب — پھر تو اوسے لب جان بخش کی ارزان ہونگے

یان نہین چلو جانا سنے ذرا جانا لے
اشک آکر مری آنکھون مین پشیمان ہونگے

شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مری چہلت مین
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

شوخیان کرتے جنون آج کہان پھر کل ہم
خاک اڑائینگی زمین دشت یہ ویران ہونگے

گریہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل
خون رو ئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال
حال کھل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے

تجھکو کر دینگے خبر زیر لحد سونے کے
سر پٹکتے ترے در پر مرے ارمان ہونگے

خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ
ہم وہ بلبل ہین ہمین خاک گلستان ہونگے

دم نکل جائیگا گر ہاتھ لگا اسے جراح
وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

۲۸۱ — دور پر نخل کرین گے صفت گرد نسیم
ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہونگے — ے

وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مر جاؤنگا تو آکہ نہ آ او ظالم
آج وہ دن ہے کہ مجھپر مرے احسان ہونگے

غیر کی شکل بنینگے کبھی خود انکا شوق
ہم بھی دیکھین تو کہانتک وہ پریشان ہونگے

دل جو روٹھا تو منانے سے کہین منتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجھے ایجان ہونگے

آج پھر روپ عدو کا ہے بنایا مینے
ابتو وہ بھی مری انداز پہ قربان ہونگے

انکو پہنینگے مرے دشت جنونکے کانٹے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

۲۸۲ — پھر بھی دوری جانا نہین انھین ہوگی نسیم
میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے — ے

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تمکو کیا ہو آسمان الجھائین گے

عشق مین ایک پیر دیرینہ ہون مین
مجکو ناصح آکے کیا سمجھائین گے

حضرت دل سوچتے ہین آج کچھ
پھر بلا کوئی مقرر لائین گے

اس توقع پر اوٹھاتے ہین ستم
کچھ تو سمجھینگے کبھی شرمائینگے

پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر
آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے

حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو
دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

۲۸۳	پھر نچھو نکلین گے قیامت تک نسیم پاؤن جسدن قبر مین پھیلائین گے	۵

تنہائی مین دیکھو جانتک گنوا ہی دینگے
گر چھوٹ جاتی جو اکدن دکھا ہی دینگے

آوارکسطرح ہم بیٹھین گے آج ایجان
دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگے

اوڑ جاؤنگا جہانسے عاشق کا رنگ ہیکر
نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے

غیرت نے جستجو کی مدت سے آرزو کر
یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بھلا ہی دینگے

شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے
شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھا ہی دینگے

خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین
وہ دل نہین ہمارا جسکو منا ہی دینگے

۲۸۴	اوس خاک تک تو پہنچکر پھرنا نسیم مشکل ہون اشک افتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے	۳

جب اور کسی پر کوسے بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

ہم جان گئے کلمۂ رخصت کی اشارے
اب اور کہین جاکے گھر آباد کروگے

سیکھوگے جفائین مرے ایذا کی لیے تم
شاگرد ہوگے کوسے اوستاد کروگے

۲۸۵	ولہ	۳

صفائے دیر مین قاتل سے ہوگے
یہ آسانے بڑی مشکل سے ہوگے

محبت ہوکسے سے یا عداوت
مزا دے جائینگے جو دلسے ہوگے

ہین ہون اک او رہی لیلی کا مائل
تسلے کیا مرے محمل سے ہوگے

۲۸۶	ولہ	۹

تا عرش تری شورش بیداد جائیگے	گرمین نجاؤنگا مری فریاد جائیگے
بے آبرو کسیکو نکرجوشش جنون	بیڑے نہ توڑ عزت جداد جائیگے
ہمپر عبث ہر حوصلۂ نیشتر زنے	حسرت تمام عمر کے فصاد جائیگے
قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہو گی کم	لب ہای زخم کسے نہ تری یاد جائیگے
دیوانہ ہین وہ ہون کہ بس از مرگ ہیر خاک	اوڑ اوڑ کے سوی کوہ بربیاد جائیگے
آسان نہین ہر کھینچنا تصویر یار کا	ناحق کو قدر مانی و بہزاد جائیگے
شیرین کو گور مین تھا تصور ہی مدام	تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جائیگے
فصل خزان مین کیہی تھے رو رو کی عندلیب	دلسے کبھی نہ عبرت صیاد جائیگے

۲۸۷	مومن کا طرز جھٹ نہ سکیگا نسیم سے شاگرد سے نہ بندش اوستاد جاے گی	۹

حقیقت سے زبان آگاہ کرلے	باسم اللہ بسم اللہ کرلے
دہن سے دور کر قفل دوئی کو	زبان مفتاح الا اللہ کرلے
کدورت دلسے کہو لہو و لعب کی	سعادت سے صفاسے راہ کرلے
سبار کیا دعیش و جاہ و دولت	حظوظ عمر خاطر خواہ کرلے
کہان فرصت زمان کشمکش مین	مناسب ہے ابہی کچہ راہ کرلے
جسے دیکھا نہ دیکھ اوسکو کبہے تو	نہ دیکھا جسکو اوسکے جاہ کرلے
سخا ہمت مروت ہین ترے پاس	کوئے ہمراہ تو ہمراہ کرلے
بہلا واہے طلسم زندگانی	وداع حب عز و جاہ کرلے

۲۸۸	نسیم دہلوی یہ آرزو ہے کہین اپنا مجھے اللہ کرلے	۳

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لیجئے دو بوسہ مجھے شام سے پہلے

پھر طاقت پرواز رہے پوچھنا صیاد
اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ

آزاد تو کر بہر خدا دام سے پہلے
تدبیر میان ہو گئے الزام سے پہلے

۲۸۹ — ولہ — ۶

دیکھی دل دے کے قدر دانے
ہونے ہے باز پرس اعمال
شعلے اوٹھتے ہیں استخوان سے
سوتا ہے گوشۂ لحد میں
او وعدہ خلاف سالہا سال
آئے پھرے پیام رخصت

بس بندہ نواز مہربانے
کہنے ہے بہت بڑے کہانے
اللہ رے سوزش نہانے
ہان ہان وہ رات بھی ہو آئے
آنکھوں نے کی ہے پاسبانے
بڑھتے جاتے ہے ناتوانے

۲۹۰ — مستانہ سر ہی نسیم کہتک — آخر آخر ہے نوجوانے — ۹

عزت دیو انکی بخشش مجھے تقدیر نے
دونو عاشق شمع کے اور دونو قسمت میں جدا
مدتیں گذریں کہ اطمینان اونسکا کردیا
ہر زبان خاموش کردیتا ہے راز دوستی
کھل سکیں کیا عاشق و معشوق کے سرگوشیان
آبرو رکھ لے گنہگاری کی گو ہم مر گئے

طوق فی کی بندگی چومی قدم زنجیر نے
جان پڑانی نی دی بوسی لیے گلگیر نے
نالہ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے
کچھ نہ حال دل کہا میر اسنان تیر نے
کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱ — ولہ — ۵

کچھ سمجھتے ہیں جو اوس ظالم کی سچائی ہوئے
یاد آتی ہیں جو احسان اونکی وقت اضطراب
تمنے کیون بوسی دیے ہیں دل کو روکون کسطرح
ہٹ پر کیوں ہو لو دل افسردہ حاضر ہیں مگر

پھر پلٹ جاتے ہیں شکوہی تا زبان آتی ہوئے
نالی بھی منہ سے نکلتے ہیں تو شرمائی ہوئے
آفتیں ڈھاتی ہیں کیا کیا لذتیں پائی ہوئے
کیا پسند آئینگے تمکو پھول مرجھائی ہوئے

۲۹۲	دیکھتا ہون نہین نہ مجکو دیکھتے ہین وہ نسیم ابرو دوست کے ٹکڑے ہین جو سب چھپائی ہوئے	۱۱

سوال طرز سخن سے تمہارے پیدا ہے
ہماری سر کے قسم تمکو آرزو کیا ہے

امید مرگ مین قطع امید ہستی کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے

خفا ہین جسکے سبب آپ کل سے اسدم تک
ہمین تو آجکی شب بھی وہی تمنا ہے

سیاہیان شب فرقت مین ہین کہان ایسے
نگاہ دود جگر کا رہے اندھیرا ہے

نہ چین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین اے حسرت
عجب طرح کا کچھ ان روزون حال میرا ہے

عجیب طرح کی آتی ہین ہچکیان شب و روز
کسیکا عقدۂ گیسو پھر آجکل وا ہے

اداس ہو سبب انفعال کچھ تو کہو
کیون عرق ہے جبین پہ مزاج کیسا ہے

کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنون مین تمہین ہمنے آج دیکھا ہے

خوشا نصیب چھپاتے ہو راز دل ہر دم
مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے

وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین جلسے سے
ابھی تک آپکو اے جان ہمسے پردا ہے

ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے
نسیم آپکی باتون پہ دل سے شیدا ہے

۲۹۳	غزل ذوبحرین	۵

وہی تو نے دیکھا کہ جو دل کہا تھا سواد سپید اکہ وہ بد بلا ہے
گلا اب ہی بیجا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تو نے جیسا وہی یہ سزا ہے
نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہنا آ رے نہ وہ کہنا جا رے
گئے لطف سارے ہوئے یون کنارے چلو خیر پیارے مرا اب خدا ہے
ہوا او سیاہ دل ہوا غم سے شاغل ہوئی سخت مشکل کیا تو نے گھائل
نہین ہر وہ غافل ہے گا وہ قاتل کریگا وہ بسمل تری اب قضا ہے
یہ ہین لطف شیدا سبھی ہین ترے جو ہر شب مرا آیا دل جب تو وہ ہلتی ہین کب

اجی مکر ہین سب کہان بوسۂ لب ہی جانیے اب کہ وہ بیوفا ہی

کہو کل سویرے مرے گھر چلوگے کہا جو کروگے مرا غم سنوگے

گلے سے ملوگے مجھے بوسے دوگے کوئی دم ہنسوگے کہ یہ سب دغا ہی

٢٩٤ — ولہ — ٣

شب وصلت مین گھڑیالی ہمین کیا کیا رلاتا ہی / گھڑی بھر رات آئی ہی یہ ظالم بجاتا ہے

لنڈھا دی ہی سبو کو توڑ شیشہ جھکر ساقی / لہو فرقت مین پیتے ہین کسی ساغر پلاتا ہے

دل امنڈا آتا ہی از خود گلے ملکے رنیکو / کمربستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے

٢٩٥ — ولہ — ٥

رنج باہم مین زبان پر جو گلہ آتا ہے / کچھ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے

مین جو سمجھاتا ہون اونکو تو یہ فرماتے ہین / ای یہ خوش جا ہی یہانسے تجھی کیا آتا ہے

دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے ساتھ / پھر اونہین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے

شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کری / پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے

طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہرت ہے / سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

٢٩٦ — ولہ — ٢٣

گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے / دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے

آ کہین وعدہ فراموش کہ فرصت کم ہے / دم کوئی دم مین قدمبوس قضا ہوتا ہے

نالہ افسانۂ بیداد سناتا ہے اونہین / کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے

کیون نہ پیمانۂ دشنام دہن کو سمجھون / کہ برابر ترے گالی کا مزا ہوتا ہے

حاجت شمع نہ پروا ہی چراغ لحد ہی / پاک احسان سے مزار غربا ہوتا ہے

ای کمو نکر شب فرقت مین کہ جنبش ہو محال / شوق دل سلسلۂ پا سے قضا ہوتا ہے

محو دیدار تھے ہم کن فیکون سے پہلے / اب بھلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتے ہین بتون کو سجدہ
جلوۂ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے

خط نو سبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین و دشت پہ ظالم
دل دھڑکتا ہے مرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

اسطرف بھی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو آب رشک قضا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کبھی پیری آئی
پا تھکلے ہاتھ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکھا دیتی ہے آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہے شب فرقت مین
زلف کا دھیان بھی موسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی ترے دیوانی کی
پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سے مین ہنستا ہون
بزم شادی مجھے سامان عزا ہوتا ہے

کشتۂ عشق انھین ایجاد سکھا دیتے ہے
ہر ستم لطف مین دیکھا تو نیا ہوتا ہے

ڈھنگ کا ہیکو مین سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین ترے سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سر فروشان محبت کو محبت سے ہے کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کھنچا کھینچتے ہی شمشیر و دم ای قاتل
جو ارادہ ہے ترا ہوش ربا ہوتا ہے

بیوفاؤنکی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکھا تو گلا ہوتا ہے

۲۹۷

ای نسیم چمن آراے فصاحت تجھسے
گلشن معنی نو خیز ہرا ہوتا ہے

۷

بہار غنچگی دیتا ہے جو دل خستہ ہوتا ہے
لب از خندیدگی کمہلا کی گل سربستہ ہوتا ہے

شگون وصل ہے رنج جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑی بندشین ابتر
دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فی می ہمتی صیاد ظالم کیون دکھاتا ہے
کب آزادی کے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے

بہلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کے
کہ ہر عقدہ بشکل نہ لفظا بستہ ہوتا ہے

دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوش بیتابی
سدا نقل مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے

کچہ ایسے دونو مصرع ایک جا بندہے ہیں مضمون میں
کہ سامع کو گمان ابرو پیوستہ ہوتا ہے

۲۹۸	وله	۹

دکہاتا ہی جو ہمی پہر مژدۂ بیداد دیتا ہی
مبارکباد بیتابی ہمیں صیاد دیتا ہی

کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہے مزاج یار کی صورت
مزا آنکہوں میں کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہی

وہ محتاجی ہوئی ہی دولت تقدیر سے حاصل
کہ سایہ بہی نہیں یان ہم من فریاد دیتا ہی

نہ بازو میں ترے قوت نہ خنجر میں روانی ہے
ہمیں تکلیف بیجا کس لیے جلاد دیتا ہی

لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم میں
ندامت کیوں ہمیں ای نشتر فصاد دیتا ہی

نہ توڑیں آجتک بہی بیڑیاں وہ جنون تو نے
جہکاؤں کیوں نہ سر طعنے مجہے حداد دیتا ہی

یہ کیوں گہبرا گئے فریاد بیتابی سنی ہی بیار
دعائیں تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہی

سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلی سے
مجہے جوش سر ماتم مبارکباد دیتا ہی

۲۹۹	نسیم دہلوی تو بہی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہی	۳

یہ حالت ہی تسلی کیا تو ایدم باز دیتا ہی
کہ نالہ بہی ہمیں ہیں اب نہیں آواز دیتا ہی

مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دے جاؤ
کہ دل سینے میں اب کیفیت پرواز دیتا ہے

جو پہلے کہہ چکے تہے پہر وہی کہنے لگی اوس سے
مرا انجام بہی کیفیت آغاز دیتا ہے

۳۰۰	وله	۴

قفس ہے دوش صیاد جفا طینت کا پہیرا ہے
مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے

متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت ہیں
زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے

کہاں تک کروٹیں بدلا کریگا خواب ہستی میں
ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر میں سویرا ہے

چھپا دن دور ہے منزل اوٹھا جلدی قدم غافل	فروغ زندگانی چند دم ہے پھر اندھیرا ہے

۳۰۱	ولہ	۳

محتسب بالغ مے ہی ہمین دیوانہ ہے	جب جھپٹی بہروسے شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین	صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
بے نیازی ہے مجھے اور لحد کو یکسان	بے ہوس ہین ہمین تو بی در مرا کاشانہ ہے

۳۰۲	ولہ	۱۶

نئے ڈھب کا کچھ جوش سودا ہوا ہے	خدا جانے اب کے مجھے کیا ہوا ہے
تعلق اون آنکھون سے پیدا ہوا ہے	بہت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہے
نہ عالم مین مجنبا نہ مجسا جہان مین	نہ ایسا ہوا ہے نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مرے نام وحشت	ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پھر اوٹھتا ہے درد محبت جگر سے	وہی حال اگلا سا پیرا ہوا ہے
گھر بار ہے دیدۂ اشک زا سے	مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
دہ وادی ایمن پہ موقوف کیا ہے	ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دے ای چشم جادو	بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہے
کہا مینے تنہا ہی ہی بات سن لو	کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترستے ہہ ہیر نوجوانے تمہارے	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دلکے	عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہمارے تمہارے تو ہین دلکی باتین	سنا تو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گھبراؤ جانا ابھی ہم بھی سمجھے	کہین اور بھی آج وعدا ہوا ہے
سنا ہین گے ہم آج تو لیجیلین گے	بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو گے	مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

٣٠٣	نسیم اب کہان قدردان سخن ہین کہتے شعر یہ بھی جو چرچا ہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد ثواب ہے
اے چارہ گر ندامت بیجا نہ کیجیو
زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہین
بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح
اے شور حشر شہر کہ فرصت نہین ہین
اے شیخ طول ریش مقدس گھٹائیے
اے بیخبر قریب ہے فردا ہی باز پرس

مستی کے ولولے ہین زمان شباب ہے
دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے
ساغر چھلک رہی ہین ہوا ہی شباب ہے
وہ آنکہ ہی از لسے جو محروم خواب ہے
ہین غفلتون کے جوش جوانی کا خواب ہے
حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے
ہشیار ہو کہ جلد زمان حساب ہے

٣٠٤	دیکھا نگاہ غور سے ہمنے جو اے نسیم ہر شعر اس غزل کا ترے انتخاب ہی	۱۶

لب پر اک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی
ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہی
ہو لیتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کے
گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین
دی صدا ہی کوس حلت ضرب شمشیر نے
صورت گل جلوہ گر ہین داغہای دوستے
لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقے
خاکساری مین بھی ہو نہین اسقدر عالی مزاج
پوچھے گر پوچھتا ہی خون عاشق کر مزہ ہے
غم نہین گر چپ دہان زخم ہین خندہ زن

میرے نالے ہین اچھوتی پارسا فریاد ہی
حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہی
ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہی
اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہی
خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہی
کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہی
اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہی
ہم گریبان ہلال اب دامن فریاد ہی
چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہی
مین ہون آزردہ بلا سی میرا قاتل شاد ہی

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا
موت کو اریان آیا تا دم مرا چلا دیا

جلد آ فصل بہارے آرزو مین تاکجا
مدتون سے اشتیاق خانۂ صیاد ہی

دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
ہین اسیر نو ہون نا واقف مرا صیاد ہی

آپسے تو منہ نہین کھولا مگر مجبور ہین
ہمت دلوانگی منت کش جلاد ہی

اتنے جی او ٹھتی ہین کب تک انتظار تیغ تیز
مرغ جان بدت سی اپنا آشیان بر باد ہی

۳۰۵	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم دیدکے قابل بہار گلشن ایجاد ہی	۷

عجب تیر نگہ مین کچھ اثر ہے
نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے

مآل عاشقے کیا پوچھتے ہو
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسے صبح ویسی ہے شب ہجر
غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چھوٹا عجب صورت سے ہمنے
نہ بازو ہی نہ گردن ہے نہ سر ہے

تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے

لگے لو شمع سان اک شعلہ رو سے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۳۰۶	غرض مطلق نہین مجھکو کسی سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۹

راز مخفی لب تلک آتی کہان مقدور ہے
دل ہمارا جلوہ گاہ شاہ مستور ہے

ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی میری آفتاب
آسمان نیلگون دود تن محرور ہے

دل مرا پیری مین ہی محو خیال لف یار
نافۂ مشک ختن پر پردہ کافور ہے

ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے

ناتوانی سے خط بار یک ہی ایسا بدن
ہو چلین ہین مدتین زنجیر پایی مور ہے

حسن عالمتاب سی تیرے مثال مہر کیا
یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے

اگر کسی صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے
ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی

ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
کسقدر لب ریز مستی نرگس مخمور ہے

۳۰۷ | اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر ای تسنیم
پر جناب پاک کا سجدہ اور ہی دستور ہے | ۱۶

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے

اُلٹے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلی سب کے دلمین رہے

خاطر گل عاشقونکو بھی جو منظور مزاج
نے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے

اونکو نیند آئی نہ اپنے آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفلمین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آب نالے ہو گئے
لب پر آئی یا کبھی بیمار کے دلمین رہے

خنجر قاتل کے ایذائین اجل کے سختیان
روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑی
وہ مسافر ہستی کبھی آ کر نہ منزل مین رہے

توبہ ہی سو بھی اسباب آفرین ہمکو کہو
ہم خیال یار بن کر یار کے دل مین رہے

پھر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بھی کہلائی ہمین آخر فروغ
داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آ گیا تھا اسلیے
پاؤن پکڑے مدتون قید سلاسل مین رہے

خشم ناصح طعنہ احباب تکلیف فراق
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے

دیدہ گریانکی عزت کسقدر ویرانی کے
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے

نقش سے کے امید نے نقشا دگرگون کر دیا
تا فراق روح و تن ہم فکر عاقل مین رہے

۳۰۸ | اونکے گالونکی تھی ہم مشتاق برسونسے تسنیم
اس لیے شب بھر تیونکی بھی محفل مین رہے | ۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے	دامن مدفن ہمارا اسو جگہ سے چاک ہے
تاہم خاموش یہ کسکا تہ افلاک ہے	غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے
کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین	جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہے
مفسدی اوٹھتے ہین سارے فرق فتنہ ہا نہین	ملگئے جب عاشق و معشوق جھگڑا پاک ہے
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے	آنکہ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے
کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین	بے نگاہی ہے مگر کیا دیدۂ بیباک ہے
ایکدن وہ تہا کہ تہین بالای مسند کوشن	ایکدن وہ ہے کہ ہم ہین یا کنار خاک ہے
خصمت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل	دلولے ہین مستیونکی خشت رز کی تاک ہے
فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لے	ہان اسی تکمی کے قابل حلقۂ فتراک ہے
اپنے دم تک ہے فقط آباد منع زانکی ہوم	ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین پہر خاک ہے
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے ای ہمنفس	یہان تو اکدل ہے سو وہ بھی کس طرح غمناک ہے
اب خدا کی ہمارے عصمت دلوانگی	گھور رہتے ہین دیدۂ زنجیر بیٹہ جب تاک ہے
۳۰۹ ٹپک رہی ہین زیر دفن شور الفت سے نسیم	مرکی بھی دلکو خیال ردۂ آتشناک ہے ۸

سفر ہے دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے	نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
نسیم غفلت کے جل رہی ہے ہما مند رہی ہین قضا کی نیند آ نہ پا	کچہ ایسا سوئے ہین سونیوالی کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
جوانی و حسن و جاہ و دولت چند انفاس کے ہین جھگڑے	اجل ہے استادہ دست بستہ تو نیند غنیمت ہر ایکدم ہے
بسان ہست سوال سایل تہی ہوین ہر ایک مدعا سے	نیاز ہے بی نیاز لیوین بغل مین دل صورت صنم ہے
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدی پر	جو چار دن ہے وفور حسرت تو بعد وسکی غم و الم ہے
دریغ کرتا نہ دور بازو مثالی ساری کدورتونکو	ہوس رہ جاتی کوئی قاتل کہ سر ہے خنجر وہ دم ہے
زبان کو بہک رہی ہے سرور و شنیعہ جوش پر ہے	ملی وصال تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہے
۳۱۰ یہ مصرع تخمیر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا	نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے ۷

نہ سمجھے ہائے یہ آغاز بد انجام ہے — میری رسوائی مین اونکا بھی تو آخر نام ہے
وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار — کب مجھی راحت ملی کسدن مجھے آرام ہے
وا ہی حسرت موت آتی ہی نہ یار آتا ہی پاس — عاشقی شاید کسیکے قسمت ناکام ہے
صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر — مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے
کوٹھے پہ سونے کو گیا آیا ہی وہ آرام جان — آج جو نالہ ہے میرا آشنای بام ہے
جذب دل و کے ہوی ہی تجکو دفن پر مرے — ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱	کیا برا ہوتا ہی جھگڑا دوستی کا ای نسیم بیگنہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے	۶

او ضعف سے اب یہ حال تن ہے — سایہ مجسم بدن ہے
یہان تن ہی نہین ہی لاغری ہے — ہمکو کیا حاجت کفن ہے
مثل نکہت ہین جامے کیا — اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے
ہون بلبل بوستان تصویر — بیخوف خزان مرا چمن ہے
ہون کشتۂ تیغ شرم جانان — ہر زخم کا بیزبان دہن ہے

۳۱۲	لاریب نسیم دہلوی تو استاد نزاکت سخن ہے	۷

سوز فرقت سے یہ گرمی پر اشیون ہے — جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے
بلبل روح دم قتل چہک کر نکلے — چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے
مرگئے ہم مگر اسکے نہ گئے خاموشی — دہن زخم ہی گویا دہن مدفن ہے
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے — جانب اشک پھٹی آنکہ تو بیروزن ہے
بچ رہا تھا جو ستم جادر گلنے بخشا — قطرۂ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہے
محتسب کیون نہ ہے میرے طرف سے بدظن — آبلہ کا ہیکو ہے شیشۂ بگردن ہے

۳۱۳	کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بت رو لی نسیم کفن لاش ہے کیا پیرہن دشمن ہے	۹

بلا ہی کون جان پر ہو سکے آفت کا ساماں ہے
تقاضا طفعی ہرن تری زلفونکی افشان ہے

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ رہی ہے سیل گریہ کے
کبھی طوق گریبان ہے کبھی زنجیر دامان ہے

خیال یار کے بیٹھے ہین جو کیدار آنکھون مین
کہان سے نیند آئی ہر دم دیدہ نگہبان ہے

دو رنگی سے نہین خالی تقاضا ہی تمنا ہے
کبھی بوسونکی حسرت ہے کبھی وصلت کا ارمان ہے

ارادے تھک گئے رخصت طلب ہے طاقت وحشت
کہانتک طے کرین ہم منزلون طول بیابان ہے

ہزارون کوس سے دلکو بھی کہ کہکے لاتے ہین
وہ ٹہا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوچۂ جانان ہے

نظر پڑتی ہے جس منہ پر وہین اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکھ لی عاشق ترا سر وچراغان ہے

پڑی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکے گردن مین
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہے

وہی فت ہے دیوانیکے تیرے بعد مردن ہے
ہوا کے ساتھ گرد نبر غبار تن پریشان ہے

۳۱۴	ولہ	۱۲

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہے
گلا تک تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے

مقام سیر ہے کنج لحد ہے یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے

پڑی ہی لو او چالاکی جبھی جو پاؤن مین کانٹے
کہ پائی آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہین پاؤن یہانتک تنگ زندان ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف مجسے ناتوانکو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہے

مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہے ایدل
سر آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جان ہے

بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
دل وحشی کی بہلائی کہ مرقد بھی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے

نہین مدفن مین ہے آرام ہر دم چونک اٹھتے ہین
صدا ہی نالہ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہا کر خون چھینٹنگے کفن کُھلا سے لالہ کا
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین

گر اپنی وجہ جو نرہی خطائی دست جانان ہے
بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے

۳۱۵	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے	۵

وصل کے نام سی آزردہ جو تو ایجان ہے
آج سمجھے تری کہنے سے کہ لے شکر تو کر
کہنے سننے سے بدل جائے یہ کیونکر ناحد
سجدہ مین تری صدقے اونہین راضی کر دے
اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا

منفعل ہون کہ مرے دلمین وہی ارمان ہے
جس پہ مر جاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
سمجھین عاشق نہ مجھے دلمین کہین حیران ہے
مختصر وصل کے ہی رات صنم مہمان ہے

۳۱۶	ولہ	۵

اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین ہے
خیال دوست نے آنکھوں کو روشنی بخشے
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
صفائی حسن چھپائی سی چھپ نہین سکتے

نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہے
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہے
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہے

۳۱۷	فراق یار نے زندہ بگو رمجھکو کیا نسیم اپنا ستارہ زحل کے گھر مین ہے	۱۷

اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر مین ہے
ہر شب سی فکر یار و غم ہجر مہمان
صیاد کر قفس شکنی کا نہ اہتمام
دوزخ کے تیز کرنے کو لیجائینگے ملک
دو چار کیا کہ لاکہ جگر سے گذر گیا

ڈھونڈا کہین نشان دہان و کمر مین ہے
دل کی طلب مین کوی خیال جگر مین ہے
کب زور اسقدر حکاری بال و پر مین ہے
وہ شعلۂ فراق جو مرے جگر مین ہے
کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اذن ضعف اسی بھی ہوا نہین | وہ اشک مضطرب جو امید سفر مین ہے
پیغام مرگ سنتے ہی بیہوش ہو گئے | کس درجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے
کھٹکا یہی ہے غفلت تقدیر سے مجھے | بہولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے
کردے ہوی ہوا ایسے جو منہ سی لگا کے تم | کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے
تابان ہو بصورت خورشید دفعتا | داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے
ای روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت | یہ ایک جوہر مین ہی جو تیرے ہی بر مین ہے
کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ بار با | وہ مور ہون از لیے جو تنگ شکر مین ہے
نالون نے شب جو سیر نشیب و فراز کے | ہی تھر تھری زمین کو فلک الحذر مین ہے
آنسو ہین پاک رشتہ اسباب دہر سے | سوراخ تک نشانکو نہین اس گہر مین ہے
وہ نقطہ ہون از لیے جو لکھا گیا ہے فرد | مطلب کے تحت مین ہی کبھی فوق زر مین ہے
آنکھین لگی رہین طرف در تمام رات | دل اب بھی جذب ہی کے فریب اثر مین ہے

۱۳	دیکھا کیے بہار لحد مین بھی اے نسیم کیا لطف اپنے گلشن داغ جگر مین ہے	۳۱۸

بلند ہو نہ ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہے | پسند آئی فلک سے تتی وہ سرفرازی غبار مین ہے
خوشی شب و روز رہرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی | ہمیشہ ہنس ہنس کی جو تھی وہ ہن شگاف مزار مین ہے
عجب طرح کی ٹہی ہی مشکل ہوی ہین دو فتین مقابل | بدنکو قید کفن ہے حاصل کفن جو قید مزار مین ہے
بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا بغل مین ڈھیلا ہین سر پہ تنگتا | سمجھکو آئے تھے جا ہی تہا سو بکھیڑا مزار مین ہے
فراغ زیر لحد کہان ہے وہان بھی تکلیف امتحان ہے | بدن تو اسدرجہ ناتوان ہے زمین امید فشار مین ہے
اسیطرح انتشار مین تہا ہمارے جب اختیار مین تہا | جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے
بہرا دے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا | دبی ہین انکی نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہے
یہ سارے جیل بل تمہین بہلا دین کبھی نکیا ہو دکھا دین | جو کو دین آ وتو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو بوسے تو ہو پشیمان تصور دیکھے میں ہو گیا ہاں
خفا ہوئی اجل مری جان بچی ای بوس کنار میں ہے

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم
کئی برس بیچ چکی ہیں ہم یقین ہے دلبر کنار میں ہے

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوئی وہ حالت اے امیرا
کہ جس طرح سے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار میں ہے

بس اے فنا فرقت میں ہم ہیں نصیب غربت ہی کم ہیں
زمین کے آغوش میں ہم ہیں میں فلک کے کنار میں ہے

۳۱۹ نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہیں ہے تقدیر میں جو لکھا
سوئے آسمان گشتگی بیجا بگولے لے کے گیا کنار میں ہے ۱۴

مخلصی کب ہے کہ مرغ روح قید تن میں ہے
جان بدن میں ہے بدن آغوش پیراہن میں ہے

رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک سے
کوئی آنکھوں میں پھٹتا ہے کوئی دامن میں ہے

انقلاب ایسا وہ کہا ہی لطف قاتل آج تو
زخم میں آئی جو ٹوڑا وہ بہ سوزن میں ہے

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن میں ہے

خاطر صافی میں تیرے کس طرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہے

گرد کدی ہونے لگی پائے نگاہ یار میں
فرش نظارہ جو اپنا دیدہ روزن میں ہے

بعد مردن آرزو میں خاک سے پیدا ہوئیں
میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن میں ہے

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخموں کا نمک شاید ترے جوبن میں ہے

زخم کے دامن میں القاتل چھپیگا شرم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جو ہر آہن میں ہے

گل ہوا جب غنچہ شرم لو عروسی پھر کہاں
شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن میں ہے

بجھ گئی پھر بھی یہ تجلی شمع دیکھو صبح تک
اشک کا خرمن لگن کی گوشۂ دامن میں ہے

ملگئی یہ خاک کسکی حسرت پابوس میں
اک بگولا سا مری گرد رم توسن میں ہے

اتحاد گیسوئے نے کر دیا روشن ضمیر
کہل گیا صاف او سیہ جو شکوا دل بد ظن میں ہے

۳۲۰ باغ ہستی کی ہوا ای سیر پھر کیا ای نسیم
ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن میں ہے ۷

گشت نگر ادھر ادھر بیخبری جہاں نہیں ہے
اپنے ہی میں غور کر دیکھ کہیں مکاں نہیں ہے

رات تمام کھو چکا نیند سے سیر ہو چکا
جاگ کہ خوب سو چکا کوس اجل فغاں نہیں ہے

کس سے مثال تجکو دوں غیر کہاں جو نام لوں
حال کہوں تو کیا کہوں قفل ادب زباں نہیں ہے

پاؤں بہت تھکا چکا شام کا قرب آ چکا
دوڑ کہ وقت جا چکا تو بس کا روا نہیں ہے

دیکھ کہیں دغا نہ ہو جسم سے جان جدا نہو
جلد سنبھل خطا نہ ہو تیر اجل کماں میں ہے

منزل گور تنگ ہے پاؤں فراغ لنگ ہے
تجکو ابھی امنگ ہے اور ہی کچھ گماں نہیں ہے

۱۱	تجکو نسیم کیا ہوا دید جہاں سے دل اوٹھا رنگ فریب جابجا ہر گل بوستاں نہیں ہے	۳۲۱

نہیں ہیں اس درجہ بے ادب ہم کہیں جو اونکی دہن نہیں ہے
دہن تو ہی ہے تنگ ایسا کہ جسمیں جائے سخن نہیں ہے

نہیں ہیں محتاج کچھ صبا کی یہانتک اب لاش گہل گئی ہے
کہ ہمکو کافی ہے نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہیں ہے

ہوئی ہیں اس درجہ بے نشاں ہم نہ جستجو بھی ہمیں کسیکو
کہ ہیں غبار صبا پریدہ کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

ملے ہی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آئے
کفن بھی ملتا اگر میسر تو کیا کریں ہم بدن نہیں ہے

کرو نہ منت کشی عیسیٰ اوٹھاؤ دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہیں ہے

گئے چمن میں جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستاں میں
بہار گلشن کے کون دیکھے بلبل نغمہ زن نہیں ہے

جلا جو پروانہ اوسکی غم میں تو پاس خاطر وفا کے باعث
وہ کون شب ہے جو اشک ہمسے شمع کا پر لگن نہیں ہے

یہ رحم صیاد بھی ستم ہے کہ رہی خزاں میں جو وا قفس کو
بہار دیکھیگی کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہیں ہے

عبث تکلف ہے بس فنا ہی لحد پہ بیچارگانکی ہمدم
ہمیں تو کافی ہے بوی سبزہ جو چادر یاسمن نہیں ہے

یہ جوش وحشت ہے اندنوں میں کہ اپنا سایہ بھی ہے رمیدہ
کہوں جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہیں ہے

۵	جو ہیں نزاکت پسند عالم لینگے بیشک وہ منصفی سے بہت ہیں استادیوں تو لیکن نسیم کا سا سخن نہیں ہے	۳۲۲

ہم سے کہے دیتے ہیں زحمت خوردہ ہر
دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہے

تو ہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا		دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہے رکھین پیر اول		جانتے ہین وہ کہ پامال مردہ ہے
منزل الفت مین رکھین تو قدم		رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

۳۲۳	کون سنتا ہے ہماری اے نسیم کسکو پاس خاطر افسردہ ہے	۹

سُن لے یہ التماس مراد وستانہ ہے		ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا		کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا		بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول		ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس ستار ہے کیا اعتبار زیست		اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین		ہی زندگے طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار سے		ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے		کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

۳۲۴	کہنا تہا جو نسیم تجہے سب سُنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	۷

مست کسقدر یہ نگاہ ساقی مستانہ ہے		گردش سر ہمکو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے		آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہے مرے مستانہ ہے		ہی دہن مینای می ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سے کیا امید رکہین بد نصیب		آب رحمت سے نہ ہو سرسبز بیہودہ دانہ ہے
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینو نکا حجاب		شمع کا فانوس ہین بہیجے حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہے مجہ مین تاثیر جنون		کہائی جسن کتے نے ہڈ ہی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵	ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہے دیر کا ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے	۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھائی ہے — فقط دست اجل اب میری مشکل کشائی ہے

پھرا جاتا ہے قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھ سے — دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے

لپٹ جاوٗ ڈرکر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے — کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اٹھا ہے فراق یار سے حال پوچھا ہے — نہ تن سے جانکو اور جانکو تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہے مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو — مگر کچھ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہے گردون ختم ہوئی جاتی ہے مینا کی — جہانسے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو — خدا جانے مری جانب سے کیا دلمیں سمائی ہے

۳۲۶	ولہ	۱۰

کھلی ہے آنکھ جوش انتظار یار جانی ہے — بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہے

لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے — چل اوٹھا و بچھا پہلو سے اب کیون مہربانی ہے

لگا دون آگ اُف کرنے مین وہ شعلہ زبانی ہے — بشکل شمع ساری جسم مین سوز نہانی ہے

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد — اوٹھا لیوی سبو ساغر کہان پھر نوجوانی ہے

اومنگین ہین طبیعت مین بھرے ہین مستیان ملین — ہوی جاتی ہین آنکھین بند کیف نوجوانی ہے

عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون — ہے دایم کب بتقصیر ذوق جانفشانی ہے

خبر کیا پوچھتا ہے ہمنفس کیونکر گذرتی ہے — جگر جلتا ہے دل پھنتا ہے اشکونکی روانی ہے

ادائے ناز ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو — تعلق جس سے ہو جائی بلائے ناگہانی ہے

پسند آئی ہے اسد رجا ذیت دوستی ہمکو — نظر میں ہو پہی دشت مصیبت کے سہانی ہے

۳۲۷	خیال میرزائی اہے نسیم دہلوی کبتک جھکو بڑھے ہوئے اب رخصت لطف جوانی ہے	۳

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہے — خیر کسے طرحسے شرناؤ بہے

آپ کے وعدون کو ہمارا سلام — دیکھ چکے خوب اب جاؤ بہے

ہم تو ابھی صلح پہ موجود ہین — فیصلہ یارو کوئی ٹہراؤ بہے

نقل کباب جگر سے کیجیے — کہاؤ میرے سر کی قسم کہاؤ بہے

ولہ — ۳۲۸ — ۵

پہر ہوس کے پہندے مین جا رہی ہین جسکو پہنسا چکین جا چکے تہے — وہی مصیبت اٹہا رہی ہین جو مصیبت اٹہا چکے تہے

کہو جو بیجا بجا ہی مجکو منر ہی جو نا سزا ہے مجکو — گلہ وہ نکار ہو پڑا ہی مجکو جو بدتو نمک رلا چکے تہے

جو اونکی خو تہی سو اونکی خو ہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہے — پہر اپنے مٹنے کی آرزو ہی جو ہر طرحسے مٹا چکے تہے

عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آگی ہوئی ابر — بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنے جما چکے تہے

۳۲۹ — ۳

کسی کو ہی نہ دل لگانے نسیم کیا کیفیت بتائی
وہی اب آنسو بہائی آئے لہو جو میرا بہا چکے تہے

خوشی مانع ہے ترا دستم ایجاد مجہے — ورنہ سمجہاتی ہے کیا کیا مری فریاد مجہے

کیا کڑی آنکہ سے زنجیر جنون کو دیکہون — چاہیے ہے ادب حضرت جلاد مجہے

ہاتہ ہر وار مین جو مین ہین تصدق کر — یاد کرتا ہے لبس از مرگ بہی جلاد مجہے

ولہ — ۳۳۰ — ۴

ملا ہی دل بہی محبت سے داغدار مجہے — خدا نے آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجہے

ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے — دکہایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجہے

ہوس یہ تہی کہ ہنسینگے سو اب رولاتا ہی — تبسم لب زخم دل فگار مجہے

عدم بہی ہو کے چہٹا مین نہ قید ہستی سے — بنایا کاہش غم نے میان یار مجہے

ولہ — ۳۳۱ — ۵

کیے سجدے ہوی کافر نہ کچہ دلمین خدا سمجہے — ہمین بندہ بنایا ہی بتو تمنے خدا سمجہے

کلام ناسزا ہے جو ہو اسزدہ سزا سمجھے
وہ گو تمنے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے

نہ دشمن دوست ہو نہیں اور نہ بیگانہ یگانہ ہون
جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے

کہا بیٹھے اوٹھا دو ہاتھ تم بھی بڑی مشکل ہے
تو بولے ہمسے استدعا دعا کی ہی دعا سمجھے

حباب آسا کوئی لحظہ ثبات عمر فانی ہے
جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	وله	۹

مریجان رنج گھٹائیے قدم آگے اب بڑھائیے
ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے

کھڑے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مرچکین تباہ ہین
ہدف خدنگ نگاہ ہین ذرا آنکہ ادھر بھی ملائیے

بھلا آنا آپکا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے
ابھی بس ہمارا سلام ہے کہین اور باتین بنائیے

تہ تیغ تیز ہی اک جہان کوئی کشتہ ہے کوئی نیم جان
جو ہو دریغ تو ہم یہان کوئی ہاتھ ادھر بھی لگائیے

کبھی سبو سی منہ کو نہ موڑ لیا ہوس شراب نچوڑ لیے
سر محتسب نہ توڑئیے جو کمال غیظ پہ آئیے

یہ کمال لطف ہے ساقیا یہی ہے ہوس یہی مدعا
رہی ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی ہے تو لائیے

جو وفور چشم پر آب ہو تو جہان تختۂ آب ہے
ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے

وہ کہا عدو سے یہ پینے کیا کہ ہوئی ہین آپ جو یون خفا
غضب یہ جھوٹ یہ افترا ہی سامنے تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن ہی نسیم طاقت ہوش سن کوئی شعر اور سنائیے	۳

نہ یون نیچے کیے گردن کو چلیے
ذرا اونچے کیے چتونکو چلیے

ہجوم کشتگان اے جان بہت ہے
ذرا روکے ہوے توسن کو چلیے

تصدق ہونیوالے بس بچائین
اوٹھائے ہاتھ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	وله	۷

آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بہی نہ ہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی
اب قید کیا ہے بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے
منہ کھولنا پڑا ہمیں فریاد کے لیے

اے چرخ ڈھونڈ کر کوئی تسکین دل پذیر
رکھ چھوڑ نا مری شب فریاد کے لیے

او تیرے ناک فلک سے حسینوں کی دید کو
کیا مرتے ہیں حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
پوچھے ہیں ہمنے رستے عدم آباد کے لیے

ہر رنگ میں نظیر تمھارا نہیں نسیم
زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے

۲۳۵ ۳

جو چوٹ ہوا دل تری خالی نہیں جاتی
آخر کو وہی کی جو سنبھالی نہیں جاتی

اللہ رے مکار خدا تجھسے بچائے
روٹھیں بھی پھر کی بحالی نہیں جاتی

جو بات نہ کہنے کی تھی وہی یار سے کہدے
ابتک بھی مری ہرزہ خیالی نہیں جاتی

متفرقات

ہو زبان بند جو محشر میں مرا نام آئے
سوچ رکھنا کوئی افسوں کہ وہاں کام آئے

دیوانگی میں جب کہ ہر اک سے بگڑ گئے
زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤں پڑ گئے

بھلا ہم اور کیا تکلیف دہ ایجان جاں ہوتے
کہا اپنا حال دل کہتے اگر تم مہرباں ہوتے

قفس سے ایکدم ملتے اگر فرصت رہائی کے
چمن میں بیٹھ کر باہم شریک دوستاں ہوتے

مغرور کو تسلیم کے پروا نہیں ہوتے
توڑے سے بھی خم گردن مینا نہیں ہوتے

مقتول خدنگ نگہ ناز کے آگے
کچھ عزت اعجاز مسیحا نہیں ہوتے

بہت کچھ کر چکے تدبیر میرے
پھر اب وہ کیا کریں تقدیر میرے

خبر خود ہو رہے گی اونکو اے دل
کہ میرے ساتھ ہے زنجیر میرے

ملے رہتے ہیں وہ امان و گیسو رہے اور سے
تعلق ایکدن کو ہو گیا شام سحر سے

خدا ہی جانے کیا گذری لحد میں تیری عاشق پہ
کہ لوٹی نوعروسی آتی ہی پھولوں کی چادر سے

کام کیا نکلے کسی تدبیر سے
آدمی مجبور ہے تقدیر سے

روتی ہی حال پر وہ قتیلان یار کے
آنسو تو پوچھ دو کوئی شمع مزار کے

لے اسکو گالیان بھی تری بار کہا چکے
بس او زبان دراز بہت کچھ اوٹھا چکے

ایجان اب نہین ہوس مخلصی ہمین
وہ چہچہونکے رنگ گلستان سے جا چکے

آیدل پھر اوسنے دوستی کے
او خانہ خراب پھر دہے کے

کیونکر ہوا ہی وصل صنم دلسے جائیگی
عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیگی

رہتی نہین آغوش کبھی یار سے خالی
پھرتے ہی نہین جسکے بازار سے خالی

مرقد مین جو دیکھا تو نکیرین ہین موجود
آغوش لحد بھی نہین اغیار سے خالی

یہ کرلے شرط تو اے یار پہلے
کہ ہوگا حشر سے دیدار پہلے

یہانتک ہے حسرت نالہ بلبل
نکالے بیضے سے منقار پہلے

کیا جلوۂ حسن خودنما ہے
سبحان اللہ واہ وا ہے

بیٹھو بیٹھو یہ بیقرار ہے
کچھ خیر تو ہے یہ آج کیا ہے

کھلتے ہے جب آنکھ طول شب ہے
کٹتے نہین رات کیا غضب ہے

دلکو خیال کاکل عنبر شمیم ہے
ہر وقت مجکو مشق الف لام میم ہے

کس سخت جانکی ذبح سے پونچھا ہی یہ گزند
ابرو کی یہ جو تیغ ہلالے دو نیم ہے

دنکو بھی وہ نالہ وزاری شبکو وہو آہ وفغان ہے
فائدہ کیا اس سے پند ناصح لاگ گئی تب لاج کہان ہے

نور دل مومن کسی معبد مین نہین ہے
جو بات ہے عارض مین وہ گیسو مین نہین ہے

سمجھا مین جسے ڈہونڈھتی ہو نام نہ اونکا
پہلو مین نہین ہی مری پہلو مین نہین ہے

سیکڑون من سے بھی زنجیر مری بھاری ہے
واہ کیا شوکت سامان گنہگاری ہے

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہے
بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے

جلاد دیکھئے دو چار ہونے مین فن کے و
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہے

مجھے غم ہی تجھی اے قبر احسے بجالی ہے
تری آغوش ہین مین ہون مری آغوش خالی ہے

ور دیدہ نگاہ ہونگے اشارے نہیں اچھے — یہ ڈھنگ سے پہچان تمہاری نہیں اچھے

آئیے سینے سے لپٹ جائیے — آج تو للہ نہ شرمائیے

لاؤ وہ خنجر تو اوٹھا دیجیے — روز یہ کہتے ہو کہ مر جائیے

منہ سے ہٹاتے ہیں اجی تا کفن — دیکھنے ہو شکل تو جلد آئیے

کہلے جو مزاج بت مدہوش میں آئیے — سمجھینگے کسی روز اگر ہوش میں آئیے

دہوکا و نہیں اشکوں نے دیا شکل در لگ — سنتا ہوں گہر بینکے بنا گوش میں آئے

سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے — بلا رہے ہیں نگاہ اجل فروش مجھے

لحاظ بیخبری ہی اوٹھا تیں مگر کیونکر — بہت وہ نوشنے نہیں التفات ہوش مجھے

اوٹھا سکونگا نہ تکلیف پیرہن ہرگز — وبال ہو نگی ہے لباس دوش مجھے

ہاں کوئی تدبیر بتا دیجیے — دل تو دیا اب اونہیں کیا دیجیے

ضد یہ نئی ہے کہ مرا لیکے دل — کہتے ہیں ایک اور بہی لا دیجیے

کار دین یا فکر دنیا کیجیے — زندگی تہوڑی ہی کیا کیا کیجیے

چاک ہو خود وہ لباس ناتوان چاہیے — شب کا دامن صبحکا ہمکو گریبان چاہیے

میں تو خود وہ خاک ہوں ظالم کہ میرے سنبھلے — اک ہوا جنبش دامان مژگان چاہیے

جو لوچہیں اونامہ بر تو کہنا تیری شہ ای گفتگو ہے — خلاف وعدہ وہ پہر کہا جی نسنے فریب صیاد کی آرزو ہے

پہر انہیں ساقی منگاکی گالی تمام پہوے ہوے ہیں چھالے — ہوے ہیں شیشے کے زخم ٹالے شراب کا ہیکو ہی لہو ہے

مخمس برغزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص بہ خلیل

بوسہ دینے میں غضب لائیے گا — جہوٹ سچ بول کے سمجھائیے گا

آج تو کہتے ہو کل آئیے گا — کل ہے منہ پہیر کے فرمائیے گا

آج گہر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا — جہوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا

میں سمجھتا ہوں جہاں جائیے گا | میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا
غیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ اوترے گا تو غم کھائیے گا | رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
اب تو کیا ہوش میں جب آئیے گا | میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
ایسا جانباز کہاں پائیے گا

دیتوں لطف ہزاروں دیکھے | ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
اب تو بگڑے ہیں یہانتک ہمسے | وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے
آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا

چند ساعت میں نہ ہی ہے سامان | جسکا تھا دل میں تمہارے ارمان
پوچھتے کیا ہو یہ اے جان جہان | کسطرح ہجر میں جاتی ہے جان
دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے | ہنسکے فرمایا کہ اچھا رولے
جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے | سنکے حال شب فرقت بولے
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا | گونسے کل ہے یقین ہو جسکا
آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا | کل گئے آج ہے کل کا وعدا
جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلاہل کہ پیئیں جا ہے سے | کوے مرجانیکے رکھتے نہیں شے
کسطرح رات کٹے گی ہے ہے | دیکھیے جان پہ کیا بنتے ہے
آپ تو اوٹھکے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہیں آپ | اب کھلا جال میں لاتے ہیں آپ

ہمسے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ　　چھپکے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچتائیے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہین　　کب وہ پابند حیا ہوتے ہین

منہ سے اقرار سدا ہوتے ہین　　ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد　　پھر نہ مانگینگے خدا ہے شاہد

ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد　　جیتے جی ہو جیسے واحد شاہد

کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چھ سات　　جانتے ہین کہ بہت کم ہے رات

جیسین چل دینے کی سوچی ہو گھات　　ہم وہ ہین دلکے سمجھتے ہین بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی　　ہر سحر گردش بیجا نہ سہی

یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی　　روز کے آنے کا وعدا نہ سہی

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندنون تمنے جو پرسش کم کے　　آرزو ہے گلہ پیہم کے

گو کہ تکلیف تو ہے کچھ دم کے　　بات رہجاے مریض غم کے

دو گھڑی بیٹھ کے اوٹھ جائیے گا

جب پسند آے گا اچھا کہنا　　ننگ سمجھو گے یہ بیجا کہنا

رو نہ ہوگا کبھی میرا کہنا　　بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ بیکلے نکلے　　پھر بہت رنج یہ سہکے نکلے

چند دن تن مین جو رہ سکے نکلے | روح قالب سے یہ کہکے نکلے

دل کسے اور سے بہلائیگا

خون کس کس کا کرے گی نہ یہ آنکھ | کیا مرے جان کو لیگی نہ یہ آنکھ

رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ | بیٹھ سوتے تو رہیگی نہ یہ آنکھ

ایک کروٹ مین بدل جائیگا

یہ نسیم آپکا حیران ہے یہ | دین ہے یہ توشہ ایمان ہے یہ

دشمن جان و جگر یان ہے یہ | اے خلیل اسکے بیجان ہے یہ

زلف کو چھو کے خطا پائیگا

ایضاً

حکم پوچھینگے تو فرمائیگا | آج جھلکہ کوئی دکھلائیگا

رنگ اب اور ہی کچھ لائیگا | کھیل مین جان یہ کھلوائیگا

ہمکو شمشیر سے سر آئیگا

سوزش غم سے شرر لب پر ہین | ڈھیلے آنکھون کے نہین اخگر ہین

خشک لب تفتہ جگر مضطر ہین | تشنہ آب دم خنجر ہین

تھوڑا پانی ہمین پلوائیگا

پوچھتا کیون نہ ہو دل مین سرسو | کہ نہین قتل کو ملتا پہلو

سخت حیران ہون یہ کیا ہی جادو | تیغ بنجاتے ہین کیونکر ابرو

لاگ کچھ اسکے بتا جائیگا

لو وہ دلکو مرے بہلاتے ہین | باتین تسکین کے کہہ جاتے ہین

جب عیادت کو مری آتے ہین | نزع مین دیکھکے فرماتے ہین

ہم جلا لینگے جو مر جائیگا

رنگ اب اور طبیعت لائے
مین بھی تدبیر مین ہون سودا لئے
آگ غیرون نے بہت بھڑکائے
دولت وصل اگر ہاتھ آئے
میرے قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہے اور کیف شباب
غور لازم ہے بس اسوقت جناب
چھائی ہے آنکھ مین کچھ مستی خواب
دیجے نہ تکلیف خط جام شراب
بال پانے مین نہ لے جائیے گا

دست فیاض کہین رکتا ہے
رات دن باب عنایت وا ہے
مانگیے حوصلہ ہان جتنا ہے
اوسکے درگاہ مین کمتی کیا ہے
جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہون آپ سے کیا
صبح تک شکوہ رہا یہ جھگڑا
ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا
چشم تر نے دل سوزان سے کہا
ہم برس لینگے تو گرمائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ
بلکہ بےخوف و خطر رہیے آپ
ہان وہین آٹھ پہر رہیے آپ
غیر سے شیر و شکر رہیے آپ
ایکدن اسکا مزا پائیے گا

کچھ بھی تقصیر ہوئے کیا ایسے
صاف کہیے کہ سبب ٹھہرے
جو شب و روز نظر ہے ترچھے
ترک کیجے گا سکونت دل کے
اپنے گھر بھی نہ کبھی آئیے گا

اے نسیم اب تجھی فرصت ہے قلیل
بسکہ ہین آپ طرحدار جمیل
لاؤ اے ختم مضامین کے دلیل
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل
شام کو آج ضرور آئیے گا

ایضاً

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغین | کوئی پھولی گا شگوفہ آج اے دل باغین
موت کا سامان ہے پر رنگ محفل باغین | زعفرانی پہنی ہے جوڑا وہ قاتل باغین

ہنس رہے ہیں گل برنگ زخم بسمل باغین

دیکھ الفت کی اثر چل تو بھی اے دل باغین | یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغین
نام عاشق اوس سے ہوتا تھا جو حاصل باغین | آ کے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغین

بید مجنوں کے تلے ٹھہرا دو محمل باغین

خوب گلگشتیں ہوئیں جا میری لحد پہ پیچھے | تازیان ہوش جو کچھ اڑا دی تھے کیسے
اے صبا خو ورفتگی ہیں وہی گل کیا دیکھے | چاہیے سیر چمن رنگین مزاجوں کے لیے

ہم سے دیوانے ہیں کب جانیکے قابل باغین

کچھ دنوں ہے سربلندی پھر وہی افتادگی | اپنے اپنے وقت پر ہر شی کو ہوتا ہے یہی
نخل عریان منتشر ہے میوہ لگی ہر ٹکڑی | آمد باد خزان کیا ہے قیامت خیز تھی

شور محشر سنکے آہ عنادل باغین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ | جلوہ گر ہوتی ہے اوسکی شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی سے جو آیا روی روشن کا فروغ | پرتو رخسار جانانہ سے بڑھا ایسا فروغ

چاندنی کو ڈھونڈتا ہے ماہ کامل باغین

اسقدر طوفان اٹھا آشنا ور ڈر گئے | باغبان بھیا و گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلیکے قعر بر پا کر گئے | بحر اشک بلبل گریانسے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھیں شاہد گل لطف ساحل باغین

لاکھ پھولوںسے زیادہ ہیں ہمارے دل کی داغ | دیکھتا ہے جب کبھی ہوتا ہے وہ گل باغ باغ
میری باعث منت گلچین سے ہے اوسکو فراغ | سیر گلشن سے شگفتہ ہوگا کیا وہ خوش دماغ

بوی گل سے مثل دود شمع محفل باغبین

دوریسے تسلیم اونکو جو بنائین دنکورات
کیا بجا فرماتے ہین نواب عالی خوش صفات
صدقہ ہو اور سر جائیے ایدل جو کہد ین انکی بات
جانب ہر کب سبکو جو انکو کب ہے التفات

ایسی نکہت نہین محتاج محمل باغبین

تازگی سر پر ہے جو دورشق تعلیم کہن
یادگار ساحرے آتا ہے کونی وسنا فن
ہر دم نظارہ افسون خیز لطف انجمن
بنتے ہین جادو کے پتلے نوجوانان چمن

باغبان دیتا ہے آب چاہ بابل باغبین

ہی یقین تھوڑے سے عرصے مین ہوا ہی چل بسے
یہ مصیبت وہ نہین ایدل جو ٹالے سے ٹلے
کوئی پتونکو سمیٹے کوئی غنچون کو ملے
دیکھیے کیا رنگ لائین کل خزانکو ولے

آج مرغان چمن بیٹھے ہین غافل باغبین

کیا بتائین حال دل اپنا تجھے اے چارہ گر
کرتے ہین سب ہم ڈرا کر جوش الفت کے اثر
جو گذرتی ہے گذرتی ہے نہیں جسکی خبر
یاد آتی ہے وہ کاکل زلف سنبل دیکھکر

سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہے نازل باغبین

آرہی ہین آج غنچون کی صدا ہین ہوشیار
گن رہے ہین ساعتین مرغان گلشن بار بار
ہے کہین نجم کہین ایدل کہر چکا ہے اتار
کیا لواہی خار گین آکے لالے کی بہار

بنگئے برگ شجر رشک جلاجل باغبین

آئی ہے فصل بہاری کہا ہین لالے نے گل
بسکہ ہے رنگین مزاجی کا ہر اک رعنا کی غل
ہین گلابی لوش غنچہ سرخ ہے پیالو نمین مل
ملکے ہاتھو نمین حنا کہتا ہے شوخی سے وہ گل

پنجہ مرجان کا ہے اثبات مشکل باغبین

صبر کر نیکے نہین باقی ہے ابتو دلمین جا کے
نصف شب کے بعد ہے بیدار کو جب نیند آ کے
کیجیے ہمت بلا سے آگے جو قسمت مین کہا ہے
لے اڈرین ہم شاہ گلشن کو گلچین خار کہا کے

عندلیبوں نے یہ باہم کی ہی کونسل باغ مین

واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہی امتحان — خوف حاکم سے عدو ہوتے ہین گو مہربان
جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آکے یہان — عندلیب گل کی بھی مشاطہ ہی باد خزان

ہی جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل باغ مین

بعد مدت دیکھ کے آباد دولت گاہ حسن — صدقے ہونیکے لیے آئے ترقیخواہ حسن
ہو گئی تھے چاند نے فرش فروغ ماہ حسن — سیر کو آیا جو گلشن کیطرف وہ شاہ حسن

بنگئے شاخ گل تر دست سائل باغ مین

ای نسیم اب دولت مضمون ہی سینے مین قلیل — عرض کر تو اب ہے ای تاک خوبی کے جمیل
آتش غم مثل ابراہیم گل ہو بدلیل — وصل دہن شاہ حسین کا کر میسر ہو خلیل

آرزو اک عمر سے ہو جای حاصل باغ مین

آفتاب چرخ عظمت ہون کہان میرا نظیر — ڈھونڈھتا ہون جابجا ملجای کوئی دستگیر
دیکھ چشم غور سے ای ہمدم روشن ضمیر — حسن ابیات وزیر و ربط مصراع فقیر

کیون نہو ایسی غزل پڑھنے کے قابل باغ مین

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ بنای امام باڑہ حکیم یعقوب صاحب

سر عدد بہ تراش و نویس انچہ بماند — دو نیم کن چو ل آنرا کہ سخت سنگین است
چو نصف گشت بکن باز نصف نصفش را — امام باڑہ بنا گشت سال او این است

قطعہ تاریخ بنای مسجد وصی علیخان صاحب

چون جناب وصی علیخان را — حق عطا کرد خلق و ہمت و جود
در سخاوت کریم ابن کریم — مثل او در جہان نہ ہست و نہ بود
شیعہ پاک و جان نثار حسین — بندہ خاص حضرت معبود

مسجد کہنہ از نظر بگذشت | بدل زر کرد و نو بنا فرمود
جلوہ گر شد چو سجدہ گاہ انام | گشت راضی رسول و حق خشنود
بہر تاریخ سال گفت تسنیم | اہل دینے چہ امر خیر نمود ۱۲۶۹

قطعۂ تاریخ وفات جناب غفران مآب حاجی محمد مصطفے خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی

رحمت حق لاتعد بر روح آن مغفور باد | واقعی چون مصطفی خان اندرین عالم کجاست
عابد و پرہیزگار و باذل و احسن خصال | داشت این اوصاف باہم گو ولی گویم بجاست
شوق کعبہ ناگہان بیتاب فرمودہ ور بود | شد فدا سویش برخصت پای عزمش تنہاست
بعد چندی جان مشتاق جنان برطان گفت | باطیور عرش اعظم ہم مقام و ہم نواست
سال رحلت را چنین گفتا ہوا خواہش تسنیم | آن زمین ہم آسمان کانجا قیام مصطفی است

قطعۂ تاریخ تولد فرزند محمد عبد الرحمن خان صاحب مہتمم مطبع نظامی

فضل حق پورے بخان صاحب بداد | سیم و زر بارید و ہر کس یافت مفت
دیدہ وا در بزم عشرت دوستان | مدعے را طالع بیدار خفت
خواست چون سال ولادت را تسنیم | مہ جبین و خوبرو فرزند گفت ۱۲۷۰

قطعۂ تاریخ طبع دیوان میرزا احمد علی خان صاحب تخلص قبول

میرزا احمد علی خان قبول استاد وقت | طبع شد دیوان او تاریخہا گفتم بسے
صاد و دال و نون ہی ہمزہ ہی الف ہی یا و قاف | چون نمود و جمع کاف و لام ہی شین واو یے
یکہزار و دو صد و ہفتاد و دو تاریخ شد ۱۲۷۲ | کردمش آغاز صاد و ختم آن بر دال نے

قطعۂ تاریخ کدخدائی فرزند نواب شرف الدولہ بہادر

نیست در عالم کریم اکنون دگر | جان فدا یست اے وزیر نامور
ختم شد جود و سخا بر ذات تو | چون مصیبت بر من خستہ جگر
اے خوشا وقتے کہ بعد از مدتے | رسم شادی آمدہ پیش نظر

تا ابد محفوظ نوشاه و عروس	بگذرد در خوشی‌اش شام و سحر
سال شادی عرض میسازد نسیم	باد زیبا صحبت شمس و قمر

مثنوی تاریخ تولد فرزند ارجمند منشی نولکشور صاحب

زہے طالع منشی با کرم	ہمایون نژاد و مبارک شیم
درین سال فرخنده و نیک فال	خدا داد پورے بآن خوش خصال
بمیلاد آن اختر پر ضیا	پے سال کردم ز دل التجا
چنان در خیال سعید آمده	چه مهر درخشان پدید آمده

خاتمة الطبع

حمد بے نہایت ایسے سخن آموز ازل کو سزاوار ہے کہ جسنے دو حرف کن سے مطلع کونین کو موزون فرمایا اور نعت بے غایت ایسے افصح عرب و عجم کو لائق ہے کہ جسنے حشو اصنام سے بیت کعبہ کو خالی کیا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور منقبت بے شمار اون رکن رکین خلافت مربع نشین چار بالش امامت کو زیبا ہے کہ جو مانند چار مصراع رباعی کے باہم حبیب وار بانتے ہمیشہ نظم و نسق دین متین بلند آوازگی شرع مبین مین عرق افشان رہتے بعد حمد و نعت کے مژدہ چمن آرایان معانی کو نوید نخلبندان سخندانی کو کہ آجکل آبیاری لطف باری سے نسرین خیابان فکر متین گل سر سبد مقال رنگین آب غنچے دیوان بلبل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرای بوستان نکتہ دانی ہمپایۂ قدسی کلیم جناب غفران مآب میرزا احمد اصغر علیخان صاحب دہلوی تخلص نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان آبشار سنگ صنعت کار پردازان مطبع مصطفائی سے ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین بمرتبہ دوم شاداب ہوکر گلدستۂ بزم سخنوران جہان نکہت فروش مشام معنی پروران زمان ہوا فی الواقع یہ مختصر ایک حرف ہو دفتر کمال سے نقطۂ فرد ہو

دیوان خیال سے ہر چند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کام نہ آئی کہ بعین ہے
کلیات میسّر ہوا کسیطرح فراہم مجموعۂ ابتر ہوا یاروں نے کمی کی نہایت تخجل
طبیعتی کی بقول نسیم مصرعہ غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ناچار اسیقدر جمع ہونے کو غنیمت سمجھے سرمۂ چشم بصیرت سمجھے تاریخیں طبع کی
دوستوں شاگردوں نے موزوں فرمائیں خاتمے میں سمت اندراج پائیں

از نتائج فکر اکحل الکملا میرزا اسلم صاحب شیرازی تخلص مبتلا

حمد اللہ طبع شد در مطبع تحفۂ کریم — ابتدا دیوان استادِ سخن مرزا نسیم
بارک اللہ مرحبا از طبع گوہر زای او — لوحش اللہ سفتۂ فکر او چہ خوش در یتیم
از سواد حرف شعرش دیدہ بیابد ضیا — معنی مضمون او ہر جان بر تن عظم رمیم
دلبری تاریخ او پرسید گفتم مژدہ باد — طبع گردید اے نگارم تازہ دیوان نسیم
۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد میرزا محمد رضا صاحب برق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر — ہوا سال بنای طبع کا سرگرم سعی دا
چمن میں صبحدم میں جو پی گلگشت کا نکلا — صدای عندلیبوں نے کی گردای نور فکر اسجا
طبیعت تھی جو آمادہ مری رنگیں بیانی پہ — تو اوراق گل تر پہ لکھے اشعار کچھ انشا
گل مضمون چنے میں نے جو گلزار معانی سے — گل تازہ دم فکر سخن ہاتھ آئیں ہیں کیا کیا
شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخی کو یہ مصرع — کہا دل نے کھلا باغ نسیم دہلوی اچھا
۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد حضرت سحر

طبع چون گردید دیوان نسیم خوش بیان — کرد مضمون دلاویزش فسون ساحری
مصرع تاریخ او گفتہ صفیر خستہ حال — آمنہ شد گلشن فکر نسیم دہلوی
۱۲۸۵

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلیغ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

بہر دیوان نسیم خوش فکر — بلبل طبع جستہ سالش جوئے

گوش کن حرف کہ گفت ہست بلیغ ۔ گل گلزار مضامین گوئے ۱۲۸۵

طبعزاد منشی احمد حسین عرف منشی امیر اللہ صاحب تخلص تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی

خدا کے فضل سے یہ انتخاب دفتر معنے ۔ نہایت حسن سے چھپ کر قریب ختم آیا ہے
عجب جوبن ہے جدول پر عجب عالم ہے حرفوں پر ۔ کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہے
بیاض و سطر دونوں لا رہی ہیں اہل بینش ہیں ۔ سپیدی ہے رخ سلمی سیاہی زلف لیلی ہے
تصور پا نہیں سکتا سراج بلاغت کو ۔ زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہے
ادا شوخی نزاکت لطف حسن بندش مضمون ۔ بتاؤں ہمنشیں کیا کیا ان اشعار میں کیا کیا ہے
خیال آیا پئے تاریخ اے تسلیم جب مجھکو ۔ کہ اکثر دل مضطر کا اپنے خاص شیوہ ہے
سنا مصرع یہ استاد ازل کے منہ سے بے منت ۔ چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سراپا ہے ۱۲۸۵

از نتائج افکار منشی اشرف علی صاحب تخلص اشرف شاگرد نسیم دہلوی

چو طبع گشت بفضل خدای بے ہمتا ۔ کلام شاعر عالی وقار ورشک کلیم
شود فکر پے سال او دل اشرف ۔ خرد بگفت ریاض کلام پاک نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دہلوی

طبع چون گردید این دیوان پاک ۔ از کرمہائے خداوند کریم
فکر افسر از پے تاریخ آن ۔ گفت زیبا گلبن باغ نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار شیخ فدا علی صاحب تخلص عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب متخلص بعرش

چھپا دیوان نسیم موجد طرز فصاحت کا ۔ کہ جو تھی غیرت فردوسی و سعدی و خاقانی
ہر اک مصرع غزل کا سرو گلزار معانی ہے ۔ بہار طبع رنگیں سے خجل گلہائے بستانی
نئے مضمون نئے معنی نئی بندش نئی لفظیں ۔ سراپا ہر غزل تصویر ہے کہتا ہے یہ مانی
حروف معجمہ میں عیش نے تاریخ یوں لکھی ۔ چھپا کیا ہی کلام فیض گلشن استاد لاثانی

گہر ریزی کلک گوہر سلک منشی گنبد پرشاد صاحب تخلص فضا شاگرد منشی بینڈو لال صاحب متخلص بہ زار

طبع شد چون کلام بلبل ہند — از عنایات بے نیاز قدیم
سال طبعش فضا چنین بنوشت — بس شگفتہ گل بہار نسیم ۱۲۸۵

از شاعر بے نظیر منشی جوالا شنکر صاحب تخلص امیر شاگرد نسیم دہلوی

چھپ چکا فضل خدا سے آج ارشاد نسیم — جسکا ہر مصرع ہے رنگینی مین لعل بے بہا
روح اندیشہ سے بہر سال تاریخ امیر — مطلع خورشید ہے ہاتف نے مجھسے یہ کہا ۱۲۸۵

ریختہ خامۂ فیض شمامہ حکیم فخر الدین حسین صاحب تخلص فخر شاگرد تسلیم

جب یہ مرقع شعر کا تیار چھپ کر ہو چکا — خوبی کو جسکی دیکھکر رنگ اوڑ گیا مانی کا ہے
کی جستجو تاریخ کی یون فخر نے مصرع لکھا — آیا چھپا دیوان یہ ہمفکر خاقانی کا ہے ۱۲۸۵

از طبعزاد شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوے

ہوا طبع دیوان استاد کا — جسے کہتے ہین اہل فن مستند
لکھو سال تاریخ تم اے ملال — چھپا دفتر بے مثال ابد ۱۲۸۵

از فکر سنج خوش بیان مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

چھپا جب یہ دیوان راحت فزا — نسیم سخن سنج آزاد کا
لکھا کلک گوہر نے مصرع سال — نتیجہ یہ ہے فکر استاد کا ۱۲۸۵

نتیجۂ فکر میر عطا حسین صاحب تیز تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

واہ کیا خوب یہ چھپا دیوان — جس سے روشن ہوا چراغ نسیم
طبع کا سال اسکے اے تیز — کہیے دیوان ہے یا کہ باغ نسیم ۱۲۸۵

نتیجۂ فکر حسین مرزا صاحب ثریا تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

اے ثریا نہین کلام نسیم — نور آئینۂ ضمیر ہے یہ
لکھی اسکے طبع کی تاریخ — واہ دیوان بے نظیر ہے یہ ۱۲۸۵

تمام شد در مطبع مصطفائی واقع محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ محلات شہر لکھنؤ